

۱- باب البر والصلة وقول الله

نے (سورہ لقمان اور احقاف وغیرہ میں) فرمایا کہ ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے

لشیخ قرآن مجید کی ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں عبادت اللہ کے ساتھ والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بعد بندوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے جنت کو والدین کے قدموں کے تسلی بیا گیا ہے اور والدین کو ستانا، ان کی نافرمانی کرتا، ان کی خدمت سے جی چر انا گناہ کبیرہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے وصیت نامے میں جو آپ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو فرمایا تھا اور خاص طور پر حکم دیا تھا کہ ولا تعنق والدیک و ان امراءک ان تخرج من اهلك و مالک اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تم کو تمہارے اہل و عیال سے یا تمہارے مال سے تم کو جدا کر دیں۔

(۵۹۷۰) ہم سے ابوالولید ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے ولید بن عیزرا نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابو عمرو شبیانی سے سنا، کہا کہ ہمیں اس گھروالے نے خبر دی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے عبداللہ بن مسعودؓ کے گھر کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ پوچھا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ عبداللہؓ نے بیان کیا کہ آخر پرست ﷺ نے مجھ سے ان کاموں کے متعلق بیان کیا اور اگر میں اسی طرح سوال کرتا رہتا تو آپ جواب دیتے رہتے۔

باب رشتہ والوں میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟

(۵۹۷۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قلعہ بن شبرہ نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں

۲- باب من أحق الناس بحسن الصحبة؟

تعالیٰ : **هُوَ صَيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنَاهُ** [العنکبوت : ۸]

(۵۹۷۱) حدثنا أبو الوليد، قال حدثنا شعبة، قال أبو الوليد بن عبيار، أخبرني قال سمعت أبي عمرو الشيباني يقول : أخبرنا صاحب هذه الدار وأومنا بيده إلى ذار عبد الله قال : سأله النبي ﷺ : أي العمل أحب إلى الله عز وجل؟ قال : ((الصلة على وفتها)) قال : ثم أي؟ قال : ((ثم بره الودين)) قال : ثم أي؟ قال : ((الجهاد في سبيل الله)) قال : حدثني بهن ولو استرداه لزادني. [راجع: ۵۲۷]

۳- باب من أحق الناس بحسن الصحبة؟

(۵۹۷۱) حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا جرير، عن عمارة بن القعقاع عن بن شيرمة عن أبي زرعة، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال : يا رسول الله من أحق بحسن صاحبتي؟ قال : ((أمك)) قال : ثم من؟

نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری مان ہے۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا باپ ہے۔ ابن شبرمه اور یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا، کہا تم سے ابو زرعہ نے اسی کے مطابق بیان کیا۔

علوم ہوا کہ مان کا درجہ باپ سے تین حصہ زیادہ ہے کیونکہ صفت نازک ہے، اسے اپنے جوان بیٹے کا بڑا سارہ ہے لہذا وہ بہت ہی بڑا حق رکھتی ہے۔

باب والدین کی اجازت کے بغیر کسی کو جہاد کے لیے نہ بیان کریں

(۵۹۷۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان اور شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حبیب نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے محمد کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خردی، انہیں حبیب نے، انہیں ابو عباس نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا میں بھی جہاد میں شریک ہو جاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے مال باپ موجود ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر انہیں میں جہاد کرو۔

لشیخ [راجع: ۳۰۰۴] یعنی انہیں کی خدمت میں کوشش کرتے رہو تم کو اس سے جہاد کا ثواب ملے گا۔ مراد وہی جہاد ہے جو فرض کفایہ ہے کیونکہ فرض کفایہ دوسرے لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا مگر اس کے مال باپ کی خدمت اس کے سوا کون کرے گا۔ اگر جہاد فرض میں ہو جائے اس وقت والدین کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

باب کوئی شخص اپنے مال باپ کو گالی گلوچ نہ دے

(۵۹۷۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عقبہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آنحضرت ﷺ

قال: ((أَمْكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَمْكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَبُوكَ)). وَقَالَ ابْنُ شِبْرَمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَبْيَوْبَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ . مِثْلُهُ.

معلوم ہوا کہ مان کا درجہ باپ سے تین حصہ زیادہ ہے کیونکہ صفت نازک ہے، اسے اپنے جوان بیٹے کا بڑا سارہ ہے لہذا وہ بہت

۳- باب لَا يُجَاهِدُ إِلَّا

بِإِذْنِ الْأَبْوَيْنِ

۵۹۷۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفِيَّانَ وَشَعْبَةَ قَالَا : حَدَّثَنَا حَبِيبٌ حَفَظَهُ اللَّهُ عَزَّ ذِيَّلَهُ عَنْ سُفِيَّانٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَجَاهِدُ؟ قَالَ: ((أَلَّا أَبْوَانِ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدُنَا)).

[راجع: ۳۰۰۴]

۴- باب لَا يَسْبُبُ الرَّجُلُ وَالدَّيْنِ

یعنی گالی نہ دلوائے کہ وہ کسی کے مال باپ کو گالی دے اور اس کے جواب میں اپنے مال باپ کو گالی نہ۔

۵۹۷۳ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالدَّيْنِ). قَيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ

لئے ہے نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برآ جھلا کرے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برآ جھلا کرے گا۔

الرَّجُلُ وَالدِّينِ؟ قَالَ: ((يَسْبُطُ الرَّجُلُ أَبَاهُ فَيَسْبُطُ أُمَّةً)).
اسی لیے کہا گیا ہے۔

بدنے بولے زیر گردوں گر کوئی میری نہ ہے یہ گندکی صدا جیسی کہ ویسی نہ
باب جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا
اس کی دعا قبول ہوتی ہے

(۵۹۷۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراء یم بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی، انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے انہیں آیا اور انہوں نے مڑکر پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ اس کے بعد ان کے غار کے نہر پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور اس کا منہ بند ہو گیا۔ اب بعض نے بعض سے کہا کہ تم نے جو نیک کام کئے ہیں ان میں ایسے کام کو دھیان میں لاو جو تم نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو تاکہ اللہ سے اس کے ذریعہ دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا۔ اللہ! میرے والدین تھے اور بت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چڑاتا تھا اور واپس آ کر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک دن چارے کی تلاش نے مجھے بہت دور لے جاؤ اچنچھے میں رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سوچکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا پھر میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور ان کے سرپرے کھڑا ہو گیا میں یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں سونے میں بھاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاوں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشکش میں صبح ہو گئی۔ پس اے اللہ! اگر تمے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشاوی پیدا کر دے کر ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے (دعا قبول کی اور) ان کے

5 - باب إِحْيَاهُ دُعَاءٍ

مَنْ بَرَّ وَالَّذِيْهِ

٥٩٧٤ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْبِعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَفْيَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَنِمَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْاشوْنَ أَحَدَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَتْ عَلَى فِيمْ غَارِهِمْ صَخْرَةً مِنَ الْجَبَلِ، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِغَصْبٍ: انْظُرُوا أَغْمَالًا عَمَلْتُمُوهَا اللَّهُ صَالِحَةٌ فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعْلَهُ يَفْرُجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالَّدَانِ شِيَخًا كَبِيرًا وَلِي صَبَّيَةٌ صِفَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَانَتْ بَدَائِتُ بَرِ الْدِيْنِ أَسْقَيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَإِنَّهُ نَأَى بِي الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ، فَوَرَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَّبْتُ كَمَا كُنْتُ أَخْلُبُ فَجَنْتُ بِالْجَلَابِ، فَقُمْتُ عَنْ رُؤُوسِهِمَا أَكْرَهَ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهَ أَنْ أَبْدِأَ بِالصَّبَّيَةِ قَبْلَهُمَا، وَالصَّبَّيَةُ يَضَعَفُونَ عِنْدَ قَدْمَيَّيْ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَائِيْ وَذَائِبِهِمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ

لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میری ایک بچا زاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، وہ انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے اسے مانگا تو اس نے انکار کیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینا دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینا رجع کر لایا پھر اس کے پاس انہیں لے کر گیا پھر جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مرکومت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا سے باز رہا) پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی (چیان کو بہتا کر) پیدا کر دے۔ چنانچہ ان کے لیے تھوڑی سی اور کشادگی ہو گئی۔ تیرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول کی مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجی کی۔ میں اس کے اس پچے ہوئے دھان کو بوتا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور اس کا چروہا بکرا کر لیا (پھر جب وہ آیا تو) میں نے اس سے کہا کہ یہ گائے اور چروہا لے جاؤ۔ اس نے کہا اللہ سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ اس گائے اور چروہا ہے کوئے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو (چیان کی وجہ سے غار سے نکلنے میں جو رکاوٹ بالی رہ گئی ہے اسے بھی کھوں دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی جس سے وہ باہر آگئے۔

آنی فَعَلْتُ ذَلِكَ اِبْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرَجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السُّمَاءَ، فَفَرَّجَ اللَّهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السُّمَاءَ، وَقَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةٌ عَمَّ أُجِبَّهَا كَأَشَدَّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبَتْ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبْتَهَ حَتَّى آتَيْهَا بِعِيَانَةَ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَفْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقَّيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتْقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحْ الْخَاتَمَ فَقَعَدْتُ عَنْهَا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ اِبْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرَجْ لَنَا مِنْهَا، فَفَرَّجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرْزٍ فَلَمَّا قُضِيَ عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقَّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَتَرَكَهُ وَرَغَبَ عَنْهُ فَلَمَّا أَرْزَعَهُ حَتَّى جَمَفْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتْقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقَّيْ، فَقَلَّتْ: اذْهَبْ إِلَيِّي ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيَهَا فَقَالَ: اتْقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقَلَّتْ: إِنِّي لَا أَهْزَأْ بِكَ، فَخَدَ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَنْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ اِبْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرَجْ مَا بَقَيَ فَفَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُمْ).

[راجح: ۲۲۱۵]

تَبَرِّع اس حدیث سے نیک کاموں کو بوقت دعا بطور وسیله پیش کرنا جائز ثابت ہوا۔ آیت (وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ) (المائدۃ: ۳۵) کا یہی مطلب ہے۔ نیک لوگوں کا وسیله یہ ہے کہ وہ زندہ ہوں تو ان سے دعا کرائی جائے، مزدوں کا وسیله بالکل بے ثبوت چیز ہے جس سے پرہیز کرنا فرض ہے۔

باب والدین کی نافرمانی بست ہی بڑے گناہوں میں سے ہے (۵۹۷۵) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ثیباں نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مسیب نے، ان سے وراد نے اور ان سے حضرت مغیرہ بن شٹر نے کہ نبی کرم شیعیل نے فرمایا اللہ نے تم پر مال کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اور (والدین کے حقوق) نہ دینا اور ناقن ان سے مطالبات کرنا بھی حرام قرار دیا ہے، لڑکوں کو زندہ دفن کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) اور قیل و قال (فضول باقی) کثرت سوال اور مال کی بریادی کو بھی ناپسند کیا ہے۔

(۵۹۷۶) مجھ سے اسحاق بن شاہین و اسٹی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد و اسٹی نے بیان کیا، ان سے جریری نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے اور ان سے ان کے والد بن شٹر نے بیان کیا کہ رسول اللہ شیعیل نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے یا رسول اللہ؟ آنحضرت شیعیل نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آنحضرت شیعیل اس وقت شیک لگائے ہوئے تھے اب آپ سید ھے بیٹھ گئے اور فرمایا آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔ آنحضرت شیعیل اسے مسلسل دہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آنحضرت شیعیل خاموش نہیں ہوں گے۔

(۵۹۷۷) مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ترا کاذک کیا (انہوں نے کہا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کے متعلق پوچھا گیا تو آنحضرت شیعیل نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی کی (ناحق)

۶۔ باب غُقُوقُ الْوَالِدِينِ مِنَ الْكَبَائِرِ ۵۹۷۵
حدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ الْمُسَيْبِ، عَنْ وَرَادٍ عَنْ الْمُغِيرَةِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرُومٌ عَلَيْكُمْ غُقُوقُ الْأَمْهَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ وَوَادِ الْبَنَاتِ وَكَرَةً لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثِرَةُ السُّؤَالِ وَإِصْنَاعَةُ الْمَالِ)).

[راجح: ۸۴۴]

۵۹۷۶۔ حدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ أَجْرَبِيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أَنْتُمْ يَا أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ؟)) قَلَّتْ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَغُقُوقُ الْوَالِدِينِ)), وَكَانَ مُتَكَبِّرًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلَا وَقُولُ الزُّورُ وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلَا وَقُولُ الزُّورُ وَشَهَادَةُ الزُّورِ)). فَمَا ذَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتَ: لَا يَسْكُنُ.

[راجح: ۲۶۵۴]

۵۹۷۷۔ حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، حدَّثَنِي عَبْيَدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْكَبَائِرُ أَوْ سُلَيْلٌ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: ((الشَّرْكُ بِاللَّهِ، وَقْلُ النَّفْسِ، وَغُقُوقُ الْوَالِدِينِ)) فَقَالَ:

جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا پھر فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ فرمایا کہ جھوٹی بات یا فرمایا کہ جھوٹی شادوت (سب سے بڑا گناہ ہے) شعبہ نے بیان کیا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جھوٹی گواہی فرمایا تھا۔

باب والد کا فریا مشرک ہوت بھی اس کے ساتھ نیک

سلوک کرنا

(۵۹۷۸) ہم سے عبد اللہ بن زید حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، انہیں اسماء بنت ابی بکرؑ نے خبر دی کہ میری والدہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لا ینهَا کم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین یعنی اللہ پاک تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق کوئی لڑائی جھکڑا نہیں کرتے۔

لشیخ یہ قرآن پاک کی وہ زیر دست آیت کریمہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو جوڑتی ہے اور باہمی جھکڑوں کو کالعدم قرار دیتی ہے۔ مسلمانوں کی جگہ جارحانہ نہیں بلکہ صرف مداغنہ ہوتی ہے۔ صاف ارشاد باری ہے۔ «وَإِنْ جَنَحُوا إِلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوهُمْ» (الآلہ: ۲۱) اگر تمہارے مخالفین تم سے بجائے جگہ کے صلح کے خواہاں ہوں تو تم بھی فوراً صلح کے لیے جھک جاؤ کیونکہ اللہ کے ہاں جگہ بہرحال ناپرند ہے۔

باب اگر خاوندوں والی مسلمان عورت اپنی کافر مال کے ساتھ نیک سلوک کرے

(۵۹۷۹) اور یا ایسے بیان کیا کہ مجھ سے ہشام نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت اسماءؓ نے بیان کیا کہ میری والدہ مشرکہ تھیں وہ نبی کریم ﷺ کے قریش کے ساتھ صلح کے زمانہ میں اپنے والد کے ساتھ (مذہب منورہ) آئیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے

((أَلَا أَتَبْكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَارِ؟)) قَالَ: ((قَوْلُ الزُّورِ - أُوْ قَالَ - شَهَادَةُ الزُّورِ)), قَالَ شَعْبَةُ: وَأَكْثَرُ طَبَّيْ أَهْلُهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّورِ)).

۷- باب صِلَةِ الْأَوَالِدِ

المُشْرِكُ

۵۹۷۸ - حدَثَنَا الحَمِيْدِيُّ، حَدَثَنَا سُفِيَّاً، حَدَثَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْرَوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرِنِي أَسْمَاءَ ابْنَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَتَنْتَيِ أُمِّي راغِبَةٌ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْ أُمِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ ابْنُ عَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا: ((لَا يَنْهَا كُمُّ اللَّهُ عَنِ الظِّلَّيْنِ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ)).

[راجع: ۲۶۲۰]

۸- باب صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا

زَوْج

۵۹۷۹ - وَقَالَ الْلَّيْثُ : حَدَثَنِي هِشَامُ بْنُ عَزْرَوَةَ، عَنْ عَزْرَوَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرْبَانِي، وَمُدَّتْهُمْ إِذْ عَاهَدُوا السَّيِّدَ هَذِهِ مَعَ أَبِيهَا

ان کے متعلق پوچھا کہ میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے الگ ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

(۵۹۸۰) ہم سے تجھی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو سفیان بن عثیمین نے خبر دی کہ ہر قل نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے اسے بتایا کہ وہ یعنی نبی کریم ﷺ میں نماز، صدقہ، پاک و امنی اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔

باب کافر و مشرک بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

(۵۹۸۱) ہم سے موئی بن اسما علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر بن حیثا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر بن عثیمین نے سیراء کا (ایک ریشمی) حلہ بکتے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس ونود آئیں تو اسے پہننا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے تو وہی پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں (کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس اسی قسم کے کئی حلے آئے تو آنحضرت ﷺ نے اس میں سے ایک حلہ عمر بن عثیمین کے لیے بھیجا۔ عمر بن عثیمین نے عرض کیا کہ میں اسے کیسے پہن سکتا ہوں جبکہ آنحضرت ﷺ اس کے متعلق پہلے ممانعت فرمائے چکے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا ہے کہ تم اسے نیچ دویا کسی دوسرے کو پہنادو چنانچہ عمر بن عثیمین نے وہ حلہ اپنے ایک بھائی کو بھیج دیا جو مکہ مکرمہ میں تھے اور اسلام نہیں لائے تھے۔

[راجح: ۸۸۶] حضرت عمر بن عثیمین نے اپنے مشرک بھائی کو وہ حلہ بھیج دیا۔ اس سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ مشرک بھائی کے ساتھ بھی صل رحمی کی جا سکتی ہے۔ اسلام نیکی میں عمومیت کا سبق دیتا ہے جو اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے وہ جانوروں تک کے ساتھ بھی نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيًّا فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهُنَّ رَاغِبَةٌ قَالَ: ((نَعَمْ صَلِي أُمَّكَ)).

[راجح: ۲۶۲۰]

۵۹۸۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا الْيَثْرَى، عَنْ عَفِيلٍ، عَنْ أَبْنَ شَهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هَرْقُلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: فَمَا يَأْمُرُكُمْ يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفْافِ وَالصَّلَةِ۔ [راجح: ۱۷]

۹ - باب صلۃ الأخ المشرک

۵۹۸۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ حَلَةَ سِيرَاءَ تَبَاعَغَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنَعْ هَذِهِ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا يَنْبَسُ هَذِهِ، مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)) فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ مِنْهَا بِحَلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرَ بِحَلَلٍ فَقَالَ: كَيْفَ الْبَسْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَغْطِكَهَا بِلْبَسِهَا، وَلَكِنْ تَبَعَهَا أَوْ تَكْسُوْهَا)) فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرَ إِلَى أَخِّهِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ.

[راجح: ۸۸۶]

لَشَرْحِ

رحمی کی جا سکتی ہے۔ اسلام نیکی میں عمومیت کا سبق دیتا ہے جو اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے وہ جانوروں تک کے ساتھ بھی نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

باب ناط والوں سے صلہ رحمی کی فضیلت

(۵۹۸۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھے ابن عثمان نے خبر دی، کما کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ سے تنا اور ان سے حضرت ابو ایوب بن شٹو نے بیان کیا، کما گیا کہ یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔

(۵۹۸۳) (دوسری سند) امام بخاری نے کما کہ مجھ سے عبدالرحمن بن بشر نے بیان کیا، ان سے بزر بن اسد بصری نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابن عثمان بن عبد اللہ بن موهب اور ان کے والد عثمان بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے موسیٰ بن طلحہ سے تنا اور انہوں نے حضرت ابو ایوب النصاری بن شٹو سے کہ ایک صاحب نے کما یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کما کہ اسے کیا ہو گیا ہے، اسے کیا ہو گیا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیوں ہو کیا گیا ہے اسی اس کو ضرورت ہے بچارہ اس لیے پوچھتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کر، نماز قائم کر، زکوٰۃ دیتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔ (بس یہ اعمال تھے کہ جنت میں لے جائیں گے)۔ چل اب تکیل چھوڑ دے۔ راوی نے کہا شاید اس وقت آخر خستہ شیخ اپنی اوپنی پر سوار تھے۔

تَسْبِيح معلوم ہوا کہ جنت حاصل کرنے کے لیے حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے ورنہ جنت کا خواب دیکھنے والوں کے لیے جنت ہی ایک خواب بن کر رہ جائے گی۔

باب قطع رحمی کرنے والے کا گناہ

(۵۹۸۴) ہم سے بیکی بن بکیر نے بیان کیا، کما ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا اور انہیں ان کے والد جبیر بن مطعم بن شٹو نے خبر دی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے تنا، آخر خستہ شیخ نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

۱۰- باب فضل صلة الرّحْمٍ

۵۹۸۲- حدَثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ، حَدَثَنَا شَعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ عُثْمَانَ، سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ أَيُوبَ قَالَ: قِيلَ لِي رَسُولُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي بِعَمَلٍ يَذْخُلُنِي الْجَنَّةَ ح.

[راجع: ۱۳۹۶]

۵۹۸۳- حدَثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَثَنَا بَهْرَةً، حَدَثَنَا شَعْبَةُ، حَدَثَنَا أَبْنُ بْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، وَأَبْوَهُ عُثْمَانَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ أَيُوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبَرَنِي بِعَمَلٍ يَذْخُلُنِي الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ ((الْفَوْمُ: مَا لَهُ مَالَهُ؟)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَبَّ مَالَهُ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحْمَمَ ذَرْفَهَا)) قَالَ: كَانَ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

[راجع: ۱۳۹۶]

۱۱- باب إِثْمِ الْفَاطِعِ

۵۹۸۴- حدَثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْيَرٍ، حَدَثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ غَفِيلٍ، عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَبَيرٍ بْنَ مَطْعَمٍ قَالَ: إِنَّ جَبَيرَ بْنَ مَطْعَمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَذْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)).

باب ناط والوں سے نیک سلوک کرنا رزق میں فراخی کا ذریعہ بتاتے ہے

(۵۹۸۵) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلد رحمی کیا کرے۔

۔

(۵۹۸۶) ہم سے بیکی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلد رحمی کیا کرے۔

باب جو شخص ناطہ جوڑے گا اللہ تعالیٰ کسی اس سے ملاپ رکھے گا

(۵۹۸۷) مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے بھاگ سعید بن یسار سے نا، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خلوق پیدا کی اور جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحم سے تیری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہیں کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں گا جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑلوں گا جو تم سے اپنے آپ کو توڑے؟

۱۲- باب مَنْ يُسْطِلَ لَهُ فِي الرِّزْقِ

وصلة الرَّحْمِ

(۵۹۸۵) حدیثی إبراهیم بن المُنْذَلِ، حدیثنا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ، قال: حدیثی أبی، عنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ اللَّهُ أَنْ يُنْسَطِلَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَتْرِهِ فَلْيَصِلْ رَحْمَهُ)).

اس عمل سے رشدے داروں کی نیک دعائیں اسے حاصل ہو کر موجب برکات ہوں گی۔

(۵۹۸۶) حدیثنا يختي بن بکیر، حدیثنا الیث، عن عقیل، عن ابن شہاب۔ قال: أخبرني أنس بن مالك، ألا رسول الله ﷺ قال: ((من أحب أن يُنْسَطِلَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَتْرِهِ فَلْيَصِلْ رَحْمَهُ)).

[۲۰۶۷]

۱۳- باب مَنْ وَصَلَ

وصلة الله

(۵۹۸۷) حدیثی بُشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أخْبَرَنَا مَعَاوِيَةً بْنُ أَبِي مُرَوْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يَحْدُثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحْمُ: هَذَا مَقَامُ الْعَانِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ)) قَالَ: نَعَمْ أَمَا تَرْضِينِي أَنْ أَصِلَ مِنْ وَصْلَكَ وَأَفْطِلَ مِنْ قَطْعَكِ؟ قَالَ:

رحم نے کہا یوں نہیں، اے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس یہ تجھ کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ اگر تم سارے جی چاہے تو یہ آئیت پڑھ لو۔ «فَهُلْ عَسِيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُنْقَطِعُوا أَرْحَامَكُمْ»۔ (سورہ محمد) یعنی کچھ عجیب نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم نکل میں فادیر پا کرو اور رشتہ ناطے تو رڈا لو۔

(۵۹۸۸) ہم سے خالد بن مخدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن رینار نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رحم کا تعلق رحم سے جڑا ہوا ہے پس جو کوئی اس سے اپنے آپ کو جوڑتا ہے اللہ پاک نے فرمایا کہ میں بھی اس کو اپنے سے جوڑ لیتا ہوں اور جو کوئی اسے توڑتا ہے میں بھی اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہوں۔

(۵۹۸۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلاں نے، انہوں نے کہا مجھ کو معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی، انہوں نے یزید بن رومان سے، انہوں نے عروہ سے، ام المؤمنین انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم (رشتہ داری رحم سے ملی ہوئی) شاخ ہے جو شخص اس سے ملے میں اس سے ملتا ہوں اور جو اس سے قطع تعلق کرے میں اس سے قطع تعلق کرتا ہوں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رحم کو قطع کرنے والا اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑنے والا مانا گیا ہے۔ بہت سے نمازوں دیدار اپنے گنگار بھائیوں سے بالکل غیر متعلق ہو جاتے ہیں اور اسے تقویٰ جانتے ہیں جو بالکل خیال باطل ہے۔

باب آخر حضرت ﷺ کا یہ فرمان اناط اگر قائم رکھ کر ترویزہ رکھا جائے
(یعنی ناطہ کی رعایت کی جائے) تو دوسرا بھی ناطہ کو ترویزہ رکھ کر گا

بلی یا رب، قال : فَهُوَ لَكَ) قال رسول اللہ ﷺ : ((فَاقْرُؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ۝ فَهُلْ عَسِيْتُمْ إِنْ تَوَلَّتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُنْقَطِعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝)).

[راجع: ۴۰۳۰]

۵۹۸۸ - حدثنا خالد بن مخلد، حدثنا سلیمان، حدثنا عبد الله بن دینار، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((إِنَّ الرَّحْمَمْ شِجْنَةً مِنَ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ اللَّهُ: مَنْ وَصَلَكَ وَصَلَّتَهُ وَمَنْ قَطَعَكَ قَطَعْتَهُ)).

۵۹۸۹ - حدثنا سعيد بن أبي مريم، حدثنا سلیمان بن بلاں، قال: أخبرني معاویة بن أبي مزرد، عن يزید بن رومان عن غزوۃ، عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ عن النبي ﷺ قال: ((الرَّحْمَمْ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَّاهَا وَصَلَّتْهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتَهُ)).

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رحم کو قطع کرنے والا اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑنے والا مانا گیا ہے۔ بہت سے نمازوں دیدار اپنے گنگار بھائیوں سے بالکل غیر متعلق ہو جاتے ہیں اور اسے تقویٰ جانتے ہیں جو بالکل خیال باطل ہے۔

۱۴ - باب يَلِلُ الرَّحْمَمْ

بِسْمِ اللَّهِ

مطلب یہ کہ ناطہ پروری دونوں طرف سے ہونی چاہیئے اگر وہ ناطہ داری کا خیال رکھیں گے تو میں بھی اس کا خیال رکھوں

(۵۹۹۰) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان

۵۹۹۰ - حدثنا عمرو بن عباس، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس بن أبي

کیا، ان سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فلاں کی اولاد (یعنی ابوسفیان بن حکم بن عاص یا ابوالسُّبْ کی) یہ عمرو بن عباس نے کہا کہ محمد بن جعفر کی کتاب میں اس وہم پر سفید جگہ خالی تھی (یعنی تحریر نہ تھی) میرے عزیز نہیں ہیں (گو ان سے نبی رشتہ ہے) میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو ولی ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیزگار ہیں (گو ان سے نبی رشتہ بھی نہ ہو) عنبه بن عبد الواحد نے بیان بن بشر سے، انہوں نے قیس سے، انہوں نے عمرو بن عاص سے اتنا بڑھایا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سن، آپ نے فرمایا کہ البتہ ان سے میرا رشتہ ناطہ ہے اگر وہ ترکھیں گے تو میں بھی ترکھوں گا (یعنی وہ ناطہ جوڑیں گے تو میں بھی جوڑوں گا۔

باب ناطہ جوڑنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صرف بدله ادا کر وے

(۵۹۹۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر بن خلیفہ نے، ان سے مجاهد بن جبیر نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو بن سفیان نے سفیان سے کہا کہ اعمش نے یہ حدیث بنی کریم ﷺ تک مرفوع نہیں بیان کی لیکن حسن اور فطر نے بنی کریم ﷺ سے مرفوع بیان کیا فرمایا کہ کسی کام کا بدله دینا صد رحمی نہیں ہے بلکہ صد رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صد رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہوتا بھی وہ صد رحمی کرے۔

لشیخ کمال اس کا نام جو حدیث میں مذکور ہوا۔ رشتہ دار اگر نہ ملے تو تم اس سے ملنے میں سبقت کو بعد میں وہ تمارا ولی حسیم گاڑھادوست بن جائے گا جیسے کہ تجوہ شلبد ہے۔ حضرت اعمش بن سلیمان سنہ ۲۶۰ھ میں سرزنش رے میں پیدا ہوئے پھر کوفہ میں لائے گئے علم حدیث میں بہت مشہور ہیں۔ اکثر کوفیوں کی روایت کا مدار ان ہی پر ہے۔ سنہ ۲۸۸ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ آمن۔

حازم، آن عمرو بن العاص قائل: سمعتَ النبِيَّ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرِّ يَقُولُ: ((إِنَّ آلَ أَبِيهِ))، قَالَ عَمْرُو فِي كِتَابِ مُحَمَّدٍ بْنِ جَعْفَرٍ: ((يَأَضْنَى (لَيْسُوا بِأُولَائِيَّةِ إِنَّمَا وَلَيْسَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ)). زَادَ عَبْسَةً بْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ النبِيَّ ﷺ ((وَلَكِنْ لَهُمْ رَحْمٌ أَبْلَهَا بِيَلَاهَا)) يَعْنِي أَصْلَهَا بِصَلَتِهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: بِيَلَاهَا كَذَا وَقَعَ وَبِيَلَاهَا أَجَوَدَ وَأَصَحَّ وَبِيَلَاهَا لَا أَغْرِفُ لَهُ وَجْهًا.

گیونکہ تالی دونوں ہاتھوں سے بھتی ہے۔

۱۵ - باب لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيِّ

بلکہ برائی کرنے والے سے بھلانی کرے۔

۵۹۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَبِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفِيانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرُو، وَفِطْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو قَالَ سُفِيانُ: لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النبِيِّ ﷺ وَرَفَعَهُ الْحَسَنُ وَفِطْرٌ عَنِ النبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيِّ، وَلَكِنَ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قَطَعْتَ رَحْمَهُ وَصَلَّهَا)).

کمال اس کا نام جو حدیث میں مذکور ہوا۔ رشتہ دار اگر نہ ملے تو تم اس سے ملنے میں سبقت کو بعد میں وہ تمارا ولی حسیم گاڑھادوست بن جائے گا جیسے کہ تجوہ شلبد ہے۔ حضرت اعمش بن سلیمان سنہ ۲۶۰ھ میں سرزنش رے میں پیدا ہوئے پھر کوفہ میں لائے گئے علم حدیث میں بہت مشہور ہیں۔ اکثر کوفیوں کی روایت کا مدار ان ہی پر ہے۔ سنہ ۲۸۸ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ آمن۔

باب جس نے کفر کی حالت میں صدر رحمی کی اور پھر اسلام لایا تو اس کا ثواب قائم رہے گا

(۵۹۹۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عروہ بن زیر نے خبر دی اور انہیں حکیم بن حرام نے خبر دی، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ کا ان کاموں کے بارے میں کیا خیال ہے جنہیں میں عبادت سمجھ کر زمانہ جاہلیت میں کرتا تھا مثلاً صدر رحمی، غلام کی آزادی، صدقہ کیا مجھے ان پر ثواب ملے گا؟ حضرت حکیم بن شہر نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تم ان تمام اعمال خیر کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پسلے کرچکے ہو۔ اور بعضوں نے ابوالیمان سے بجائے اتحنت کے اتحنت (تاء کے ساتھ) روایت کیا ہے اور عمر اور صالح اور ابن مسافر نے بھی اتحنت روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا اتحنت تحنت سے نکلا ہے اس کے معنی مثل اور عبادات کرنا۔ ہشام نے بھی اپنے والد عروہ سے ان لوگوں کی متابعت کی ہے۔

لشیخ حضرت حکیم بن حرام قریشی اموی حضرت خدیجہ کے بیٹجے ہیں اور واقعہ غلی سے سوا سال پسلے پیدا ہوئے۔ کفر اور اسلام ہر دو نمازوں میں معزز بن کر رہے۔ سنہ ۱۲۰ھ میں بھر ۵۵۲ھ میں بھر ۱۲۰ سال وفات پائی۔ کفر اور اسلام ہر دو میں سائٹھ سال ہوئے۔ بہت ہی عاقل ناضل پر ہیزگار تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ آئین۔

باب دوسرا کے بچے کو چھوڑ دینا کہ وہ کھلیے اور اس کو بوسہ دینا یا اس سے ہنسنا

باب کی حدیث میں بوسہ کا ذکر نہیں ہے مگر حضرت امام بخاری نے شاید دوسری روایتوں کی طرف اشارہ کیا یا مزاح پر بوسہ کو قیاس کیا ہے۔

(۵۹۹۳) ہم سے حبان بن موئی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں خالد بن سعید نے، انہیں ان کے والد نے، ان سے حضرت ام خالد بنت سعید بنت شہاب نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی۔ میں ایک زرد قیص پتے ہوئے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”سنہ سنہ“ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ یہ جبشی زبان میں ”اچھا“ کے معنی نہیں ہے۔ ام

۱۶- باب مَنْ وَصَلَ رَحْمَةً فِي الشُّرُكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

۵۹۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ، أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ بْنِ الرَّبِيعِ، أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حَزَامَ أَخْبَرَهُ اللَّهُ أَنَّهُ أَتَحْتَ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَنَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ) وَقَالَ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحْتَ؟ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ: أَتَحْتَ؟ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: التَّحْتُ: التَّرْرُ، وَتَابَعُهُمْ هَشَامٌ عَنْ أَبِيهِ.

[راجع: ۱۴۳۶]

۱۷- باب مَنْ تَرَكَ صِيَّةً غَيْرِهِ حَتَّى تَلْغَبَ بِهِ، أَوْ قَبَلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

باب کی حدیث میں بوسہ کا ذکر نہیں ہے مگر حضرت امام بخاری نے شاید دوسری روایتوں کی طرف اشارہ کیا یا مزاح پر بوسہ کو قیاس کیا ہے۔

۵۹۹۳ - حَدَّثَنَا حَبَّانُ، أَخْبَرَنَا عَنْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَبِيهِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ أَصْفَرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَنَةٌ سَنَةٌ)) قَالَ عَنْدُ اللَّهِ: وَهُنَّ بِالْحَسَنِيَّةِ حَسَنَةٌ، قَالَتْ: فَلَدَّبَتِ الْأَعْبَ

خلد نے بیان کیا کہ پھر میں آنحضرت ﷺ کی خاتم نبوت سے کھلیے گی تو میرے والد نے مجھے ڈالنا لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھلیے دو پھر آپ نے فرمایا کہ تم ایک زمانہ تک زندہ رہو گی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر خوب طویل کرے، تمہاری زندگی دراز ہو۔ عبد اللہ نے بیان کیا جتنا چھ انہوں نے ہستہ ہی طویل عمر پائی اور ان کی طویل عمر کے چرچے ہونے لگے۔

[راجع: ۳۰۷۱] حضرت ام خالد، خالد بن سعید بن عاصی اموی کی ماں ہیں۔ جب میں پیدا ہوئی پھر مدینہ لائی گئی بعد بلوغت حضرت زین بن

بعنایم البوہہ فرمیا: (دعا) ثمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ (أَنْبَلَيْ وَأَخْلَقَيْ، ثُمَّ أَنْبَلَيْ وَأَخْلَقَيْ، ثُمَّ أَنْبَلَيْ وَأَخْلَقَيْ). قَالَ عَبْدُ اللهِ : فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ يَغْنِي مِنْ تَفَانِهَا.

عوام سے ان کی پہلی شادی ہوئی (بیان)۔

۱۸ - باب رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ

وَمُعَانقَتِهِ

وَقَالَ ثَابِتٌ : عَنْ أَنَسِ بْنِ أَخْدَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ

یہ اثر حضرت امام بخاری نے کتاب الجمازوں میں وصل کیا ہے۔

(۵۹۹۳) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے مددی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن یعقوب نے بیان کیا، ان سے ابو قحش نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا ان سے ایک شخص نے (حالت احرام میں) پھر کے مارنے کے متعلق پوچھا (کہ اس کا کیا کفارہ ہو گا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم کہل کے ہو؟ اس نے بتایا کہ عراق کا، فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو، پھر کی جان لینے کے تاویں کا مسئلہ پوچھتا ہے) حالانکہ اس کے ملک والوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو (بے مکاف قتل کر ڈالا) میں نے آنحضرت ﷺ سے سن آپ فرم رہے تھے کہ یہ دونوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

[راجع: ۳۷۵۳]

حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو شید کرنے والے پیشتر کوفہ کے باشندے تھے جنہوں نے بار بار خلوط لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو فدا کیا تھا اور اپنی وقارواری کا یقین دلایا تھا کروقت آنے پر وہ سب دشمنوں سے مل گئے اور میدان کریا میں وہ سب کچھ ہوا جو دنیا کو معلوم ہے، حق ہے۔

(۵۹۹۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انسیں عروہ بن زبیر نے خردی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک عورت اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں، وہ مانگنے آئی تھی۔ میرے پاس سے سوا ایک سکھور کے اسے اور پکھنہ ملا۔ میں نے اسے وہ سکھور دے دی اور اس نے وہ سکھور اپنی دونوں لڑکیوں کو تقسیم کر دی۔ پھر انھوں کو چلی گئی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لیے جنم سے پرده بن جائیں گی۔

(۵۹۹۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید مقری نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن سلیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو قتادہ بن شیخ نے بیان کیا، کہا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص (جو بچی تھیں)، وہ آپ کے شانہ مبارک پر تھیں پھر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی جب آپ رکوع کرتے تو انسیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔

(۵۹۹۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم کو شعیب نے خردی، انسیں زہری نے خردی، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت اقرع بن حابسؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اقرعؓ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی

5995 - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ، أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عَزْرَةَ بْنَ الزُّبَيرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنَا قَالَتْ : جَاءَتِنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَانٌ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمَرَّةً وَاحِدَةً فَأَغْطِيهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثَهُ قَالَ : ((مَنْ يُلِيقُ مِنْ هَذِهِ النِّبَاتِ شَيْئًا فَأَخْسِنْ إِلَيْهِ مَكْنُنَ لَهُ سِرْتًا مِنَ النَّارِ)).

[راجع: ۱۴۱۸]

اس حدیث سے بچیوں کا پالنا محبت شفقت سے ان کو رکھنا بہت برا نیک کام ثابت ہوا جو ایسا کرنے والے کو دوزخ سے دور

لشیخ
کر دے گا۔

5996 - حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا الْيَثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدَ الْمَقْبَرِيِّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو قَاتَدَةَ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَامَةُ بَنْتُ أَبِي الْعَاصِ غَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا [راجع: ۵۱۶]

اس میں آنحضرت ﷺ کی مکال شفقت کا بیان ہے جو آپ نے ایک معموم بچی پر فرمائی یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ (لشیخ)

5997 - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ، أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هَرِيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعَنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا مَا قَبْلَتْ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَظَرَرَ إِلَيْهِ

طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رم نہیں کیا جاتا۔

رسول اللہ ﷺ، ثُمَّ قَالَ : ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)).

مزید تشریع حدیث ذیل میں آری ہے۔

(۵۹۹۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے بشام نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دیساتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ آخر حضرت ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

۵۹۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ: تُقْبَلُونَ الصَّيْبَانَ فَمَا نَقْبَلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ أَمْلَكُ لَكُ إِنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)).

(۵۹۹۹) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان و وودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگایا اور اس کو وودھ پلانے لگی۔ ہم سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک اس کو قدرت ہو گی یہ اپنے بچہ کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آخر حضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مربان ہو سکتی ہے۔

۵۹۹۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرِيمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَنْسَنِيْ فَإِذَا امْرَأَةً مِنَ السَّنَنِ تَحَلَّبُ ثَدِيهَا تَسْقُي إِذَا وَجَدَتْ صَبَّى فِي السَّنَنِ أَخْدَنَهُ فَالصَّفَّةُ بِيَطْهُنَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ((أَتُرُونَ هَذِهِ طَارِحةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟)) قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِيرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحْهُ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بُرَدَّهَا)).

باب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے

۱۹ - بَابَ جَعْلِ اللَّهِ الرَّحْمَةَ مِائَةً

جزء

(۶۰۰۰) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا ہم کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آخر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور

۶۰۰۰ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنَا سَعِيدَ بْنَ الْمُسَبِّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((جَعَلَ اللَّهُ

اپنے پاس ان میں سے ننانوے ہے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچہ کو اپنے سامنے لے گئے دیتی بلکہ سموں کو اٹھاتی ہے کہ کہیں اس سے اس بچہ کو تکلیف نہ پہنچے۔

شیخ مطلق نہیں جانتے بلکہ ہر وقت علم پر اڑتے رہتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جلد ہی وہ اپنے مظالم کی سزا بھکتیں گے قانون تدرست یہی ہے «(القطعنَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَّمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)» (الانعام: ٢٥)

باب اولاد کو اس ڈر سے مار دانا کہ ان کو اپنے ساتھ کھلانا

الرُّحْمَةُ مِائَةُ جَزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ بِسِنْعَةٍ وَسِنْعَيْنَ جَزْءَيْنَ، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جَزْءَهَا وَاحِدًا، لَمْ يَمِنْ ذَلِكَ الْجَزْءُ بِتَرَاحِمِ الْعَلْقَنِ حَتَّى تَرَقَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةً أَنْ تُصْبِيَهُ». [طرفة في : ٦٤٦٩].

۲۰ - باب قُتلِ الْوَلَدِ خَشْيَةً أَنْ

يَا كُلُّ مَعَةٍ

٦٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا شَفَّيْانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِيهِ وَالِّي، عَنْ عَمْرُو بْنِ شَرْحَبِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : قُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّقْبٍ أَعْظَمُ؟ قَالَ : ((أَنْ تَجْعَلَ اللَّهُ بَنِيًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) ثُمَّ قَالَ أَيِّ؟ قَالَ : ((أَنْ تَقْتَلَ وَلَدَكَ خَشْيَةً أَنْ يَا كُلُّ مَعَلَكَ)) قَالَ : ثُمَّ أَيِّ؟ قَالَ : ((أَنْ تُرَاهِي خَلِيلَهُ جَارِكَ)) وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْنِيقَ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : «وَالَّذِينَ لَا يَذْغُونَ مَعَهُ إِلَهُهَا آخَرُ»). [الفرقان: ٦٨].

[راجع: ٤٤٧٧]

(٢٠٥١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انسیں منصور بن معتمر نے، انسیں ابو واکل نے، انسیں عمرو بن شرجیل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود بن عثمن نے بیان کیا کہ میں نے کہایا رسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک بناوے حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ انہوں نے کہا پھر اس کے بعد فرمایا یہ کہ تم اپنے بڑے کے کو اس خوف سے قتل کو کر اگر زندہ رہا تو تمہاری روزی میں شریک ہو گا۔ انہوں نے کہا اس کے بعد آخر پرست شیخ یہ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے بڑوی کی بیوی سے زنا کرو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی آخر پرست شیخ کے اس ارشاد کی تائید میں یہ آیت والذین لا یدعونَ مَعَ اللَّهِ هَالَّا آخَرَهُ تَازِلُّ کی کہی "اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ وہ ناقِ کسی کو قتل کرتے ہیں اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔"

شیخ معلوم ہوا کہ شرک اکبر اکبڑا ہے اور دوسرے مذکورہ کبیرہ گناہ ہیں اگر ان کا مرکب بغیر توبہ مر جائے تو اسے دوزخ میں کرتا ہے، مروں کو پکارتا اور ان سے حاجات طلب کرتا ہے تو وہ کاہے کا مسلمان ہے وہ مسلمان بھی مشرک ہے۔

باب بچے کو گود میں بٹھلانا

(٢٠٥٢) ہم سے محمد بن شیخ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے

۲۱ - باب وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

۶۰۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى،

بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، کما مجھ کو میرے والد عروہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم ﷺ نے ایک بچہ (عبداللہ بن زبیر) کو اپنی گود میں بھلایا اور کھو رچا کہ اس کے منہ میں دی، اس نے آپ پر پیشتاب کر دیا آپ نے پانی مُنگوا کہ اس پر بھار دیا۔

باب بچے کو ران پر بھٹانا

(۴۰۰۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عارم محمد بن فضل نے بیان کیا، کما ہم سے معتر بن سلیمان نے بیان کیا، کما کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا، کما کہ میں نے ابو تمیس سے سنا، وہ ابو عثمان نہدی سے بیان کرتے تھے اور ابو عثمان نہدی نے کہا کہ ان سے حضرت اسماء بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی ایک ران پر بھٹاتے تھے اور حضرت حسن بن ثابت کو دوسرا ران پر بھٹاتے تھے۔ پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے، اے اللہ! ان دونوں پر رحم کر کے میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں اور علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے بھی نے بیان کیا، کما ہم سے سلیمان تھی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے اسی حدیث کو بیان کیا۔ سلیمان تھی نے کہا جب ابو تمیس نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی ابو عثمان نہدی سے تو میرے دل میں شک پیدا ہوا۔ میں نے ابو عثمان سے بہت سی احادیث سنی ہیں پر یہ حدیث کیوں نہیں سن پھر میں نے اپنی احادیث کی کتاب دیکھی تو اس میں یہ حدیث ابو عثمان نہدی سے لکھی ہوئی تھی۔

لَشْيَح اس وقت میرا شک دور ہو گیا۔ حضرت اسماء کی ماں کا نام ام ایک ہے جو آپ کے والد حضرت عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس نے آخر حضرت ﷺ کی پروردش میں بڑا حصہ بھی لیا تھا۔ اسماء آپ کے آزاد کردہ بہت ہی محبوب مثل بیٹے کے تھے وفات نبوی کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی، (بیان)

باب صحبت کا حق یاد رکھنا ایمان کی نشانی ہے

لَشْيَح یعنی جس شخص سے بہت دونوں شک دوئی رہی ہو وضع دار آدمی کو اس کا خیال بھیش رکھنا چاہیے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں سے بھی سلوک کرتے رہنا چاہیے۔ یہ بہت ہی بڑی دلیل ہے۔ آخر حضرت ﷺ انتقال کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف یاد رکھتے بلکہ ان کی سیلیوں کو تختے تھائے بھیجا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چالپس سال کی عمر میں آخر حضرت

حدّثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هَشَّامٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ صَبَّيَا فِي حِجْرِهِ يُحْكِمُهُ فَبَالَّا عَلَيْهِ فَدَعَا بِعَاءَ فَأَتَبَعَهُ . [راجع: ۲۲۲]

۲۲ - باب وَضَعَ الصَّبَّيَا عَلَى الْفَخِذِ
۶۰۰۳ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَارِمٌ، حَدَّثَنَا الْمُغَتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، يَحْدَثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يَحْدَثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يَحْدَثُهُ أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فِي قِعْدَتِي عَلَى فَخِذِي وَيَقْعُدُ الْحَسَنُ عَلَى فَخِذِهِ الْأَخْرَى ثُمَّ يَضْمُمُهُمَا ثُمَّ يَقُولُ : (اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمْهُمَا) .

وَعَنْ عَلَيِّ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ التَّيْمِيُّ : فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ، قَلَتْ حَدَّثَتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا، فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَفَطَرْتُ فَوَجَدْنَاهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ . [راجع: ۳۷۳۵]

لَشْيَح اس وقت میرا شک دور ہو گیا۔ حضرت اسماء کی ماں کا نام ام ایک ہے جو آپ کے والد حضرت عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس نے آخر حضرت ﷺ کی پروردش میں بڑا حصہ بھی لیا تھا۔ اسماء آپ کے آزاد کردہ بہت ہی محبوب مثل بیٹے کے تھے وفات نبوی کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی، (بیان)

۲۳ - باب حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ

مُتَهَبِّل کے نکاح میں آئیں اور آپ کی عمر شریف اس وقت پہنچیں سال کی تھی۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی تک کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ آخر پرست مُتَهَبِّل کی ساری اولاد سوائے ابراہیم کے حضرت خدیجہؓ کے بھنی ہی کے بھنی سے ہے۔ بنت کے دوسویں سال کی عمر میں انتقال ہوا، (بیہقی)

(۶۰۰۴) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کما ہم سے ابو اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہؓ کی بیویتھا نے بیان کیا کہ مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا حضرت خدیجہؓ پر بیویتھا پر آتا تھا حالانکہ وہ آخر پرست مُتَهَبِّل کی وجہ یہ تھی) کہ آخر پرست مُتَهَبِّل کو میں کثرت سے ان کا ذکر کرتے سنتی تھی اور آخر پرست مُتَهَبِّل کو ان کے رب نے حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہؓ کو جنت میں ایک خولد اور موتویوں کے گھر کی خوشخبری سنادیں۔ آخر پرست مُتَهَبِّل کبھی بکری ذبح کرتے پھر اس میں سے حضرت خدیجہؓ کی سیلیوں کو حصہ بھیتھے۔

باب پیغمبر کی پروردش کرنے والے کی فضیلت کا بیان

(۶۰۰۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کما کہ میں نے حضرت سلیمان بن سعدؓ سے سنا، ان سے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میں اور پیغمبر کی پروردش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت اور درمیانی الگیوں کے اشارے سے (قرب کو) بتایا۔

باب یوہ عورتوں کی پروردش کرنے والے کا ثواب

(۶۰۰۶) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے صفوان بن سلیم تابعی اس حدیث کو مرسل روایت کرتے تھے کہ آخر پرست مُتَهَبِّل نے فرمایا یہاں اور مسکینوں

۶۰۰۴ - حدَثَنَا عَبْيَضٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حدَثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَزْوَةَ،
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ
مَا غَرَتْ عَلَى إِمْرَأَةٍ مَا غَرَتْ عَلَى
خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي
بِثَلَاثَ سِنِينَ لِمَا كُتِّبَ أَسْمَعَهُ يَذْكُرُهَا،
وَلَقَدْ أَمْرَةُ رَبِّهَا أَنْ يَسْرِهَا بِيَتِتِ فِي الْجَنَّةِ
مِنْ قَصْبَهِ، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خُلُّتِهَا مِنْهَا.

[راجع: ۳۸۱۶]

۲۴ - باب فَضْلٍ مَنْ يَعْوَلُ يَتِيمًا

(۶۰۰۵) - حدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا)), وَقَالَ يَا أَصْبَعْنِي السَّبَابَةُ وَالْوُسْطَى. [راجع: ۵۳۰۴]

یہاں اور یہوہ عورتوں کی خبر گیری کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے اس میں جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حضرت سلیمان بن سعدؓ سے اسے ہٹا کر سلیمان رکھا۔ سنہ ۹۶ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے یہ مدینہ میں آخری محابی ہیں، (بیہقی)

۲۵ - باب السَّاعِي عَلَى الْأَرْضَمَةِ

(۶۰۰۶) - حدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ،
قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمَانِ
بِرْنَفَعَةِ إِلَيِّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّاعِي عَلَى

کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جماد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔

لئے حضرت صفوان بن سلیم مشور تابعی ہیں بہت ہی نیک بندے تھے۔ بالشاہ تک کاہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔ کثرت سخود سے ماتھا گھس گیا تھا۔ سنہ ۱۳۲ھ میں مدینہ میں فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید دیلی نے، ان سے ابن مطیع کے مولی ابو الفیض نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کرم شہزادے اسی طرح فرمایا۔

باب مسکینین اور محتاجوں کی پرورش کرنے والا

(۴۰۰۷) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابو الفیض نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اوس اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جماد کرنے والے کی طرح ہے۔ عبد اللہ قعینی کو اس میں شک ہے۔ امام مالک نے اس حدیث میں یہ بھی کہا تھا ”اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جو نماز میں کھڑا رہتا ہے تھکتا ہی نہیں اور اس شخص کے برابر جو روزے برابر رکھ کے چلا جاتا ہے۔ افطار ہی نہیں کرتا ہے۔

باب انسانوں اور جانوروں سب پر رحم کرنا

(۴۰۰۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سنتیانی نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے، ان سے ابو سلیمان مالک بن حوریث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم شہزادے کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ میں دونوں تک رہے۔ پھر آنحضرت شہزادے کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آرہے ہوں گے اور آنحضرت شہزادے نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جنہیں ہم اپنے گھروں پر چھوڑ کر آئے تھے، ہم نے آنحضرت شہزادے کو سارا حال سنادیا۔

الأَزْمَلَةُ وَالْمِسْكِينُونَ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - أَوْ كَالَّذِي يَصْرُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيلَ). [راجح: ۵۳۵۳]

حضرت صفوان بن سلیم مشور تابعی ہیں بہت ہی نیک بندے تھے۔ بالشاہ تک کاہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔ کثرت سخود سے ماتھا گھس گیا تھا۔ سنہ ۱۳۲ھ میں مدینہ میں فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَّتِيلِيِّ، عَنْ أَبِي الْفَيْضِ مَوْلَى أَبْنِ مُطَبِّعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ مُصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۶- باب الساعی علی المنسکین
۶۰۰۷- حدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْلَمَةَ،
حدَّثَنَا مَالِكُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْفَيْضِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((السَّاعِي عَلَى الْأَزْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)), وَأَخْسِبَهُ قَالَ: يَشْكُرُ الْقَعْنَى: ((كَالْقَانِيمِ لَا يَفْتَرُ وَكَالصَّانِيمِ لَا يَفْطَرُ)).

[راجح: ۵۳۵۳]

۲۷- باب رَحْمَةِ النَّاسِ بِالْبَهَائِمِ
۶۰۰۸- حدَّثَنَا مُسْدَدٌ، حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي سَلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرَةِ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَخْنَ شَبَّيَةَ مُتَقَارِبُونَ فَأَقْمَنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَا اشْتَقَنَّ أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكَنَا فِي أَهْلَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ، وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ: ((إِذْ جِعْوا إِلَيْ أَهْلِكُمْ فَلَمْ يُوفُوهُمْ وَمَرُوهُمْ

آپ بڑے ہی نرم خوار بڑے رحم کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اپنے ملک والوں کو دین سکھاؤ اور بناؤ اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لیے اذان دے پھر جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

وَصَلُوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلَى وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةَ فَلْيَذْكُرْنَ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لَيُؤْمَكُمْ أَكْبَرُكُمْ). [راجح: ۶۲۸]

برا بہر طیکہ علم و عمل میں بھی بڑا ہو ورنہ کوئی چھوٹا اگر سب سے بڑا عالم ہے تو وہی امامت کا حق دار ہے۔

(۴۰۰۹) ہم سے اسماعیل بن الی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان بے ابو بکر کے غلام سی نے، ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عثمان نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص راستے میں چل رہا تھا کہ اسے شدت کی پیاس گئی اسے ایک کنوں ملا اور اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو وہاں ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے تری کو چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ کتابی انسانی زیادہ پیاس معلوم ہو رہا ہے جتنا میں تھا۔ چنانچہ وہ پھر کنوں میں اترنا اور اپنے کوتے میں پانی بھرا اور منہ سے پکڑ کر اوپر لایا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت کر دی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ؟ کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ہر تازہ کلیجے والے پر نیکی کرنے میں ثواب ملتا ہے۔

لَشِیْخ رحمت خداوندی کا کرشمہ ہے کہ صرف کتے کو پانی پلانے سے وہ شخص مغفرت کا حق دار ہو گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ حقیر (۴۰۱۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھتے ہی ایک دیسانی نے کہا اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ جب محمد

۶۰۰۹ - حدثنا إسماعيل، حدثني مالك، عن سمعي مولى أبي بكر، عن أبي صالح السمان، عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: ((ينما رجال يمشي بطريق اشتده عليه العطش، فوجده بمنرا فنزل فيها فشرب ثم خرج فإذا الكلب يلهم يأكل الشري من العطش، فقال الرجل : لقد بلغ هذا الكلب من العطش مثل الذي كان بلغ بي، فنزل البئر فملا حفنه ثم أمسكه بفيه فسقى الكلب، فشكرا لله له فففر له)، قالوا يا رسول الله وإن لنا في النهائم أجر؟ فقال: ((في كل ذات كبد رطبة أجر)). [راجح: ۱۷۳]

لَشِیْخ سی بھی کو بھی چھوٹا نہ جانا چاہئے نہ معلوم اللہ پاک کس نیکی سے خوش ہو جائے اور وہ سب گناہ معاف فرمادے۔ (۶۰۱۰) حدثنا أبو اليمان، أخبرنا شعيب، عن الزهرى قال: أخبرنى أبو سلمة بن عبد الرحمن، أن آبا هريرة قال: قام رسول الله ﷺ في صلاة وقمنا معه فقال أغرا بي وها في الصلاة: اللهم ارحمني ومحمنا ولا ترحم معنا أحدا،

فَلَمَّا سَلَمَ النَّبِيُّ قَالَ لِلأَغْرَابِيِّ: ((لَقَدْ حَجَّتْ وَأَسْعَا)). يُرِيدُ رَحْمَةَ اللَّهِ.
کر دیا آپ کی مراد اللہ کی رحمت سے تھی۔
اس رسماتی کی دعا غیر مناسب تھی کہ اس نے رحمت الہ کو مخصوص کر دیا جو عام ہے۔

(۲۰۱) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عامر نے کہا کہ میں نے انہیں یہ کہتے تھے کہ میں نے نعمان بن بشیر سے تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم مونوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوبی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی نکلا بھی تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ ایسی کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں بتلا ہو جاتا ہے۔

۶۰۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعِيمَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَا، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ

الْعَمَانَ بْنَ بَشِيرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَرَى الْمُؤْمِنِ فِي تَرَاحِمِهِمْ وَتَوَادِهِمْ وَتَعَاظُفُهُمْ كَمَثْلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عَضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمْى)).

مسلمانوں کی یہی شان ہونی چاہیے مگر آج یہ چیز بالکل نایاب ہے۔

نہیں دستیاب اب دوایے مسلمان کہ ہو ایک کوڈ کیہ کر ایک شاداں

(۲۰۱۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رض نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا الگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

۶۰۱۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ ذَبَابٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ)). [راجع: ۲۳۲۰]

اس میں زراعت کرنے والوں کے لیے بہت ہی بڑی بشارت ہے نیز پاگبانوں کے لیے بھی خوشخبری ہے دعا ہے کہ اللہ پاک اس بشارت کا حق دار ہم سب کو بناۓ۔ آمين۔

(۲۰۱۳) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے زید بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۶۰۱۳ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِيهِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)). [طرفہ فی: ۷۳۷۶]

اس ہاتھ سے دے اس ہاتھ سے لے یاں سودا نقد انقدری ہے۔

باب پڑوسی کے حقوق کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کا سورہ نساء میں

۲۸ - بَابُ الْوَصَاءَةِ بِالْجَارِ وَقُولِ

فرمان اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراو۔ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ارشاد ”مختالاً فخوراً“ تک (۲۰۱۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ مجھے ابو بکر بن محمد نے خردی، انیں عمرو نے اور انیں حضرت عائشہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت جبریل ﷺ مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

(۲۰۱۵) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل ﷺ مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

باب اس شخص کا گناہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے امن میں نہ رہتا ہو۔ قرآن مجید میں جو لفظ یو یقہن ہے اس کے معنی ان کو ہلاک کر ڈالے۔ موبقا کے معنی ہلاکت۔

(۲۰۱۶) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذسب نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ابو شریع نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ اس حدیث کو شاید اور اسد بن موسیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور حمید بن اسود اور عثمان بن عمر اور ابو بکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے اس حدیث کو ابن ابی ذسب سے یوں روایت کیا ہے،

اللہ تعالیٰ: (وَأَغْيِنُوا اللّهُ وَلَا تُنْشِرُ كُوَايْدِ شِيشِنَا، وَبِالْوَالِدِينِ إِحْسَانًا—إِلٰيْ قُوْلِهِ—مُخْتَالًا فَخُورًا) ۶۰۱۴ - حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُونِيسِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا زَالَ جِنْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّىٰ ظَنَّتُ أَنَّهُ سَيُورُنُهُ)). پڑوسی کا بہت ہی بڑا حق ہے مگر ہرست کم لوگ اس مسئلہ پر عمل کرتے ہیں۔

۶۰۱۵ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، حدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ، حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا زَالَ جِنْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّىٰ ظَنَّتُ أَنَّهُ سَيُورُنُهُ)).

۶۰۱۶ - باب إِنِّمَّا مَنْ لَا يَأْمُنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ يُوْقِهِنُ: يُهْلِكُهُنْ. مَوْبِقًا: مَهْلِكًا.

۶۰۱۷ - حدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلَيٍّ، حدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْبٍ أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ)) قَبْلَ وَمَنْ يَا رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الَّذِي لَا يَأْمُنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى. وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدَ: وَغَثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو يَحْيَى بْنُ عَيَّاشَ وَشَعِيبُ بْنُ إِسْحَاقَ

انہوں نے مقبری سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

باب کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کے دینے کو حقیرنا سمجھے

(۴۰۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا وہ سعید مقبری ہیں، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! تم میں کوئی عورت اپنی کسی پڑوسن کے لیے کسی بھی چیز کو (ہدیہ میں) دینے کے لیے حقیرنا سمجھے خواہ بکری کا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔

باب جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پکھائے

(۴۰۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا، ان سے ابو حسین نے، ان سے ابوصلح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پکھائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مممان کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

علوم ہوا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ پڑوسی کو دکھ نہ دیا جائے۔ مممان کی عزت کی جائے، زبان کو قابو میں رکھا جائے، ورنہ ایمان کی خیر مثالی چاہیے۔

(۴۰۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیٹ بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ابو شریخ عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میرے کافلوں نے سن اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول

عن ابن أبي ذنب عن المقبري عن أبي هريرة.

۳۰۔ باب لا تغقرن جارأة

لِجَارَةِهَا

۶۰۱۷ - حدثنا عبد الله بن يوسف، حدثنا الليث، حدثنا سعيد هو المقبري، عن أبيه عن أبي هريرة قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول ((يا نساء المسلمين لا تخقرن جارأة لجارتها، ولزن فرسين شاق)).

[راجع: ۲۵۶۶]

۳۱۔ باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جارأة

۶۰۱۸ - حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا أبو الأحوص، عن أبي حصين، عن أبي صالح عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : ((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر، فلا يؤذ جارأة ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً أو ليضمر)). [راجع: ۵۱۸۵]

علوم ہوا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ پڑوسی کو دکھ نہ دیا جائے۔ مممان کی عزت کی جائے، زبان کو قابو میں رکھا جائے، ورنہ ایمان کی خیر مثالی چاہیے۔

۶۰۱۹ - حدثنا عبد الله بن يوسف، حدثنا الليث، قال حدثني سعيد المقبري، عن أبي شريح العدوي قال: سمعت أذناني، وأبصرت عيناني حين

اللہ مُتَّقِیٰ گفتگو فرار ہے تھے۔ آنحضرت مُتَّقِیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے سہمن کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھا یا رسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے۔ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بہترات کے یا خاموش رہے۔

تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنْ بِاللهِ وَأَلْيَومِ الْآخِرِ فَلَيُكْرِمْ جَارَةً، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنْ بِاللهِ وَأَلْيَومِ الْآخِرِ فَلَيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَازِرَتَهُ)) قَيْلَ وَمَا جَازِرَتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((يَوْمَ وَلِيلَةُ الصِّيَافِةِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةُ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنْ بِاللهِ وَأَلْيَومِ الْآخِرِ فَلَيُقْلِنْ خَيْرًا، أَوْ لِيَضْمُنْ)).

[طرفاہ فی : ۶۱۳۵ ، ۶۴۷۶].

باب پڑوسیوں میں کون سا پڑوسی مقدم ہے؟

(۲۰۲۰) ہم سے حاج بن منہاں نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو عمران نے خردی، کہا کہ میں نے طلحہ سے سنا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری دو پڑوسیں ہیں (اگر بدیہیہ ایک ہو تو) میں ان میں سے کس کے پاس بدیہیہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تم سے (تمہارے دروازے سے) زیادہ قریب ہو۔

باب ہر نیک کام صدقہ ہے

(۲۰۲۱) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن مکدر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔

(۲۰۲۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی برده بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا (ابو موسیٰ اشعری بن الحسن) نے بیان کیا کہ نبی

۳۲ - باب حَقَّ الْجَوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ

(۶۰۲۰) حدثنا حجاج بن منهال، حدثنا شعبة، قال: أخبرني أبو عمزان قال: سمعت طلحة، عن عائشة قالت: قلت يا رسول الله إن لي جارين فالى أيهما أهدى قال: ((إلى أقربهما منك بالبا). [راجع: ۲۲۵۹]

۳۳ - باب كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

(۶۰۲۱) حدثنا علي بن عياش، حدثنا أبو غسان قال: حدثني محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)).

(۶۰۲۲) حدثنا آدم، حدثنا شعبة، حدثنا سعيد بن أبي بردۃ بن أبي موسیٰ الأشعري عن أبيه، عن جدّه قال: قال

کرم نبی نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لیے) جو میرنہ ہو۔ آپ نے فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا کما کہ نہ کر سکے۔ آنحضرت نبی نے فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا کہ پھر حلالی کی طرف لوگوں کو رغبت دلائے یا "امر بالمعروف" کا کرنا عرض کیا اور اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ آنحضرت نبی نے فرمایا کہ پھر برائی سے رکارہے کہ یہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے۔

باب خوش کلامی کا ثواب۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم نبی نے فرمایا کہ نیک بات کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے (۲۰۲۳) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کما کہ مجھے عمرو نے خردی، انہیں خشمہ نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم نبی نے جنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ پھر آنحضرت نبی نے جنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ دو مرتبہ آنحضرت نبی نے جنم سے پناہ مانگنے کے سلسلے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ پھر آنحضرت نبی نے فرمایا کہ جنم سے بچو۔ خواہ آدمی کجھو بھی (کسی کو) صدقہ کر کے ہو سکے اور اگر کسی کو یہ بھی میرنہ ہو تو اچھی بات کر کے ہی۔

باب ہر کام میں نری اور عمدہ اخلاق اچھی چیز ہے (۲۰۲۴) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعید نے بیان کیا، ان سے صلح ہے، ان سے اہن

النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةً))
قالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَيَعْمَلُ بِيَدِنَاهِ
فِيْنَفْعُ نَفْسَهُ وَيَصْدَقُ)) قَالُوا: فَإِنْ لَمْ
يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيَعْيَنُ ذَا
الْحَاجَةِ الْمُلْهُوفَ)) قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ
قَالَ: ((فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ:
بِالْمَغْرُوفِ)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ:
((فَيُنْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ)).
[راجح: ۱۴۴۵]

٣٤- باب طيب الكلام

وقال أبو هريرة: عن النبي ﷺ: ((الكلمة الطيبة صدقة)).

٦٠٢٣ - حدثنا أبو الوليد، حدثنا شعبة، قال: أخبرني عمرو، عن خيشمة، عن عدي بن حاتم قال : ذكر النبي ﷺ: النار تعمذ منها وأشباح بوجهم ثم ذكر النار تعمذ منها وأشباح بوجهم، قال: شعبة: أما مرئين فلا أشك ثم قال: (اتقوا النار ولو بشق تمرة، فإن لم تجد في الكلمة طيبة). [راجح: ۱۴۱۳]

جنم سے نجات حاصل کرے۔

٣٥- باب الرفق في الأمر كله

٦٠٢٤ - حدثنا عبد الغزير بن عبد الله، حدثنا إبراهيم بن سعدي، عن صالح، عن

شہاب نے اور ان سے عروہ بن نزیر نے کہ نبی کرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیکم (تمہیں موت آئے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ و علیکم السام واللعنة" (یعنی تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ثُمُرُوا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معلمات میں نری اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ کیا آپ نے نہ نہیں انہوں نے کیا کام تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ و علیکم (اور تمہیں بھی)

ابن شہاب، عن عَزْرَةَ بْنِ الرَّبِيعِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةَ: فَهَمِنْهَا قَلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((مَهْلَأً يَا عَائِشَةً إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرَّفِيقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)). قَلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْلَمْ تَسْمَعَ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ۲۹۳۵]

۶۰۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ، حَدَّثَنَا حَمَادَةَ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ تَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَغْرَازِيَا بَالَّى الْمَسْجِدِ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((لَا تُنْزِرُ مَوْهَةً)) ثُمَّ دَعَا بِدُلُوِّ مِنْ مَاءِ قَصْبَ عَلَيْهِ.

(۶۰۲۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماو بن نزیر نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بن عثیمین نے کہا کہ ایک دیسانی نے مسجد میں پیشتاب کر دیا تھا۔ صحابہ کرام ان کی طرف دوڑے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے پیشتاب کو مت روکو۔ پھر آپ نے پانی کا ڈول منگوایا اور وہ پیشتاب کی جگہ پر بھاریا گیا۔

لَشْيَخ رونے کے بجائے اس پر پانی ڈلوایا بعد میں بڑی نری سے اسے سمجھا گیا۔ (لَشْيَخ)

باب ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی مدد کرنا

(۶۰۲۶) ہم سے محمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ برید بن الی بردہ نے کہا کہ مجھے میرے دادا ابو بردہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد ابو موسیٰ اشعری رجھٹو نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تحالے رہتا ہے (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ نے اپنی اٹھکیوں کو قیچی کی طرح کر لیا۔

۳۶ - بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِينَ بَغْضِهِمْ
بعضًا

۶۰۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفيَّانَ، عَنْ أَبِي بُرْذَةَ، بُرْزَدَةَ بْنِ أَبِي بُرْذَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَذِي أَبُو بُرْذَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ لِلنَّمُؤْمِنِ كَالْبَنِيَانِ، يَشُدُّ بَغْضَةً بَغْضَنَا)) ثُمَّ هَبَكَيْنَ أَصَابِعِهِ۔ [راجع: ۴۸۱]

(۷۰۲) اور ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے اُکر سوال کیا یاد کوئی ضرورت پوری کرانی چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم خاموش کیوں بیٹھے رہتے ہو بلکہ اس کی سفارش کرو تاکہ تمیں بھی اجر ملے اور اللہ جو چاہے گا اپنے نبی کی زبان پر جاری کرے گا (تم اپنا ثواب کیوں کھوو؟)

[راجح: ۱۴۳۲]

لئے جائیج حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعریؑ میں مسلمان ہوئے۔ بہرث چشت میں شرکت کی، فتح خبر کے وقت خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنایا، خلافت مٹانی میں وہاں سے معزول ہو کر کوفہ جا رہے تھے، سنہ ۵۲ھ میں مکہ میں وفات پائی۔

الحمد لله كَ أَجَ / شعبان سن ۱۳۹۵ھ کوبقت چاشت اس پارے کی تسوید سے فارغ ہوا

الحمد لله رب العالمين

رقم خادم نبوی۔ محمد داؤد راز بن عبد اللہ السقی الدعلوی مقيم مسجد الہدیہ سن ۱۳۹۱اجیری گیث دہلی نمبر ۲



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پچیسوال پارہ

باب

اللہ تعالیٰ کا سورہ نساء میں فرمان کہ جو کوئی سفارش کرے نیک کام کے لئے اس کو بھی اس میں سے ثواب کا ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی سفارش کرے برے کام میں اس کو بھی ایک حصہ اس کے عذاب سے ملے گا اور ہر چیز پر اللہ نگہبان ہے ”کفل“ کے معنی اس آیت میں حصہ کے ہیں، حضرت ابو موسیٰ اشعریؑ نے کہا کہ ”جہشی زبان میں کفیلین“ کے معنی دواجر کے ہیں۔

۳۷ - باب

فُولَّ اللّٰهُ تَعَالٰى: هُمْ يَشْفَعُونَ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّنةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْبِلٌ [النساء : ۸۵] **کفل :** نَصِيبٌ : قَالَ أَبُو مُوسَى كِفْلَيْنِ : أَجْرَيْنِ بِالْجَبَشِيَّةِ.

شفاعة حسنة سے مومنوں کے لئے دعائے خیر اور سینہ سے بد دعا کرنا بھی مراد ہے۔ مجاهد وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت لوگوں کی باہمی شفاعت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عارف نے کہا ہے کہ اکثر لفظ کفل کا استعمال محل شرمن ہوتا ہے۔ اور لفظ نصیب کا استعمال محل خیر میں ہوتا ہے۔

(۴۰۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماعیل سے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؑ نے کہ بنی کرمہ کے پاس جب کوئی مانگنے والا یا ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے کہ لوگو! تم سفارش کرو تاکہ تمیں بھی ثواب ملے اور اللہ اپنے بنی کی زبان پر جو چاہے کافیصلہ کرائے گا۔

۶۰۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَلَاءَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ، عَنْ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرُوزَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبَ الْحَاجَةِ قَالَ: ((اشْفَعُوا فَلَتُؤْجِرُوا، وَلَيَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شاءَ)). [راجح: ۱۴۳۲]

لَيَقْضِيَ آیت اور حدیث میں نیک کام کی سفارش کرنے کی ترغیب ہے، ہو گاوی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے مگر سفارش کرنے والے کو اجر ضرور مل جائے گا۔ دوسری روایت میں یہ مضمون یوں ادا ہوا ہے۔ الدال علی الخیر کفاعله خیر کے لئے رغبت دلانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ کاش خواص اگر اس پر توجہ دیں تو بت سے دینی امور اور

امدادی کامِ انجام دیئے جاسکتے ہیں۔ مگر، مت کم خواص اس پر توجہ دیتے ہیں۔ یا اللہ! تیری مدد اور نصرت کے بھروسے سے بخاری شریف کے اس پارے نمبر ۲۵ کی تسوید کے لئے قلم ہاتھ میں لی ہے۔ پروردگار اپنی مربیانی سے اس کو بھی پورا کرنے کی سعادت عطا فرمائی اور اس کی اشاعت کے لئے غیب سے مد کرتا کہ میں اسے اشاعت میں لا کر تیرے جیب حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرایی کی تبلیغ و اشاعت کا ثواب عظیم حاصل کر سکوں آمین یا رب العالمین (ناچیز محمد داؤد راز نزیل الحال جامع اہل حدیث بنگور ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ)

باب آخر حضرت ﷺ سخت گو اور بد زبان نہ تھے۔ فاحش بکنے والا اور متفحش لوگوں کو ہمانے کے لئے بد زبانی کرنے والا بے حیائی کی باتیں کرنے والا۔

(۶۰۲۹) ہم سے حفص بن عمر بن حارث ابو عمرو حوش نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن ججاج نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے انہوں نے ابوالکل شیق بن سلمہ سے سنا، انہوں نے مسروق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر بن الخطب نے کما (دوسری سنہ) امام بخاری نے کما قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعشن نے، ان سے شیق بن سلمہ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ جب معاویہ بن ابی شریف کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو بن عاص کو فتح تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور بتلایا کہ حضور اکرم ﷺ بد گونہ تھے اور نہ آپ بد زبان تھے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہترہ آدمی ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

(۶۰۳۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب شققی نے خبر دی، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے اور انہیں حضرت عائشہ بنت ابی بکر نے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے یہاں آئے اور کہا "السام علیکم" (تم پر موت آئے) اس پر حضرت عائشہ بنت ابی بکر نے کہا کہ تم پر نہی موت آئے اور اللہ کی تم پر لعنت ہو اور اس کا غصب تم پر نازل ہو۔ لیکن آخر حضرت ﷺ نے فرمایا (ٹھہرو) عائشہ بنت ابی بکر! تمہیں زرم خوئی اختیار کرنی چاہیئے حتیٰ اور بد زبانی سے پہنچا چاہیئے۔ حضرت عائشہ بنت ابی بکر نے عرض کیا، حضور آپ نے ان کی بات نہیں سنی۔ حضرت ﷺ نے فرمایا تم نے فرمایا تھے؟

۳۸- باب لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ فَاجِشًا وَلَا مُنْفَحَشًا

(۶۰۲۹) حدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ سَلِيمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائلَ، سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ : قَالَ عَنْهُ اللَّهُ بْنُ عَمْرِو حَوْلَ حَدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَنْهُ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو حِينَ قَدِيمٍ مَعَ مَعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاجِشًا وَلَا مُنْفَحَشًا، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَخْسَنَكُمْ خَلْقًا)). [راجع: ۳۵۵۹]

(۶۰۳۰) حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامَ، أَخْبَرَنَا عَنْهُ الْوَهَابِ، عَنْ أَيُوبَ، عَنْ عَنْهُ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَلِيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوذَ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ وَلَعْنَكُمُ اللَّهُ وَغَضِيبُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ، قَالَ: ((مَهْلَأً يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرَّفِقِ وَإِيَّاكِ وَالْغَنْفَ وَالْفَحْشَ)) فَأَلَّتْ: أَوْ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟

انہیں میرا جواب نہیں تھا میں نے ان کی بات انہیں پر لوٹا دی اور ان کے حق میں میری بد دعا قبول ہو جائے گی۔ لیکن میرے حق میں ان کی بد دعا قبول ہی نہ ہو گی۔

فَالْأَوَّلُمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتَ؟ رَدَّذْتْ عَلَيْهِمْ قَيْسَتْجَابُ لَيْ لِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ لِيْ (۲۹۳۵). [راجع: ۲۹۳۵]

پندرہ اسلام سنت پر سے عداوت یہودیوں کی نظرت ثانیہ تھی اور آج تک ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ (۴۰۳۱) ہم سے اصفع بن فرج نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو ابو حییٰ فلیج بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہلال بن اسماعیل نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گالی دیتے تھے، نہ بد گو تھے اور نہ بد خو تھے اور نہ لخت ملامت کرتے تھے۔ اگر ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے اتنا فرماتے اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

۶۰۳۱- حدَّثَنَا أَصْبَحُ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَنَّهُ وَهَبَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى هُوَ فَلَيْحَةُ بْنُ سَلَيْمَانَ ، عَنْ هَلَالِ بْنِ أَسَافَةَ ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ ﷺ سَبَاهَا وَلَا فَحَاهَا وَلَا لَعَانَا ، كَانَ يَقُولُ لِأَخْدِنَا عِنْدَ الْمَغْتَبَةِ : ((مَا لَهُ تَوْبَةً جَيِّنَهُ؟)). [طرفہ فی: ۶۰۴۶].

لَئِنْ شَاءَتْ قال الخطابی هذا الدعاء يتحمل وجهين ان يجر بوجهه فيصيب التراب جبينه والذكر ان يكون له دعاء بالطاعة فيضرب جبينه وقال الداودی هذه الكلمة جرت على لسان العرب ولا يراد حقيقها (عنبي) يعني يه دعاء امثال بھی رکھتی ہے کہ وہ شخص چرے کے بل کھینچا جائے اور اس کی پیشانی کو مٹی لگے یا اس کے حق میں نیک دعا بھی ہو سکتی ہے کہ وہ نماز پڑھے اور نماز میں بحالت سجدہ اس کی پیشانی کو مٹی لگے۔ داودی نے کماکہ یہ ایسا کلمہ ہے جو اہل عرب کی زبان پر عموماً جاری رہتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں لی جایا گرتی۔

(۴۰۳۲) ہم سے عمرو بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سواء نے بیان کیا، کہا ہم سے روح ابن قاسم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن مکدر نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ برا ہے فلاں قبلہ کا بھائی۔ یا (آپ نے فرمایا) کہ برا ہے فلاں قبلہ کا بیٹا۔ پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آبیخا تو آپ اس کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ وہ شخص جب چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ نے اسے دیکھا تو اس کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے، جب آپ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے۔ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ!

۶۰۳۲- حدَّثَنَا عُمَرُ وَبْنُ عَيْسَى ، حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءً ، حدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَاسِمِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَبِرِ ، عَنْ عُزُونَةَ ، عَنْ غَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَأَهُ قَالَ : يَسِّنَ أَخْرُو الْعَشِيرَةِ ، أَوْ يَسِّنَ ابْنَ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَّلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَأَنْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرُّجُلُ قَالَتْ لَهُ غَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ حِينَ رَأَيْتَ الرُّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا لَمْ تَطَّلَّقْ فِي وَجْهِهِ وَأَنْبَسَطَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا غَائِشَةُ مَنِيْ عَهْدِنِي فَحَاهَا؟ إِنْ شَرِ

النَّاسُ عِنْدَ اللَّهِ مُنْزَلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ تَرْكَهُ
النَّاسُ اتْقَاءُ شَرٍّ).
تم نے مجھے بدگوکب پایا۔ اللہ نے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ
بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ

دیں۔ [طرفہ فی : ۶۰۵۴، ۶۱۳۱].

لَشَرِيفِهِ ان جملہ احادیث میں رسول کرم ﷺ کی خوش اخلاقی کا ذکر ہے جس کا تعلق نہ صرف مسلمانوں بلکہ یہودیوں کے ساتھ بھی یکساں تھا۔ آپ نے خاص دشمنوں کے ساتھ بھی بدفلقی کو پند نہیں فرمایا جیسا کہ حدیث عائشہؓ سے ظاہر ہے۔ یہ آپ کا تحسیار تھا جس سے سارا عرب آپ کے زیر تنیں ہو گیا۔ مگر صد افسوس کہ مسلمانوں نے گویا خوش طلقی کو بالکل فراموش کر دیا الاما شاء اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں میں خود آپس ہی میں اس قدر سرپھول رہتی ہے کہ خدا کی پناہ، کاش مسلمان ان احادیث پاک کا بغور مطالعہ کریں، یہ آئنے والا شخص بعد میں مرد ہو گیا تھا اور حضرت ابو بکر کے زمانہ میں قیدی ہو کر آیا تھا۔ اس طرح اس کے بارے میں حضور ﷺ کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

باب خوش طلقی اور سخاوت کا بیان اور بخل کا براؤ ناپسندیدہ ہوتا

۳۹- باب حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاةِ

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَخْلِ

وَقَالَ ابْنُ عَيَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدُ النَّاسِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مِيقَتُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِأَخْيَهِ: إِنِّي هَذَا الْوَادِي فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ، فَرَجَعَ فَقَالَ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہیں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخاوت تھے اور رمضان کے مینے میں تو اور سب دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کی پیغمبری کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی انس سے کہا کہ وادی مکہ کی طرف جاؤ اور اس شخص کی باتیں سن کر آ۔ جب وہ واپس آئے تو ابوذر سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ وہ صاحب تو اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔

(۶۰۳۳) ۲۰۳۳ء میں عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن ثابت نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ سخاوت کے اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات نبی نے اس شرکے باہر شور سن کر گھبرا گئے (کہ شاید دشمن نے حملہ کیا ہے) سب لوگ اس شور کی طرف بڑھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ آواز کی طرف بڑھنے والوں میں سب سے آگے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ کوئی ڈر کی بات نہیں، کوئی ڈر کی بات نہیں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ابو طلحہ کے (مندوب نامی) گھوڑے کی نگلی پیٹھ پر سوار تھے، اس پر کوئی زین نہیں تھی اور مگلے میں تکوار لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس گھوڑے

۶۰۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنَ، حَدَّثَنَا حَمَادَةُ، هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ قَابِسٍ، عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْسَنُ النَّاسِ، وَأَجْوَدُ النَّاسِ وَأَشْجَعُ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانطَلَقَ النَّاسُ قَبْلَ الصُّورَتِ فَاسْتَقْبَلُهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصُّورَتِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَنْ تَرَاغُوا لَنْ تَرَاغُوا)) وَهُوَ عَلَى فَرْسٍ لَا يَبْلِغُ طَلْحَةَ غَرْنِي مَا عَلَيْهِ سَرْخَ في عَقِيقَهِ سَيْفٌ فَقَالَ: ((لَقَدْ وَجَدْنَاهُ بَخْرًا أوْ إِنَّهُ لَبَخْرٌ)).

کو سمند رپایا۔ یا فرمایا کہ یہ تیز دوڑنے میں سمند کی طرح تھا۔

[راجع: ۲۶۲۷]

لشیخ اصول فضائل جو آدمی کو کسب اور ریاضت اور محنت سے حاصل ہو سکتے ہیں تین یہں عفت اور شجاعت اور سخاوت اور حسن و مجال یہ فضیلت وہی ہے تو آپ کی ذات مجموعہ کمالات فطری اور کبی تھی، بے شک جس کا نام نبی ہی محمد ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے اوصاف محمودہ کا مجموعہ ہونا ہی چاہیے۔ آپ از سرتاپا اوصاف حمیدہ و اخلاق فاضلہ کے جامع تھے، شجاعت اور سخاوت میں اس قدر بڑھے ہوئے کہ آپ کی نظری کوئی شخص اولاد آدم میں پیدا نہیں ہوا تھا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ یہ بیضاواری آنچہ خوبیاں ہمہ دارند تو تھاداری

(صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابو طلحہ کا نام زید بن سمل انصاری ہے۔ یہ حضرت انسؓ کی ماں کے خاوند ہیں۔

۶۰۳۴ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفِيَّانَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا سَنَّ النَّبِيُّ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لَا۔

(۲۰۳۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، ان سے ابن منکدر نے بیان کیا، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ نے اس کے دینے سے انکار کیا ہو۔

یہ آپ کی مروت کا حال تھا بلکہ اگر ہوتی تو اس وقت دے دیا ورنہ اس سے وعدہ فرماتے کہ عنقریب تھے کہ کویہ دے دوں گا، (صلی اللہ علیہ وسلم) ولا یلزم من ذالک ان لا یقولها اعتذار کما فی قوله تعالیٰ قلت لا اجد ما احملکم علیه (فتح) یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے نہ ہونے کی صورت میں مذعرت کے طور پر بھی ایسا نہ فرماتے جیسا کہ آیت نکورہ میں ہے کہ آپ نے ایک موقع پر کچھ لوگوں سے فرمایا تھا کہ میرے پاس اس وقت تھاری سواری کا جانور نہیں ہے۔

۶۰۳۵ - حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حدَّثَنَا أَبِي، حدَّثَنَا الأَغْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كَنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو يَحْدَثُنَا إِذَا قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ يَقُولُ: ((إِنْ خَيَّارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)).

(۲۰۳۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے شفیق نے بیان کیا، ان سے مروق نے بیان کیا کہ ہم عبد اللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ ہم سے باشیں کر رہے تھے اسی دوران انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بد گوئے نہ بد زبانی کرتے تھے (کہ منه سے گالیاں نکالیں) بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے زیادہ بستر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

۶۰۳۶ - حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ، حدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَتِنِي إِنْزَارَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَرِّدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلنَّقْوَمِ: أَنْتُرُونَ مَا الْبَرِّدَةُ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ شَمْلَةٌ فَقَالَ سَهْلٌ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ

(۲۰۳۶) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان (محمد بن مطرف) نے بیان کیا کہ کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سل بن سعد بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کشم ﷺ کی خدمت میں "برده" لے کر آئیں پھر حضرت سل نے موجودہ لوگوں سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ برده کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا کہ برده شملہ کو کہتے ہیں۔ سل نے کہا کہ ہاں لئکی جس میں حاشیہ بنا ہوا ہوتا

[راجع: ۲۳۵۹]

ہے تو اس خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں یہ لئی آپ کے پسند کے لئے لائی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ لئی ان سے قبول کر لی۔ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی بھر آپ نے پہن لیا۔ صحابہ میں سے ایک صحابی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے بدن پر وہ لئی دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بڑی عمدہ لئی ہے، آپ مجھے اس کو عنایت فرمادیجے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو، جب آنحضرت ﷺ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ لئی بدلتہ کر کے عبدالرحمن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو ملامت سے کماکہ تم نے آنحضرت ﷺ سے لئی مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ تم نے دیکھ لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اس طرح قبول کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے لئی آنحضرت ﷺ سے مانگی، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس صحابی نے عرض کیا کہ میں تو صرف اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ آنحضرت ﷺ اسے پہن چکے تھے میری غرض یہ تھی کہ میں اس لئی میں کفن دیا جاؤں گا۔

لئے کیا تھا، چنانچہ یہ اسی کفن میں دفن ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جوچے بزرگان دین باخدا ہوں ان کے ملبوسات سے اس طور

(۷) ۲۰۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا تم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کماکہ مجھے حمید بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا زمانہ جلدی گزرے گا اور دین کا علم دنیا میں کم ہو جائے گا اور دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا برج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا قتل خون ریزی۔

بن سعدؑ قالَ جاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَيَّ
يَقُولُ بِإِرْبَدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلنَّفُوزِ أَتَذَرُونَ
مَا الْبَرْدَةُ؟ فَقَالَ النَّفُوزُ هِيَ شَمْلَةٌ فَقَالَ
سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوجَةٌ فِيهَا حَاشِيَّهَا
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْسُوكَ هَذِهِ؟
فَأَخْدَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبَسَهَا
فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا أَخْسَنَ هَذِهِ فَأَكْسَسَهَا؟
فَقَالَ: (نَعَمْ) فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا
أَصْحَابَهُ قَالُوا: مَا أَخْسَنَ حِينَ رَأَيْتَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْدَهَا
مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفَ
أَنَّهُ لَا يَسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعُهُ فَقَالَ: رَجَوْتُ
بِرَحْكَهَا حِينَ لَبَسَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَعْنِي أَكْفَنُ فِيهَا.

[راجع: ۱۲۷۷]

لئے کیا تھا، چنانچہ یہ اسی کفن میں دفن ہوئے۔ پر برکت حاصل کرنا درست ہے۔ اللهم ارزقا۔ آمين۔
۶۰۳۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شَعِيقٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمِيدٌ
بْنُ عَنْدَ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَقَارِبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ
الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشَّهُودُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ))
قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: ((الْفَقْلُ، الْفَقْلُ)).

[راجع: ۸۵]

مراد یہ کہ ایک حکومت دوسری حکومت پر چڑھے گی، لڑائیوں کا میدان گرم ہو گا اور لوگ دنیاوی دھندوں میں پھنس کر قرآن و

حدیث کا علم حاصل کرنا چوڑ دیں گے۔ ہر شخص کو دولت جوڑنے کا خیال ہو گا اور بس۔

(۴۰۳۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے سلام بن مسکین سے سن، کما کہ میں نے ثابت سے سن، کما کہ ہم سے حضرت انس بن میرزا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کیا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

۶۰۳۸ - حدئنا موسى بن إسماعيل، سمع سلام بن مسکين قال: سمعت ثابت يقول: حدئنا أنس رضي الله عنه قال: خدقت النبي ﷺ عشر سين فما قال لي أفاليم صفت ولا مالا صفت؟.

[راجع: ۲۲۶۸]

تشیعیح دس سال کی مدت کافی طویل ہوتی ہے مگر اس ساری مدت میں حضرت انس بن میرزا کو آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی نہیں ڈانتا نہ دھکایا۔ کبھی آپ نے ان سے سخت کلائی فرمائی۔ یہ آپ کے حسن اخلاق کی ولیم ہے اور حقیقت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی شخص زم دل خوش اخلاق پیدا نہیں ہوا۔ اللہ پاک اس پیارے رسول پر ہزار ہزار درود و سلام نازل فرمائے۔ آئین ثم آئین۔

باب آدمی اپنے گھر میں کیا کرتا رہے

(۴۰۳۹) ہم سے غص بن عمر نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابراہیم نجھی نے، ان سے اسود نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا آنحضرت ﷺ اپنے گھر کے کام کا ج کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔

۴۰ - باب کیف یکون الرَّجُلُ فِي أهْلِهِ؟

۶۰۳۹ - حدئنا حفص بن عمر، حدئنا شعبة، عن الحكم، عن إبراهيم، عن الأسود قال: سألت عائشة ما كان النبي يصنع في أهله؟ قالت: كان مهنة أهله، فإذا حضرت الصلاة قام إلى الصلاة. [راجع: ۶۷۶]

تشیعیح دوسری روایت میں ہے کہ آپ بازار سے سودا لے آتے اور اپنا جو تا آپ تاک لیتے گویا امت کے لئے آپ سبق دے رہے تھے کہ آپ کاج مسakanj انسان کا رویہ ہونا چاہیے۔ المہنة بکسر الحم وفتحها وانکر الالمع الكسر و فسر هابخدمة اهلہ (فتح الباری) یعنی لفظ مہنة یہیں کے زیر اور زبر ہردو کے ساتھ جائز ہے اور گھروالوں کی خدمت پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

۴۱ - باب الْمُقْدَةِ مِنَ اللَّهِ

باب نیک آدمی کی محبت اللہ پاک لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے

(۴۰۴۰) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کما ہم سے ابو عاصم نے، ان سے ابن جریر نے، کما مجھ کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں ابو ہریرہ بن میرزا نے کہ بنی کریم ﷺ نے فرمایا، جب اللہ

۶۰۴۰ - حدئنا عمرو بن علي، حدئنا أبو عاصم، عن ابن جرير قال: أخبرني موسى بن عقبة، عن نافع، عن أبي هريرة

کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل ﷺ کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبریل ﷺ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ تمام آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اسکے بعد وہ زمین میں بھی (بندگان خدا کا) مقبول اور محبوب بن جاتا ہے۔

لشیحؑ یہاں صرف ندا کا لفظ ہے اس لئے یہاں وہ تاویل بھی نہیں چل سکتی جو معنزلہ وغیرہ نے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موی ﷺ سے کلام کرنے میں درخت میں کلام کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی پس ان لوگوں کا ذمہ ہب باطل ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے گویا خدا ان کے نزدیک گونٹا ہے۔ استغفار اللہ و نحوذ باللہ من ہے الخرافات۔ روایت میں مقبولان خدا کے لئے عام محبت کا ذکر ہے مگر یہ محبت اللہ کے بندوں ہی کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ ابو جمل اور ابو اسپ جیسے بد بخت پھر بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

باب اللہ کی محبت رکھنے کی فضیلت

(۶۰۳) ہم سے آدم بن الی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رض نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایمان کی حلاوت (مٹھاں) اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک وہ اگر کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ کے لئے کرے اور اس کو آگ میں ڈالا جانا اچھا لگے پر ایمان کے بعد جب اللہ نے اسے کفر سے چھڑا دیا پھر کافر ہو جاتا سے پسند نہ ہو اور جب تک اللہ اور اس کے رسول سے اسے ان کے سوا دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ ہو۔

لشیحؑ اس حدیث سے مقلدین جامدین کو نصیحت لئی چاہیئے جب تک اللہ اور رسول کی محبت تمام جہانوں کے لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ ایمان پورا نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور رسول کی محبت تمام جہان سے زیادہ ہوئی چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد پر جان و مال قربان کرے، جہاں قرآن کی آیت یا حدیث صحیح مل جائے، بس اب کسی امام یا مجتہد کا قول نہ ڈھونڈئے۔ اللہ اور رسول کے ارشاد کو سب پر مقدم رکھے۔ تب جا کر ایمان کا مل حاصل ہو گا۔ اللهم ارزقنا۔ آمين

حتیٰ یکون اللہ و رسولہ الخ معناہ ان من استکمل الایمان علم ان حق اللہ و رسولہ اکد علیہ من حق ابیہ و امہ و ولدہ و جمیع الناس الخ (فتح البیاری) اللہ و رسول کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایمان کا مل کر لیا وہ جان گیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کا حق اس کے ذمہ اس کے باپ اور مال اور اولاد اور یوں اور سب لوگوں کے حقوق سے بہت ہی زیادہ بڑھ کر ہے اور اللہ و رسول کی محبت کی علامت یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی جمیت کی جانبے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو جواب دیا جائے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے

عنِ النبیؐ قال: ((إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَنْدَهُ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَجَبَهُ، فَيَجِدُهُ جِبْرِيلُ فَيَنَادِيهِ جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَجَبُوهُ، فَيَجِدُهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضِّعُ لَهُ الْقَبْوَنَ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ)). [راجع: ۳۲۰۹]

۴۲ - باب الْحُبُّ فِي اللَّهِ

۶۰۴۱ - حَدَّثَنَا أَدَمُ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَوَةً إِلَيْهِ إِيمَانٌ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءُ لَهُ يَحْبُّ إِلَّا اللَّهُ، وَحَتَّى أَنْ يُقْدَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفَّارِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَدَهُ اللَّهُ وَحَتَّى يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)). [راجع: ۱۶]

لشیحؑ اس حدیث سے مقلدین جامدین کو نصیحت لئی چاہیئے جب تک اللہ اور رسول کی محبت تمام جہانوں کے لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ ایمان پورا نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور رسول کی محبت تمام جہان سے زیادہ ہوئی چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد پر جان و مال قربان کرے، جہاں قرآن کی آیت یا حدیث صحیح مل جائے، بس اب کسی امام یا مجتہد کا قول نہ ڈھونڈئے۔ اللہ اور رسول کے ارشاد کو سب پر مقدم رکھے۔ تب جا کر ایمان کا مل حاصل ہو گا۔ اللهم ارزقنا۔ آمين

اخلاق فاضل جیسے اخلاق پیدا کئے جائیں۔

٤٣ - باب قول الله تعالى:

هُنَّا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - فَأَوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

٤٢ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَفِيَّا، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنفُسِ وَقَالَ: ((لَمْ يَضْرِبْ أَحَدُكُمْ امْرَأَةَ ضَرَبَ الْفَحْلَ، ثُمَّ لَعْلَهُ يُعَانِقُهَا)) وَقَالَ التَّوْزِيُّ :

وَوَهْبِيُّ، وَأَبُو مَعَاوِيَّةَ عَنْ هِشَامِ ((جلد العقبة)). [راجع: ٣٣٧٧]

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ حجرات میں فرمाकہ ”اے ایمان والو! کوئی قوم کسی دوسری قوم کا نداق نہ بنائے اسے حقیر نہ جانا جائے کیا معلوم شاید وہ ان سے اللہ کے نزدیک بہتر ہو۔ فاولنک ہم الطالمون تک۔“

(٤٠٣٢) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن زمود بن الحنف نے کہ نبی کرم ﷺ نے کسی کی رتبح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کس طرح ایک شخص اپنی بیوی کو زور سے مارتا ہے جیسے اونٹ، حالانکہ اس کی پوری امید ہے کہ شام میں اسے وہ گلے لگائے گا۔ اور ثوری، وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے بیان کیا کہ (جانور کی طرح) کے بجائے لفظ غلام کی طرح کا استعمال کیا۔

گوز آنا ایک فطری امر ہے جو ہر انسان کے لئے لازم ہے، پھر ہنسنا انتہائی حماقت ہے۔ اکثر چھوٹے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسرے کے گوز کی آواز سن کر ہنسنے اور نداق بنالیتے ہیں۔ یہ حرکت انتہائی مذموم ہے۔ ایسے ہی اپنی عورت کو جانوروں کی طرح بے تحاشا مارنا کسی بد عقل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

(٤٠٣٣) مجھ سے محمد بن شنی نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم کو عاصم بن محمد بن زید نے خبر دی، انسوں نے کہا مجھے میرے والد اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جیہ الوداع) کے موقع پر منی میں فرمایا تم جانتے ہو یہ کون ساداں ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا تو یہ حرمت والا دن ہے ”تم جانتے ہو یہ کون سا شر ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، فرمایا یہ حرمت والا شر ہے۔ تم جانتے ہو یہ کون سا میں ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے فرمایا یہ حرمت والا میں ہے۔ پھر فرمایا بلاشبہ اللہ نے تم پر تمہارا (ایک دوسرے کا) خون، مال اور عزت اسی طرح حرام کیا ہے جیسے اس دن کو

٤٣ - حدثني محمد بن المثنى، حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا عاصم بن محمد بن زيد، عن أبيه عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال النبي ﷺ: ((أتذرون أي يوم هذا؟)) قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: ((فإن هذا يوم حرام، أتذرون أي بيده هذا؟)) قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: ((بله حرام أتذرون أي شهر هذا؟)) قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: ((شهر حرام)) قالوا: الله حرام علمكم دماءكم وأموالكم

وَأَغْرِضْتُكُمْ كَعْزَمَةً يَوْمَكُمْ هَذَا فِي . اس نے تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں حرمت والا شہر کُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)). بنایا ہے۔

[راجح: ۱۷۴۲]

نَسْبَرْجَنْ حدیث کا مضمون کتنی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ ایک مومن کی عزت فی الواقع بڑی اہم چیز ہے گویا اس کی عزت اور حرمت کہ شریعتی مقام رکھتی ہے پس اس کی بے عزتی کرنا کہ شریف کی بے عزتی کرنے کے برابر ہے۔ مومن کا خون نا حق کعبہ شریف کے ڈھادیئے کے برابر ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو ان چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں اہل اسلام کی باہمی حالت پر صد درجہ افسوس ہوتا ہے۔ اس مقام پر بخاری شریف کا مطالعہ فرمائے والے نیک دل مسلمانوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہضرت عمر بن الخطاب نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ بے شک کعبہ ایک معزز گھر ہے اس کی تقییں میں کوئی شبہ نہیں مگر ایک مومن و مسلمان کی عزت و حرمت بھی بہت بڑی چیز ہے اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے والا کعبہ شریف کو ڈھادیئے والے کے برابر ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا ان الامور میں اخوة فاصلحو ایمان خوبیکم مسلمان مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس آپس میں اگر کچھ ناچالی بھی ہو جائے تو ان کی صلح صفائی کر دیا کرو۔ ایک حدیث میں آپس کی صلح صفائی کر دینے کو نفل نمازوں اور روزوں سے بھی بڑھ کر نیک عمل بتالیا گیا ہے۔ پس مطالعہ فرمائے والے بھائیوں بھنوں کا اہم ترین فرض ہے کہ وہ آپس میں میل محبت رکھیں اور اگر آپس میں کچھ ناراضگی بھی پیدا ہو جائے تو اسے رفع درفع کر دیا کریں مومن جنتی بندوں کی قرآن میں یہ علامت بتلائی گئی ہے کہ وہ غصہ کوپی جانے والے اور لوگوں سے ان کی غلطیوں کو معاف کر دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ نماز روزہ کے سائل پر توجہ دینا جتنا ضروری ہے اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ ایسے مسائل پر بھی توجہ دی جائے اور آپس میں زیادہ سے زیادہ میل محبت، اخوت، بھائی چارہ بڑھایا جائے۔ حد، کینہ دلوں میں رکھنا چچے مسلمانوں کی شان نہیں۔

اخوت کی جانگیری، محبت کی فراوانی یعنی مقصود نظرت ہے یہی رمز مسلمانی

۴ - بَابِ مَا يُنْهَى مِنَ السَّبَابِ وَالْلُغْنِ بابِ گالی دینے اور لعنت کرنے کی ممانعت

(۴۰۳۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، کہا میں نے ابو واکل سے سناؤ اور وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ غدر نے شعبہ سے روایت کرنے میں سلیمان کی متابعت کی ہے۔

(۴۰۳۵) ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے حسین بن ذکوان معلم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا، انہوں نے کما مجھ سے سیکی بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود دیلی نے بیان کیا اور ان

۶۰۴۴ - حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَإِلِيلِ يَحْدُثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ،
وَإِلَيْهِ الْكُفْرُ)) تَابَعَهُ غُنَّدَرُ عَنْ شَعْبَةَ.

[راجح: ۴۸]

۶۰۴۵ - حدَّثَنَا أَبُو مَقْمَرٍ، حدَّثَنَا عَبْدُ الْأَوَّارِثِ، عَنْ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرْيَةَ، حدَّثَنِي يَحْتَى بْنُ يَغْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدَ الدَّيْلِيَّ حَدَّثَنَا، عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ

سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کے اور وہ در حقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کسے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔

(۲۰۳۶) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فتح بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گوئی نہیں تھے، نہ آپ لعنت ملامت کرنے والے تھے اور نہ گالی دیتے تھے، آپ کو بہت غصہ آیا تو صرف اتنا کہہ دیتے، اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

[راجح: ۶۰۳۱] آپ کا یہ فرمانا بھی بطريق بدعا کے اثر نہ کرتا کیونکہ آپ نے اللہ پاک سے یہ عرض کر لیا تھا۔ یا رب! اگر میں کسی کو برا کہہ دوں تو اس کے لئے اس میں بہتری ہی سمجھو۔

(۲۰۳۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے بیکھی بن ابی کثیر نے، ان سے ابو قلابہ نے کہ ثابت بن ضحاک رض اصحاب شہر (یعنی رضوان کرنے والوں) میں سے تھے، انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام کے سوا کسی اور مدھب پر قسم کھائے (کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں نصرانی ہوں، یہودی ہوں) تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کہ اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر صحیح نہیں ہوتی جو اس کے اختیار میں نہ ہوں اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خود کشی کر لی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہو گا اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو یہ اس کے خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کے توهہ ایسا ہے جیسے اس کا خون کیا۔

حضرت ثابت بن ضحاک ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک درخت کے نیچے سے رسول کریم ﷺ کے دست مبارک پر جاد کی بیعت کی تھی جس کا ذکر سورہ قاتم میں ہے کہ اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جو درخت لئے برضا و رغبت جاد کی بیعت آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر کر رہے تھے حدیث کا مضمون ظاہر ہے۔

اللہ عنہ اللہ سمعَ النبیٰ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفَسُوقِ، وَلَا يَرْمِي بِالْكُفَّرِ إِلَّا ارْتَدَّ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ)). [راجع: ۳۵۰۸]

۶۰۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيَّانَ، حَدَّثَنَا فُلَيْحَ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ عَلَيْهِ، عَنْ أَنَّسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاجِسًا وَلَا لَعَنًا وَلَا سَبَابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَغْبَةِ ((مَا لَهُ تَرِبَ جَيْنَةً؟)).

[راجح: ۶۰۳۱]

۶۰۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ الْمَبَارِكَ، عَنْ يَعْقُوبِي بْنِ أَبِي كَبِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَّابَةِ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الصَّحَّاحِ وَسَكَانَ مِنْ أَصْنَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَئِنْ عَلَى أَبْنِ آدَمْ نَذَرَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عَذَابٌ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنْ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَفَّارٌ، وَمَنْ قَدَّفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَفَّارٌ)). [راجع: ۱۳۶۳]

(۴۰۲۸) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن صرد سے سنادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی ایک صاحب کو غصہ آگیا اور بہت زیادہ آیا، ان کا چہرہ پھول گیا اور رنگ بدل گیا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس وقت فرمایا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ غصہ کرنے والا شخص) اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک صاحب نے جا کر غصہ ہونے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا اور کہا شیطان سے اللہ کی پیناہ مانگ وہ کہنے لگا کیا مجھ کو دیوانہ بنایا ہے کیا مجھ کو کوئی روگ ہو گیا ہے جا پناراستے لے۔

(۴۰۳۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا، ان سے انس بن شیر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبادہ بن صامت بن شیر نے کہا، نبی کریم ﷺ لوگوں کو لیلۃ القدر کی بشارت دینے کے لئے جو گرد سے باہر تشریف لائے، لیکن مسلمانوں کے دو آدمی اس وقت آپس میں کسی بات پر لڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمیں (لیلۃ القدر) کے متعلق بتانے کے لئے کلا تھا لیکن فلاں فلاں آپس میں لڑنے لگے اور (میرے علم سے) وہ اٹھا لی گئی۔ ممکن ہے کہ یہ تمہارے لئے اچھا ہو۔ اب تم اسے ۲۹ رمضان اور ۲۷ رمضان اور ۲۵ رمضان کی راتوں میں تلاش کرو۔ کامیکان ہو سکتا ہے جسسا کہ دوسروی روايات میں آتا ہے۔

(۷۰۵۰) مجھ سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کما مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کما ہم سے اعوش نے بیان کیا، ان سے معروف نے اور ان سے حضرت الوزر نے، معروف نے بیان کیا کہ میں نے

٦٤٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا
أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي عَدَى بْنُ
ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صَرَدَ
رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اسْتَبَّ
رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَغَضِيبَ أَحَدُهُمَا
فَاشْتَدَّ غَضْبُهُ حَتَّى اتَّفَخَ وَجْهَهُ وَتَغَيَّرَ
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْزَ
فَالَّهَا لَذَعْبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ)) فَانطَّلَقَ إِلَيْهِ
الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ:
((تَهُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ)) فَقَالَ: أَتَرَى
بِي بَاسٌ؟ أَمْ جُنُونٌ أَنَا أَذْهَبُ؟

[٣٢٨٢]: راجع

يَهُجُّ مُنَافِقٌ تَحْمِيَا كَافِرٌ تَحْمِي؟
مِن الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ تَحْمِي (قطلاني)

٤٩٦ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ، حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ
الْمَفْضِلِ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ : قَالَ أَنَّ
حَدَّثَنِي عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، قَالَ : خَرَجَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ
فَلَاحَى رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ
النَّبِي ﷺ ((خَرَجْتُ لِأَخْبِرُكُمْ فَلَاحَى
فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ
بَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَاتَّحِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ

النَّاسُ كَمَا عَلِمْتُمْ وَكَمْ طَلَّتْ رِوَايَاتُهُمْ كُبُّحٌ كُبُّحٌ

٦٥٠ - حدثنا عمر بن حفص، حدثنا الأغمس عن المغورو، عن أبي ذر قال: رأيت عليه بزدا وعلى غلامه بزدا، فقلت

ابوذرؓ کے جسم پر ایک چادر دیکھی اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ایک وسیٰ ہی چادر تھی، میں نے عرض کیا اگر اپنے غلام کی چادر لے لیں اور اسے بھی پہن لیں تو ایک رنگ کا جوڑا ہو جائے غلام کو دوسرا کپڑا دے دیں۔ حضرت ابوذرؓ نے اس پر کما کہ مجھ میں اور ایک صاحب (بلالؓ) میں سکرار ہو گئی تھی تو ان کی ماں عجمی تھیں، میں نے اس بارے میں ان کو طعنہ دے دیا انہوں نے جا کر یہ بات نبی کرمؐ سے کہا دی۔ آنحضرتؓ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے اس سے جھگڑا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ دریافت کیا تم نے اسے اس کی ماں کی وجہ سے طعنہ دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تمہارے اندر ابھی جاہلیت کی بوباتی ہے۔ میں نے عرض کیا جیا رسول اللہ؟ کیا اس بوجھا پے میں بھی؟ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ ہاں یاد رکھو یہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ما تھتی میں دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ جس کی ما تھتی میں بھی اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہئے کہ جو وہ کھائے اسے بھی کھلائے اور جو وہ پہنچے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کے لئے نہ کئے، جو اس کے بس میں نہ ہو اگر اسے کوئی ایسا کام کرنے کے لئے کہتا ہی پڑے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔

اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے تھیات یہ عمل بنا لیا کہ جو خود پہنچتے وہی اپنے غلاموں کو پہناتے جس کا ایک نمونہ یہاں مذکور ہے ایسے لوگ آج کل کہاں ہیں جو اپنے نوکروں خادموں کے ساتھ ایسا برداشت کریں لا ما شاء اللہ۔

باب کسی آدمی کی نسبت یہ کہنا کہ لمبایا مٹھننا ہے بشرطیکہ
اس کی تحقیر کی نیت نہ ہو غیبت نہیں ہے اور
آنحضرتؓ نے خود فرمایا ذوالیدین یعنی لمبے ہاتھوں والا کیا کرتا ہے،
اس طرح ہریات جس سے عیوب بیان کرنا مقصود نہ ہو جائز ہے۔
(۶۰۵) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کرمؓ نے ہمیں ظفر کی نماز دور کعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا اس کے بعد آپ مسجد کے آگے کے

لئے آخذت ہذا فلبستہ کائنات خلۃ
فاغطیتہ نوتبا آخر فقلَّا کانَتْ بَیْتِیْ وَبَیْنَ
رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمَّةً أَغْجَعَيَةً فَلَمْ
مِنْهَا لَدَكَرَنِیْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لِي: ((أَسَاتِيتْ فُلَانًا؟)) قَلَّتْ:
نَعَمْ، قَالَ: ((أَفَلَتْ مِنْ أُمَّةً؟)) قَلَّتْ:
نَعَمْ، قَالَ: ((إِنَّكَ افْرُوزٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةً))
قَلَّتْ: عَلَى حِينِ سَاعِتِیْ هَذِهِ مِنْ كَبِيرِ
السُّنْنَ قَالَ: ((نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمْ
اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ أَحَادِهَ
تَحْتَ يَدِهِ فَلَيْطِعْمَةً مِمَّا يَأْكُلُ وَلَيُبْسِتَهُ
مِمَّا يَلْبِسُ، وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنْ الْفَعْلِ مَا
يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَفْتَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلَيَعْنَهُ عَلَيْهِ)).

[راجع: ۳۰]

۴۵ - بَابٌ مَا يَجْوُزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ
نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ
وَمَا لَا يُرَاذُ بِهِ شَيْءٌ الرُّجُلِ)).
۶۰۵۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا
یَزِيدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِی
هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّهَرَ رَكَعَتِينِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى

حصہ یعنی والان میں ایک لکڑی پر سارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا، حاضرین میں حضرت ابو بکر اور عمر بھی موجود تھے مگر آپ کے دببے کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکل گئے آپس میں صحابہ نے کماکہ شاید نماز میں رکعت کم ہو گئیں ہیں اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ظمر کی نماز چار کے بجائے صرف دو ہی رکعتاں پڑھائیں ہیں۔ حاضرین میں ایک صحابی تھے جنہیں آپ ”ذوالیدین“ (لبے ہاتھوں والا) کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! نماز کی رکعت کم ہو گئیں ہیں یا آپ بھول گئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعت کم ہوئیں ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں، چنانچہ آپ نے یاد کر کے فرمایا کہ ذوالیدین نے صحیح کہا ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتاں اور پڑھائیں پھر سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر سجدہ (سو) میں گئے، نماز کے سجدہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبا سجدہ کیا پھر سراٹھیا اور تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں گئے پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی لمبا۔ پھر سراٹھیا اور تکبیر کی۔

بس اس کے بعد تعداد نہیں کیا تھا دوسرا سلام پھیرا جیسا کہ بعض کیا کرتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی لکھتا ہے کہ بھولے سے اگر نماز میں بات کر لے یا یہ سمجھ کر نماز پوری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوتی مگر بعض لوگ اس کے بھی خلاف کرتے ہیں۔ حدیث میں ایک شخص کو لبے ہاتھوں والا کماگیا سو ایسا ذکر جائز ہے بشرطیکہ اس کی تحقیر کرنا مقصود نہ ہو اگر کوئی کے کہ ذوالیدین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی اپنا سے زیادہ بہادر ہو گیا یہ کوئکر ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ذوالیدین ایک عالی آدمی تھا ایسے لوگ بے تکفی بر تجارتے ہیں لیکن مقرب لوگ بہت ڈرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرتے اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والے اور بڑی محنت اٹھانے والے تھے (لطفی)

باب غیبت کے بیان میں

اور اللہ تعالیٰ کافرمانا ”اور تم میں بعض بعض کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اسے ناپسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

خَشْبَةِ فِي مَقْدُمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي النَّقْوَمِ أَبُوبَكْرٌ وَعُمَرٌ فَهَاجَأَ أَنْ يَكْلِمَهُ وَخَرَجَ سَرْعَانَ النَّاسِ فَقَالُوا: قُصْرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي النَّقْوَمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُ ذَا الْيَدِيْنِ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنْسَيْتَ أَمْ قُصْرَتْ؟ فَقَالَ: ((لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصِرْ)) قَالَ: بَلْ نَسِيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((صَدَقَ ذُو الْيَدِيْنِ)) ا فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَرَ.

[راجع: ۴۸۲]

٤٦ - باب الغيبة

وَقُولِ اللَّهُ تَعَالَى : هَوَلَا يَقْتُبْ بَغْضُكُمْ بَغْضًا أَيْحِبُّ أَخْذَكُمْ أَنْ يَاكُلَ لَحْمَ أَخْيِهِ مِنْهَا فَكَرِهُتُمُوهُ وَأَنْقُوا اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَوَابٌ رَّحِيمٌ) [الحجرات: ١٢].

النَّبِيُّ غیبت یہ کہ پیغمبرؐ کی بھائی کی ایسی عصب جوئی کرے جو اس کو ناگوار ہو یہ غیبت کرنا بدترین کتما ہے قال ابن الابی فی

(۲۰۵۲) ہم سے میکی بن مویں بیجنی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے مجاهد سے سنا، وہ طاؤس سے بیان کرتے تھے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہیں ہیں بلکہ یہ (ایک قبر کا مردہ) اپنے پیشتاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا (یا پیشتاب کرتے وقت پر وہ نہیں کرتا تھا) اور یہ (دوسری قبر والا مردہ) چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک ہری شاخ منگلی اور اسے دو نکڑوں میں پھاڑ کر دونوں قبروں پر گاڑ دیا اس کے بعد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں سوکھ نہ جائیں اس وقت تک شاید ان دونوں کا عذاب ہلکا رہے۔

عن الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَحْدُثُ عَنْ طَاؤسٍ، عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيَعْذَبَانِ لِيَكِبِيرُ أَمَا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَخِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) ثُمَّ دَعَا بِعَسَبِيِّ رَطْبِ فَشَقَّةِ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا، ثُمَّ قَالَ: ((لَعْلَهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَتَبَسَّ)).

[راجع: ۲۱۶]

النَّبِيُّ یہ ہری ٹھنڈی گاڑنے کا عمل آپ کے ساتھ خاص تھا۔ اس نے کہ آپ کو قبروں والوں کا صحیح حال معلوم ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہونا بھی آپؐ کے ساتھ خاص تھا۔ آج کوئی نہیں جان سکتا کہ قبر والا کس حال میں ہے، لہذا کوئی اگر ٹھنڈی گاڑے تو وہ نبے کار ہے، و اللہ اعلم بالصواب۔

۴۷۔ باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ خَيْرٌ

دُورِ الْأَنْصَارِ

اس باب سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ کسی شخص کی یا قوم کی نفعیت بیان کرنا اس کو دوسرے اشخاص یا اقوام پر ترجیح دینا غیبت میں داخل نہیں ہے۔

عن أَبِي الرَّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلْمَةَ، عَنْ أَبِي أَسْيَدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ)).

[راجع: ۳۷۸۹]

باب مفسد اور شریر لوگوں کی یا جن پر گمان غالب برائی کا ہو،
ان کی غیبت درست ہونا

۴۸۔ باب مَا يَجُوزُ مِنْ اغْيَابِ
أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرَّيْبِ

(۲۰۵۳) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیله انصار میں سب سے بہتر گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے۔

تاکہ دوسرے مسلمان ان کے شر سے بچے رہیں۔

(۲۰۵۳) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انسوں نے محمد بن مکدر سے سنا، انسوں نے عروہ بن زہیر سے سنا اور انہیں امام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی، انسوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو، فلاں قبلہ کا یہ برا آدمی ہے۔ جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرم سے گفتگو کی، میں نے عرض کیا یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو اس کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا، عائشہ؟ وہ آدمی ہے بدترین جسے اس کی بد کلائی کے ڈر سے لوگ چھوڑ دیں۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ برا آدمی ہے مگر میں تو برائی نہیں ہوں مجھے تو اپنی نیک عادت کے مطابق ہر بڑے بھٹلے آدمی کے ساتھ نیک خواہی بر تھی ہو گی۔ صدق رسول اللہ ﷺ

۴۹۔ باب النَّمِيَّةُ مِنَ الْكَبَائِرِ

باب چغل خوری کرتا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

(۲۰۵۴) یعنی فاد کرنے کیلئے کسی کی برائی کسی اور کے سامنے نقل کرنا، چغل خور ایک ساعت میں اتنا فاد پہلیا سکتا ہے کہ کوئی جادو گرانا فاد ایک مینے میں بھی نہیں کر سکتا، اسلئے یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (۲۰۵۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں منصور بن معرنے، انہیں مجہد بنے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مسنه منورہ کے کسی پاغ سے تشریف لائے تو آپ نے دو (مردہ) انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک شخص پیش کر کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری شاخ منگوائی اور اسے دو حصوں میں توڑا اور ایک کھلا ایک کی قبر پر اور دوسرا دوسری کی قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا شاید کہ ان کے

۶۰۵۴ - حدَّثَنَا صَدِيقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ، سَعْفَتُ ابْنُ الْمُنْكَدِيرِ سَمِعَ عَرْوَةَ بْنَ الْوَبَّاحِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: أَسْنَدْنَاهُ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّدُنَا لَهُ بَنْ أَخُو الْعَشِيرَةِ، أَوْ أَبْنُ الْعَشِيرَةِ) فَلَمَّا دَخَلَ الْأَنَّ لَهُ الْكَلَامَ قَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَلَّتْ الْأَلْيَى قَلَّتْ: ثُمَّ أَنْتَ لَهُ الْكَلَامُ؟ قَالَ: ((أَيُّ عَائِشَةُ إِنْ شَرُّ النَّاسِ مَنْ قَرَّكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتَّقَاهُ فَخَسِيَّهُ)). [راجع: ۶۰۳۲]

۶۰۵۵ - حدَّثَنَا أَبْنُ سَلَامَ، أَخْبَرَنَا عَيْدِيَةُ بْنُ حَمِيدٍ أَبُو عَبْدِ الْوَحْمَنِ، عَنْ مُنْصُورِ، عَنْ مُجَاهِدِ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ بَعْضِ حِيطَانَ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يَعْلَمَبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ ((يَعْلَمَبَانِ وَمَا يَعْلَمَبَانِ فِي كَبِيرَةِ، وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ) كَانَ أَخْدُلُهُمَا لَا يَسْتَبِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيَّةِ) ثُمَّ دَعَا بِجَرِيَّةِ فَكَسَرَهَا بِكَسْرَتَيْنِ أَوْ اتَّقَنَهُ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ

هذا فقال: ((لَعْنَهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ
عذابٌ مِّنْ أَسْوَاقٍ تَكَوَّنْ لَهُ كَمٌ كَرْدِيٌ جَاءَ، جَبٌ تَكَوَّنْ سُوكَ
نَاهٌ جَاءَ)). [راجع: ۲۱۶ پیشوا])

لَتَشْرِحْ اس روایت میں بڑے گناہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن پر حد مقرر ہے، جیسے زنا، چوری وغیرہ اس لئے ترجیح باب کے خلاف نہ
ہو گا، ترجیح باب میں کبیرہ سے لغوی معنی برا گناہ مراد ہے کہ رادرخت یا ہری شنی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اس کی
برکت سے صاحب قبر تخفیف ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ آپؐ ہی کی خصوصیت تھی اور کسی کے لئے یہ نہیں ہے۔

باب چغل خوری کی برائی کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نون
میں فرمایا عیوب جو، چغل خور اور سورہ همزہ میں فرمایا ہر عیوب جو
آوازے کئے والے کی خرابی ہے، یسمزو یلمز اور یعیوب سب
کے معنی ایک ہیں۔ یعنی عیوب بیان کرتا ہے طعنے مارتا ہے۔

(۶۰۵۶) ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا، کہا ہم سے
سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معمر نے، ان سے ابراہیم
نخجی نے، ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ
بن عثیم کے پاس موجود تھے، ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں
کی باتیں حضرت عثمان بن عثیم سے جالگاتا ہے۔ اس پر حضرت حذیفہ بن عثیم
نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنائے آپ نے بتایا کہ جنت
میں چغل خور نہیں جائے گا۔

لَتَشْرِحْ وہ شخص جھوٹی باتیں حضرت عثمان تک پہنچایا کرتا تھا۔ اس پر حضرت حذیفہ بن عثیم نے یہ حدیث ان کو سنائی، قاضی عیاض نے
کہا کہ قاتا اور نعام کا ایک ہی معنی ہے بعض نے فرق کیا کہ نام تو وہ ہے کہ جو قضیہ کے وقت موجود ہو پھر جا کر
دوسروں کے سامنے اس کی چھلی کرے اور قاتا وہ ہے جو بغیر دیکھے محض سن کر چغل خوری کرے، بھر حال قاتا اور نعام دونوں
حدیث بلا کی اور عید میں داخل ہیں۔ و قال الليث المزنة من يغتابك بالغيبة واللمسة من يغتابك في وجهك يعني همزہ وہ لوگ جو پیٹھے پیچھے
تیری برائی کرے اور لرزہ وہ جو سامنے برائی کریں (فتح)

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ حج میں فرمانا "اور اے ایمان والو!
جھوٹ بارت بولنے سے پر ہیز کرتے رہو۔"

(۶۰۵۷) ہم سے احمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذائب
نے بیان کیا، ان سے سعید مقری نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثیم نے کہ
نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بات کرنا
اور فریب کرنا اور جمال است، کی باتوں کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کوئی

۵۰- باب ما يُنَكِّرُهُ مِنَ النَّمِيمَةِ
وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿هَمَّازٌ مَّشَاءٌ بِنَمِيمٍ﴾ -
﴿وَتَلِّ لِكْلُ هَمَّازٌ لَّمَّزَةٌ﴾ يَهْمِيزُ وَتَلِّمِيزُ
یعیوب۔

۶۰۵۶- حدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ، حَدَّثَنَا سُفيَّانُ،
عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامَ قَالَ:
كَتَأَ مَعَ حَدِيفَةَ فَقَبَلَ لَهُ إِنْ رَجُلًا يَرْفَعُ
الْحَدِيفَ إِلَى عَنْمَانَ قَالَ حَدِيفَةَ
سَمِعَتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَذْخُلُ
الْجَنَّةَ قَاتٌ)).

لَتَشْرِحْ وہ شخص جھوٹی باتیں حضرت عثمان تک پہنچایا کرتا تھا۔ اس پر حضرت حذیفہ بن عثیم نے یہ حدیث ان کو سنائی، قاضی عیاض نے
کہا کہ قاتا اور نعام کا ایک ہی معنی ہے بعض نے فرق کیا کہ نام تو وہ ہے کہ جو قضیہ کے وقت موجود ہو پھر جا کر
دوسروں کے سامنے اس کی چھلی کرے اور قاتا وہ ہے جو بغیر دیکھے محض سن کر چغل خوری کرے، بھر حال قاتا اور نعام دونوں
حدیث بلا کی اور عید میں داخل ہیں۔ و قال الليث المزنة من يغتابك بالغيبة واللمسة من يغتابك في وجهك يعني همزہ وہ لوگ جو پیٹھے پیچھے
تیری برائی کرے اور لرزہ وہ جو سامنے برائی کریں (فتح)

۵۱- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :
﴿وَاجْتَبَبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾

۶۰۵۷- حدَّثَنَا أَخْمَدَ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا
إِنْ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ
لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْفَعْلَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ

ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ احمد بن یونس نے کہا یہ حدیث میں نے سنی تو تھی مگر میں اس کی سند بھول گیا تھا جو مجھ کو ایک شخص (ابن الی ذسب) نے بتا دی۔

فَلَئِنْ لَمْ يَحْجُجْ أَنْ يَدْعُ طَعَامَةً وَشَرَائِبَهُ
قَالَ أَخْمَدٌ : أَفْهَمْنِي رَجُلٌ إِسْنَادَهُ.

[راجع: ۱۹۰۳]

لَتَشْبَهْ یعنی جب جھوٹ فریب بری باشیں نہ چھوڑیں تو روزہ محض فاتحہ ہو گا، اللہ کو ہماری فاتحہ کشی کی ضرورت نہیں ہے وہ تو یہ جانتا ہے کہ ہم روزہ رکھ کر بری باشوں اور بری عادتوں سے پرہیز کریں اور نفسانی خواہشوں کو عقل سلیمان اور شرع مستقیم کے تابع کر دیں۔

باب منه دیکھی بات کرنے والے (دو غلے) کے بارے میں (۲۰۵۸) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو صالح نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس شخص کو سب سے بدتر پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے سامنے ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے سامنے دوسرے رخ سے جاتا ہے۔

۵۲ - بَابٌ مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ
۶۰۵۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِيهِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَجَدَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هُؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ، وَهُؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ)).

[راجع: ۳۴۹۴]

لَتَشْبَهْ ہر جگہ گلی پلی بات کرتا ہے۔ دو رخ آدمی وہ ہے کہ ہر فریق سے ملا رہے، جس کی صحبت میں جائے ان کی سی کے۔ یعنی رکابی مذہب والا (با مسلمان اللہ اللہ بابرین رام رام) قال القرطبی انما کان ذو الوجهین شر الناس لان حالہ حال المناق (الفتح) یعنی منه دیکھی بات کرنے والا بدترین آدمی ہے اس لئے کہ اس کا منافق جیسا حال ہے۔

باب اگر کوئی شخص دوسرے شخص کی گفتگو جو اس نے کسی کی نسبت کی ہو اس سے بیان کرے

۵۳ - بَابٌ مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا

يُقَالُ فِيهِ

اراد البخاری بالترجمہ بیان جواز النقل علی وجہ الصیحة لكون النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم ینكِر علی ابن مسعود نقلہ مانقل کل عقیب من محوی المتفقون عنه ثم حکم عنه (فتح) حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ باب سے خیر خواہی کے طور پر ایسی بات کو نقل کرنے کا جواز ثابت کرتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا نقل کرتا یہاں مذکور ہے۔

(۲۰۵۹) ہم سے محمد بن یوسف فرمایا نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خردی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو واکل نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقیم کیا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ کو اس تقیم سے اللہ کی رضا مقصود نہ تھی۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی

۶۰۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا سُفِيَّانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيهِ وَإِلَيْهِ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللَّهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ

خدمت میں حاضر ہو کر اس شخص کی یہ بات آپ کو سنائی تو آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا اللہ موسیٰ طیلہ پر رحم کرے، انسیں اس سے بھی زیادہ ایذا دی گئی، لیکن انہوں نے صبر کیا۔

[راجح: ۳۱۵۰] یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا اور اس کا نام معتب بن قشیر تھا، اس نے آنحضرت ﷺ کی ویانت امانت پر حملہ کیا حالانکہ آپ سے بڑھ کر ائمہ و دیانت دار انسان کوئی دینا میں پیدا ہی نہیں ہوا جس کی امانت کے کفار مکہ بھی قائل تھے جو آپ کو صادق اور ائمہ کے نام سے پکار کرتے تھے۔

باب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے

کمادح مدح سے نافع کا مصدر ہے جو دو آدمیوں کا ایک دوسرے کی جاوے بے جا تعریف کرنے پر بولا جاتا ہے، 'من ترا عالیٰ بیان کیا'، انہوں نے کہا کہ ہم سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سن کہ ایک شخص دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں بہت مبالغہ سے کام لے رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے اسے ہلاک کر دیا یا (یہ فرمایا کہ) تم نے اس شخص کی کمر کو توڑ دیا۔

[راجح: ۲۶۶۳] حافظ نے کہا ہے کو ان دونوں شخصوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن امام احمد اور بخاری کی روایت "ادب المفرد" سے معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والا مجنون بن اور حسن بن شاہد وہ عبد اللہ بن ذوالیجادین ہو گا (وجیدی)

(۲۰۶۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک دوسرے شخص نے ان کی مبالغہ سے تعریف کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ افسوس تم نے اپنے ساتھی کی گروں توڑ دی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا، اگر تمہارے لئے کسی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو یہ کہنا چاہیے کہ میں اس کے متعلق ایسا خیال کرتا ہوں، بلی علم اللہ کو ہے وہ ایسا ہے۔ اگر اس کو یہ معلوم ہو

بہلدا وَجْهَ اللَّهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
فَأَخْبَرْتُهُ فَعَمَرَ وَجْهُهُ وَقَالَ: ((رَحْمَةُ
اللَّهِ مُوسَىٰ لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا
فَصَبَرَ)).

[راجح: ۳۱۵۰]

۵۴- باب مَا يُكَرِّهُ مِنَ التَّعْمَدِ

کمادح مدح سے نافع کا مصدر ہے جو دو آدمیوں کا ایک دوسرے کی جاوے بے جا تعریف کرنے پر بولا جاتا ہے، 'من ترا عالیٰ بیان کیا'،

بُوکِیمْ تُورَانَتی بُکو۔ شریعت نے اسی مدح سے روکا ہے۔

۶۰۶۰ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّا، حَدَّثَنَا بُرْيَدَهُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُشَنِّي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمَدْحَةِ فَقَالَ: ((أَفْلَحْتُمْ - أَوْ فَطَعْتُمْ - أَوْ فَظَعْتُمْ - ظَهَرَ الرَّجُلُ)).

[راجح: ۲۶۶۳]

حافظ نے کہا ہے کو ان دونوں شخصوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن امام احمد اور بخاری کی روایت "ادب المفرد" سے معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والا مجنون بن اور حسن بن شاہد وہ عبد اللہ بن ذوالیجادین ہو گا (وجیدی)

۶۰۶۱ - حدَّثَنَا آدُمُ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي أَبِي أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَلَّيْتُهُ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيَحْكُمُ لَقَطْفَتَ عَنْقَ صَاحِبِكَ)) یَقُولُهُ مِيزَارًا: ((إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَا دِحَا لَا مَحَالَةَ لَفَلَيَقْلُ: أَخْسِبْ كَذَّا وَكَذَّا إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذَّلِكَ

وَخَسِيبَةُ اللَّهِ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى الْمُحَاجَاهِيِّ
فَالْوَهَبِيَّ، عَنْ خَالِدٍ وَيْلَكَ.
[راجع: ۲۱۶۲]

کہ وہ ایسا ہی ہے اور یوں نہ کہ کہ وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہی ہے۔
اور وہیب نے اسی سند کے ساتھ خالد سے یوں روایت کی ”ارے
تیری خرابی تو نے اس کی گروں کاٹ ڈالی تینی لفظو بحک کے بجائے
لفظو یلک بیان کیا۔

لشیح لفظو بحک کلہ رحمت ہے اور یلک کلہ عذاب ہے، مطلب یہ ہو گا کہ جس کے لئے ویبحک بولا جائے تو معنی یہ ہو گا
کہ افسوس تجھ پر اللہ رحم کرے اور جس پر لفظو یلک بولیں گے تو معنی یہ ہو گا کہ افسوس اللہ تجھ پر عذاب کرے۔ تعریف
میں، اسی طرح یہو میں مبالغہ کرنا، یہو وہ شاعروں اور خوشامدی لوگوں کا کام ہے ایسی تعریف سے وہ شخص جس کی تعریف کو پھول کر
مغفور بن جاتا ہے اور جمل مرکب میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے۔

۵۵- باب مَنْ أَثْنَى عَلَى أَخِيهِ بِمَا
بَاب اگر کسی کو اپنے کسی بھائی مسلمان کا جتنا حال معلوم ہو
اتنی ہی (بلام بالغہ) تعریف کرے تو یہ جائز ہے۔

لشیح وَقَالَ سَعْدٌ: مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ
لَا حَدَّ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ
الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامَ
سعده بن ابی و قاص نبی نے کما کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی شخص
کے متعلق جو زمین پر چلتا پھرتا ہو، یہ کہتے نہیں سن کہ یہ جنتی ہے سوا
عبداللہ بن سلام نبی کے۔

لشیح آپ سے ایسی بشارت تو بت سے لوگوں کے لئے ثابت ہے بعض لوگوں نے کما کہ یہود میں یہ بشارت سوائے حضرت
عبداللہ بن سلام کے اور کسی کو نہیں دی ورنہ عشرہ مبشرہ اور بت صحابہ کے لئے آپ کی بشارات موجود ہیں۔ صرف
حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان غنی و حضرت علی رضاؑ کو آپ نے پارہ فرمایا کہ تم جنتی ہو۔ عشرہ مبشرہ مشور ہیں۔

۶۰۶۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ، عَنْ
سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ
ذَكَرَ فِي الْإِذَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُوبَكْرٌ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ إِذَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدٍ
شَقِيقٌ قَالَ: (إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ).
[راجع: ۳۶۶۵]

نخنوں سے نیچے تہ بند پا جامد لکھانا مرد کے لئے برا ہے کیونکہ یہ تکبر کی نشانی ہے۔ گاہے کسی کا ڈاں بند یوں ہی بغیر خیال تکبر کے
لئک جائے تو امر دیگر ہے مگر اس عادت سے بچنا لازم ہے۔

۵۶- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:
باب اللہ یا مُر بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ
بَاب اللہ تعالیٰ کا سورہ نحل میں فرمانا ”اللہ تعالیٰ تمہیں
الصاف اور احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں

نخش، مکابر اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو۔“ اور اللہ تعالیٰ کا سورہ یونس میں فرمان ”بلاشبہ تمہاری سرکشی اور ظلم تمہارے ہی جانوں پر آئے گی“ اور اللہ تعالیٰ کا سورہ حج میں فرمان ”پھر اس پر ظلم کیا گیا تو اللہ اس کی یقیناً مدد کرے گا۔“ اور اس باب میں فساد ہٹھ کانے کی برائی کا بھی بیان ہے مسلمان پر ہو یا کافر پر۔

ذی القُرْبَى وَتَنْهِىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعْلَكُمْ تَذَكَّرُونَهُ وَقَوْلُهُ:
هُنَّا نَعِذُكُمْ عَلَى أَنفُسِكُمْهُ وَقَوْلُهُ:
هُنُّمْ نَعِيْنَا عَلَيْنَا لَيَنْصُرَنَا اللَّهُهُ وَتَرَكَ إِثْرَةَ
الشَّرِّ عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ.

لئے چکیں یہ مطلب حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے جادو کی حدیث ذیل سے نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓؑ کے جواب میں فرمایا تھا کہ اللہ نے اب مجھ کو تو تدرست کر دیا۔ اب میں نے فساد ہٹھ کانا اور شور پھیلانا مناسب نہ سمجھا کوئکہ لمید بن عاصم نے جادو کیا تھا وہ کافر تھا میں اسے شرست دوں تو خطرہ ہے کہ لوگ لمید کو پکڑیں سزا دیں خواہ شورش پیدا ہو۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی امن پسندی ظاہر ہے۔

(۲۰۶۳) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہؓؑ کے نتھیں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ حضرت عائشہؓؑ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ایک دن فرمایا، عائشہ؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک معاملہ میں سوال کیا تھا اور اس نے وہ بات مجھے بتلادی، دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ جو میرے سر کے پاس تھا ان صاحب (آنحضرت ﷺ) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کر کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لمید بن عاصم نے۔ پوچھا، کس چیز میں کیا ہے؟ جواب دیا کہ نزکھور کے خوشہ کے غلاف میں، اس کے اندر لگکھی ہے اور کتنا کے تار ہیں۔ اور یہ ذروان کے کنوں میں ایک چنان کے نیچے دبادیا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ کنوں ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا، اس کے باعث کے درختوں کے پتے

۶۰۶۳ - حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ، حَدَّثَنَا
سُفِيَّانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ: مَكَثَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَّا وَكَذَّا
يَعْيَلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَ
عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ: (يَا عَائِشَةُ
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتِنِيهُ فِيهِ،
أَتَانِي رَجُلٌ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلِي،
وَالآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ اللَّذِي عِنْدَ رِجْلِي
لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا بَالِ الرَّجُلِ؟ قَالَ :
مَطْبُوبٌ، يَعْنِي مَسْحُورًا، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟
قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَ:
فِي جَفَّ طَلْعَةِ دَكَرِ فِي مُشْطِ وَمُشَاطِهِ
تَحْتَ رَغْوَةَ فِي بَنْرِ ذَرْوَانِ)، فَجَاءَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَذِهِ
أَنْبُرُ الَّتِي أَرَيْتُهَا كَانَ رُؤُوسُ نَخْلِهَا
وَرُؤُسُ الشَّيَاطِينِ، وَكَانَ مَاءُهَا نُقَاعَةً

سائبیوں کے چھن جیسے ڈراؤنے معلوم ہوتے ہیں اور اس کا پانی مندی کے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح سرخ تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے وہ جادو نکلا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہیں، ان کی مراد یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کو شرست کیوں نہ دی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے شفاذے دی ہے اور میں ان لوگوں میں خواہ خواہ برائی کے پھیلانے کو پسند نہیں کرتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لمبید بن عصم یہود کے حليف بني زريق سے تعلق رکھتا تھا۔

الْجَنَّاءِ) فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَ فَلَمْ يَعْلَمْ : فَقَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلَا تَغْفِي تَشْرِنَتْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَمَا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَمَا أَنَا فَأَنْكِرُهُ أَنْ أُثْبِرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا)) قَالَتْ : وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي ذُرِيقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ.

[راجع: ۳۱۷۵]

(اصل میں کتاب الحی کو کہتے ہیں اس کے درخت کا پوست لے کر اس میں ریشم کی طرح کاتار نکالتے ہیں یہاں وہی تار مراد ہیں) باب کے آخری جملہ کا مقصد اسی سے نکلتا ہے کہ آپ نے ایک کافر کے اپر حقیقت کے باوجود برائی کو نہیں لادا بلکہ صبر و شکر سے کام لیا اور اس برائی کو دبادیا۔ شورش کو بند کر دیا۔ (الْتَّهِیل)

**باب حسد اور پیشہ پیچھے برائی کی ممانعت اور اللہ تعالیٰ کا سورہ
فلق میں فرمان ”اور حسد کرنے والے کی برائی سے تیری
پناہ چاہتا ہوں یا اللہ جب وہ حسد کرے۔**

۵۷ - باب مَا يُنَهَىٰ عَنِ التَّحَاسِدِ

وَالْعَذَابِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى 『وَمِنْ شَرٍّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَهُ』.

تحسد اور تدارک دونوں جانب سے ہو یا ایک کی طرف سے ہر حال برائی ہے آیت کا مفہوم یہی ہے اور اس لئے یہاں امام عالی مقام نے ایک آیت کو نقل کیا ہے (فتن)

(۴۰۶۴) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے خردی، کہا ہم کو عمر نے خردی، انسیں ہمام بن منبہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بد گمانی سے بچتے رہو کیونکہ بد گمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں، لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچے نہ پڑو، آپس میں حسد نہ کرو، کسی کی پیشہ پیچھے برائی نہ کرو، بعض نہ رکھو، بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

۶۰۶۴ - حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامَ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحْسِنُوا وَلَا تَجْسِسُوا وَلَا تَحَاسِدُوا، وَلَا تَدَابِرُوا وَلَا تَبَاغِضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)).

[راجع: ۵۱۴۳]

اللَّهُمَّ إِنَّمَا يَرِيدُ مُسْلِمًا كہ ہر مسلمان کو اس ارشاد نبوی پر عمل کی توفیق بخشدے آئیں۔ تحسسو اور تجسسو ہر دو میں ایک تاذف ہو گئی ہے، خطابی نے اس کا مطلب بتایا کہ لوگوں کے عیوب کی تلاش نہ کرو، تحسسو کا مادہ حاسہ ہے مطلق تلاش کے لئے بھی یہ مستعمل ہے جیسے آیت سورہ یوسف میں حضرت یعقوب کا قول نقل ہوا ہے، «اذا هبوا تحسسوا من یوسف واخیه» (یوسف: ۸۷)

جاویوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔ غلن سے بدگمان مراد ہے۔ یعنی بغیر تحقیق کئے دل میں بدگمان بھائیا یا پچ مسلمان کا شیدہ نہیں ہے۔

(۶۰۶۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں بعض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیشہ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ ایک بھائی کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔

لشیخ اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ کا یہ وہ مقدس وعظ ہے، جو اس قتل ہے کہ ہر وقت یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اس صورت میں یقیناً امت کا بیڑا پار ہو سکے گا۔ اللہ سب کو اسی ہمت عطا کرے آمین۔

باب سورۃ حجرات میں اللہ کا فرمان اے ایمان والو! بت سی بدگمانیوں سے بچو، بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور کسی کے عیوب کی ڈھونڈ مٹول نہ کرو۔ آخر آیت تک۔

(۶۰۶۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بدگمان سے پیچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کا عیوب خواہ خواہ مت مٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو، بعض نہ رکھو، کسی کی پیشہ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

بعض یہ ہے کہ ایک چیز کا خریدنا منفور نہ ہو لیکن دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ سے اس کی قیمت بڑھائے۔ اسی طرح کوئی بھائی کسی شے کا بھاؤ کر رہا ہے تو تم اس میں دغل اندازی مت کرو۔

باب بدگمان سے کوئی بات کہنا

(۶۰۶۷) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے

حدائق ابُو الْيَمَان، أخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنْ الزَّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَنَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((لَا تَبَاغِضُوا وَلَا تَحَاسِدُوا وَلَا تَدَابِرُوا وَكُوْنُوا عِبَادُ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)). [اطرفہ فی: ۶۰۷۶].

لشیخ جائے اس صورت میں یقیناً امت کا بیڑا پار ہو سکے گا۔ اللہ سب کو اسی ہمت عطا کرے آمین۔

۶۰۸ - باب

هُوَيَا أَيْهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَبَيْوَا كَثِيرًا مِنَ الظُّنُونِ إِنَّ بَعْضَ الظُّنُونِ إِثْمٌ وَلَا تَجْسِسُوا

حدائق عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((إِنَّكُمْ وَالظُّنُونَ، فَإِنَّ الظُّنُونَ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحْسِسُوا وَلَا تَجْسِسُوا وَلَا تَنْجِشُوا، وَلَا تَحَاسِدُوا وَلَا تَبَاغِضُوا، وَلَا تَدَابِرُوا، وَكُوْنُوا عِبَادُ اللَّهِ إِخْوَانًا)). [راجح: ۵۱۴۳]

بعض یہ ہے کہ ایک چیز کا خریدنا منفور نہ ہو لیکن دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ سے اس کی قیمت بڑھائے۔ اسی طرح کوئی بھائی کسی شے کا بھاؤ کر رہا ہے تو تم اس میں دغل اندازی مت کرو۔

۶۰۹ - باب مَا يَكُونُ مِنَ الظُّنُونِ

حدائق سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ غَقِيلٍ، عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ، عَنْ

عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کی کوئی بات نہیں جانتے ہیں۔ یہش بن سعد نے بیان کیا کہ یہ دونوں آدمی منافق تھے۔

غزوہ، عن عائشة قالت: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَطْنَ فُلَاتٍ وَفُلَاتٍ يَغْرِفَانِ مِنْ دِينَ شَهِيدٍ)). قَالَ الْأَئْمَةُ: كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ. [طرفة في : ٦٠٦٨].

حافظ نے کہا کہ ان دونوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔

(۶۰۶۸) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یہش بن سعد نے یہ حدیث نقل کی اور (اس میں یوں ہے کہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے بیان تشریف لائے اور فرمایا، عائشہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں فلاں لوگ ہم جس دین پر ہیں اس کو نہیں پہچانتے۔

۶۰۶۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْأَئْمَةُ بِهَذَا، وَقَالَتْ : دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَقَالَ : (إِنَّ عَائِشَةَ مَا أَطْنَ فُلَاتٍ وَفُلَاتٍ يَغْرِفَانِ دِينَ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ). [راجح: ۶۰۶۷]

زبانہ نبوی میں منافقین کی ایک جماعت بہت ہی خطرناک تھی جو اپر سے مسلمان بنتے اور دل سے ہر وقت مسلمانوں کا برآ چاہتے ایسے بد بختوں نے ہمیشہ اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے، ایسے لوگ آج کل بھی بہت ہیں۔ الاما شاء اللہ۔

باب مومن کے کسی عیب کو چھپانا

(۶۰۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، ان سے ان کے بھتیجے ابن شاہب نے، ان سے ابن شاہب (محمد بن مسلم) نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سو اگناہوں کو کھلمن کھلا کرنے والوں کے اور اگناہوں کو کھلمن کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برآ کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔

۶۰۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((كُلُّ أَمْيَنِ مَعْفَافِي، إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانِةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يَصْبِحُ وَقَدْ سَرَّهُ اللَّهُ فَيَقُولُ : يَا فَلَانُ عَمِلْتَ الْبَارِحةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرِهُ رَبُّهُ وَيَصْبِحُ يَكْشِفُ سِرَّهُ اللَّهُ عَنْهُ)).

(۶۰۷۰) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، انہوں قادہ سے، انہوں نے صفووان بن محرز سے، ایک شخص نے این عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے آنحضرت ﷺ سے کاتا پھوسی کے باب

۶۰۷۰ - حَدَّثَنَا مُسَدْدُدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَرَّزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ أَبْنَ عَمْرَ كَيْفَ سَمِعَتْ

میں کیا نہ ہے؟ (یعنی سرگوشی کے باب میں) انہوں نے کہا آنحضرت فرماتے تھے (قیامت کے دن تم مسلمانوں) میں سے ایک شخص (جو گنگوڑا ہو گا) اپنے پروردگار سے نزدیک ہو جائے گا۔ پروردگار اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور فرمائے گا تو نے (فلال دن دنیا میں) یہ یہ بے کام کئے تھے وہ عرض کرے گا۔ بے شک (پروردگار مجھ سے خطا میں ہوئی ہیں پر تو غفور رحیم ہے) غرض (سارے گناہوں کا) اس سے (پسلے) اقرار کر لے گا پھر فرمائے گا دیکھ میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپائے رکھے تو آج میں ان گناہوں کو بخش دیتا ہوں۔

لئے بیحی اللہ کا ایک نام شیر بھی ہے، یعنی گناہوں کا چھپائیں والا، دنیا اور آخرت میں وہ بہت سے بندوں کے گناہوں کو چھپایتا ہے۔ بعون اللہ متم۔ آمین۔

مث مشور ہے کہ ایک تو چوری کرے اور سے سینہ زوری کرے۔ اگر آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چھپا کر رکھے، شرمende ہو، اللہ سے توبہ کرے، نہ یہ کہ ایک ایک سے کھتا پھرے کہ میں نے فلاں گناہ کیا ہے، یہ توبے حیالی اور بے باکی ہے۔ یہ حدیث بھی ان احادیث صفات میں سے ہے۔ اس میں اللہ کے لئے کھف بازو ثابت کیا گیا ہے، جیسے سمع اور بصر اور ید اور عین اور وجہ وغیرہ۔ اہل حدیث اس کی تاویل نہیں کرتے اور یہی مسلک حق ہے، تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ کھف سے جاپ رحمت مراد ہے یعنی اللہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں چھپا لے گا مگر یہ تاویل کرنا نحیک نہیں ہے، کھف کے معنی بازو کے ہیں۔
باب غور گھنڈ مُتکبر کی برائی۔

اور مجہد نے کہا کہ (سورہ مجریں) ”ثانی عطفہ“ سے مفرور مراد ہے، ”عطفہ“ یعنی گھنڈ سے گروں موڑنے والا۔

(۱۷۰) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عبینہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے معبد بن خالد قیسی نے بیان کیا، ان سے حارثہ بن وہب خرازی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت والوں کی خبر نہ دوں۔ ہر کمزور و تواضع کرنے والا اگر وہ (اللہ کا نام لے کر) قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پوری کر دے۔ کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں۔ ہر تند خواہ کڑ کر چلنے والا اور متکبر۔

(۱۷۱) اور محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہ ہم کو حمید طویل نے خبر دی، کہا ہم سے انس بن مالک نے کہ رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقُولُ
لِي النَّجْوَى؟ قَالَ: ((يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ
حَتَّى يَصْنَعَ كَنْفَةً عَلَيْهِ فَيَقُولُ : عَلِمْتَ
كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَقُولُ رَبِّهِ ثُمَّ يَقُولُ:
إِنِّي سَرَتْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا
لَكَ الْيَوْمَ)).

[راجح: ۲۴۴۱]

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ۝ثَانِي عِطْفَهِ ۝مُسْتَكْبِرًا فِي
نَفْسِهِ. عِطْفَهُ رَقْبَتِهِ.

۶۰۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا
سُفِيَّانَ، حَدَّثَنَا مَعْبُدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَنْيَسِيُّ،
عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْغُزَاعِيِّ، عَنْ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ
ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَفْسَمَ عَلَى اللَّهِ
لَا يَرَهُ أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عَنْ
جَوَاظِ مُسْتَكْبِرٍ)). [راجح: ۴۹۱۸]

۶۰۷۲ - وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا
هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدَ الطَّوَيْلَ، حَدَّثَنَا أَنَّسَ

کرم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ ایک لوگوں میں کسی بھی کام کے لئے جمال چاہتی آپ کو لے جاتی تھی۔

بن مالکؓ قال: كَانَتِ الْأُمَّةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ
الْمَدِينَةِ لَا يَخْدُلُ بَيْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَسْطِيلُ
بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ. [راجح: ٣٥٠٣]
آپ اس کے ساتھ چلے جاتے انکار نہ کرتے۔

باب ترك ملاقات کرنے کا بیان اور رسول اللہ ﷺ کا یہ
فرمان کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو
تین رات سے زیادہ چھوڑ رکھے۔ (اس میں ملاپ کرنے کی تائید
(ہے))

٦٢ - باب الهجرة
وَقَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجُلُّ لِرَجُلٍ
أَنْ يَهْجُرْ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَ)).

لشیخ یہاں دنیاوی مجرموں کی بنا پر ترك ملاقات مراد ہے۔ ویسے فاقہ فار اور اہل بدعت سے ترك ملاقات کرنا جب تک وہ توبہ نہ کریں درست ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء ولسوی حضرت مولانا ضیاء الدین سنانی کی عیادت کو گئے جو سخت پیار تھے اور اطلاع کرائی۔ مولانا نے فرمایا کہ میں بدعتی فقیروں سے نہیں ملتا ہوں چونکہ حضرت سلطان المشائخ کبھی کبھی سامع میں شریک رہتے اور مولانا اس کو بدعت اور ناجائز سمجھتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے کہا مولانا سے عرض کرو میں نے سامع سے توبہ کریں ہے۔ یہ سنتے ہی مولانا نے فرمایا میرے سر کا عمامہ اتار کر بچا دو اور سلطان مشائخ سے کو کہ اس پر پاؤں رکھتے ہوئے تشریف لاویں معلوم ہوا کہ اللہ والے علمائے دین نے یہیشہ بد عیشوں سے ترك ملاقات کیا ہے اور حدیث الحب لله والبغض لله کا یہی مفہوم ہے۔
والله اعلم (وحیدی)

(۳) ۶۰۷۴، ۶۰۷۵ - حدثنا أبو
الإيمان، أخبرنا شعيب، عن الزهرى قال:
حدثنا عوف بن مالك بن الطفيلي هو ابن
الحارث وهو ابن أخي عائشة زوج النبي
صلى الله عليه وسلم لأمهما أن عائشة
حدثت أن عبد الله بن الزبير قال في بيع
أو عطاء أغطته عائشة، والله لتنتهي
عائشة أو لا يخرج من عليها فقالت : أهؤ
قال هذا؟ قلوا : نعم. قالت : هو الله على
نذر أن لا أكلم ابن الزبير أبداً فاستفتح
ابن الزبير إليها حين طالت الهجرة،
فقالت : لا والله لا أشفع فيه أبداً، ولا
أتحث إلى نذري فلما طال ذلك غلى

لئے ہت تکلیف وہ ہو گیا تو انہوں نے سور بن محمد اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں پات کی وہ دونوں بنی زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ان سے کما کہ میں تمیس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی طرح تم لوگ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے جھروں میں داخل کراؤ کیونکہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صدر حجی کو توڑنے کی قسم کھائیں چنانچہ سور اور عبدالرحمٰن دونوں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس میں ساتھ لے کر آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آئنے کی اجازت چاہی اور عرض کی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آ جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا ہم سب؟ کہاں؟ سب آ جاؤ۔ ام المؤمنین کو اس کا علم نہیں تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جب یہ اندر گئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر وہ ہٹا کر اندر چلے گئے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہما سے پٹ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے (کہ معاف کر دیں، یہ ام المؤمنین کے بھائی تھے) سور اور عبدالرحمٰن بھی ام المؤمنین کو اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بولیں اور انہیں معاف کر دیں؟ ان حضرات نے یہ بھی عرض کیا کہ جیسا کہ تم کو معلوم ہے نبی ﷺ نے تعلق توڑنے سے منع کیا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ والی حدیث یاد دلانے لگے اور یہ کہ اس میں نقصان ہے تو ام المؤمنین بھی انہیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو قسم کھالی نہیں؟ اور قسم کا معاملہ سخت ہے لیکن یہ بزرگ لوگ برابر کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بات کر لی اور اپنی قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کئے۔ اس کے بعد جب بھی آپ یہ قسم یاد کرتیں تو رونے لگتیں اور آپ کا دو پہنچ آنسوؤں سے تھو جاتا۔

ابن الزبیر کلم المسنور بن مخفرة، وعبد الرحمن بن الأسود عند يغوث، وهما منبني زهرة وقال لهم: أشدكم بالله لما أذلتماني على عائشة فلأنها لا يحل لها أن تقلد قطبيعي فاقيل به المسنور وعبد الرحمن مشتملين بأزديهم حتى استاذنا على عائشة فقال: السلام عليك ورحمة الله وبركاته، أندخل؟ قالت عائشة: ادخلوا، قالوا: كُلُّنَا قَالَتْ: نَعَمْ اذْهَلُوا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمْ أَنْ مَعْهُمَا ابْنَ الزَّبِيرِ، فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزَّبِيرِ الْحِجَابَ فَاغْتَقَ عَائِشَةَ وَطَفِيقَ يَنَاصِدُهَا وَيَنْكِي، وَطَفِيقَ الْمَسْنُورَ وَعِنْدَ الرَّحْمَنِ يَنَاصِدُهَا إِلَّا مَا كَلَمَتَهُ، وَقَبْلَتْ مِنْهُ وَيَقُولُانِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهِجْرَةِ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَمَّا أَكْتُرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالْتَّخْرِيجِ طَفِيقَ تَذَكَّرُهُمَا وَيَنْكِي وَيَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ، وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزِدْ أَبْهَا حَتَّى كَلَمَتِ ابْنَ الزَّبِيرِ وَأَغْتَقَ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ رَقْبَةً، وَكَانَتْ تَذَكَّرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبَكَّي حَتَّى تَبَلَّ دُمُوغُهَا خِمَارَهَا.

تشریح (جبر کے معنی یہ کہ حاکم کسی شخص کو کم عقل یا ناقابل سمجھ کر یہ حکم دے دے کہ اس کا کوئی تصرف بیج بہد وغیرہ نافذ نہ ہو گا) اسی حدیث سے بہت سے سائل کا ثبوت نکلا ہے اور یہ بھی کہ آخر پرست شیخوں کی ازواج مطررات پر وہ کے ساتھ غیر

حرم مردود سے بوقت ضرورت پات کر لئی تھیں اور پرده کے ساتھ ان لوگوں کو گرمیں بلا لیتی تھیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دو گزے ہوئے دلوں کو جوڑنے کے لئے ہر مناسب تدبیر کرنی چاہئے اور یہ بھی کہ غلط حُم کو کفارہ ادا کر کے تو زناہی ضروری ہے۔ دغیرہ دغیرہ فوجوں کی مدد کیسے کیا جائے اور یہ مدد کیسے کیا جائے اور یہ مدد کیسے کیا جائے۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ترک تعلق عبد اللہ بن زبیر بن عٹا کے لئے تعلیم و تاویب کے لئے تھا اور عاصیوں سے ایسا ترک تعلق مباح ہے۔

(۶۰۷۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہما انہیں امام مالک بن شیعہ نے خبر دی، انہیں ابن شاب نے اور ان سے انس بن مالک بن شیعہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپس میں بغرض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ تک بات چیت بند کرے۔

(۶۰۷۷) ہم سے عبد الرحمن بن یوسف نے بیان کیا، کہما ہم کو امام مالک بن شیعہ نے خبر دی، انہیں ابن شاب نے، انہیں عطاء بن یزید لیشی نے اور انہیں حضرت ابو ایوب النصاری بن شیعہ نے کہ رسول کشم سہیلہ نے فرمایا کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے ملاقات چھوڑے، اس طرح کہ جب دونوں کاساما ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیز لے اور وہ بھی منہ پھیز لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(۶۰۷۷) حدثنا عبد الله بن يوسف، أخبرنا مالك، عن ابن شهاب عن أنس بن مالك أن رسول الله ﷺ قال: ((لا تبغضوا ولا تحاسدوا ولا تذابروا وكونوا عباد الله إخواناً، ولا يجعل المسلمون أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليالٍ)).

[راجع: ۶۰۶۵]

(۶۰۷۸) حدثنا عبد الله بن يوسف، أخبرنا مالك، عن ابن شهاب، عن عطاء بن يزيد اللثني، عن أبي أيوب الأنباري، أن رسول الله ﷺ قال: ((لا يجعل لرجل أن يهجر أخيه فوق ثلاث، يلتقيان فيفرض هذا ويفرض هذا وخيرهما الذي يبدأ بالسلام)).

[طرفة في: ۶۲۳۷].

تشریح اس کے بعد اگر وہ فریق مغلی بات چیت نہ کرے سلام کا جواب نہ دے تو وہ کہنگار رہے گا اور یہ شخص گناہ سے بچ جائے گا۔ قرآن کی آیت ادفع بالئی ہی احسن کا یہی مطلب ہے کہ باہمی ناچالی کو احسن طریق پر ختم کر دینا یعنی بہتر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ آیت پادرکنے کی توفیق دے۔

(۶۳) باب ما يجوز من الْهِجْرَانِ

لِمَنْ عَصَى

وَقَالَ كَفَّةٌ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِهِ
وَذَكَرَ خَمْسِينَ لِيَلَةً.

اگر کوئی شخص گناہ کا مرکب ہو تو (توبہ کرنے تک) اس کی ملاقات چھوڑنیا جائز ہے۔

باب نافرمانی کرنے والے سے تعلق توڑنے کا جواز

حضرت کعب بن شیعہ نے بیان کیا کہ جب وہ نبی کشم سہیلہ کے ساتھ (غزوہ تبوک میں) شریک نہیں ہوئے تھے تو نبی کشم سہیلہ نے ہم سے بات چیت کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا تھا اور آپ نے پچاس دن کا تذکرہ کیا

(۲۰۷۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری ناراً ضلگی اور خوشی کو خوب پچھانتا ہوں۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ آپ کس طرح سے پچھانتے ہیں؟ فرمایا کہ جب تم خوش ہوتی ہو کہتی ہو، ہاں محمد کے رب کی قسم، اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں، ابراہیم کے رب کی قسم۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، جی ہاں آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے میں صرف آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔

(۶۰۷۸) حدثنا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَهُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَزْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا غَرْفٌ غَصَبَكِ وَرَضِيَّكِ)). قَالَتْ: قُلْتُ وَكَيْفَ تَغْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((إِنِّي إِذَا كُنْتَ رَاضِيَّةً قُلْتَ: بَلِي وَرَبُّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتَ سَاحِطَةً قُلْتَ: لَا وَرَبُّ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ أَجْلَنَ لَا أَفْجُرُ إِلَّا أَسْمَكَ.

[راجع: ۵۲۲۸]

لشیخ [لما دل سے آپ کی محبت نہیں جاتی۔ ترجمہ باب سے مطابقت یوں ہوئی کہ جب حدیث سے بے گناہ خوارہنا جائز ہوا تو گناہ کی وجہ سے خوارہنا طریق اولی جائز ہو گا۔

باب کیا اپنے ساتھی کی ملاقات کے لئے ہر دن جاسکتا ہے یا صح اور شام ہی کے اوقات میں جائے

(۲۰۷۹) ہم سے ابراہیم بن موی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں معرنے، ان سے زہری نے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہ بن نعیم نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبلات تو اپنے والدین کو دین اسلام کا پیر و پلایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس صحیح و شام تشریف نہ لاتے ہوں، ایک دن ابو بکر بن عبد الرحمن (والد ماجد) کے گھر میں بھری دوسری میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لارہے ہیں، یہ ایسا وقت تھا کہ اس وقت ہمارے یہاں آنحضرت ﷺ کے آئے کامعمول نہیں تھا، ابو بکر بن عبد الرحمن کے اس وقت آنحضرت ﷺ کا تشریف لانا کسی خاص وجہ ہی سے ہو سکتا ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے مکہ چھوڑنے کی اجازت مل گئی ہے۔

(۶۴) باب هل يَزُورُ صَاحِبَةَ كُلِّ
يَوْمٍ، أَوْ بُكْرَةَ وَعَشِيًّا؟

(۶۰۷۹) حدثنا إبراهيم بن موسى، أخبارنا هشام، عن مفترح وقال الليث: حدثني غليل قال ابن شهاب: فأخبرني عزوة بن الزبير أن عائشة زوج النبي ﷺ قالت: لَمْ أُغْفَلْ أَبُوئِي إِلَّا وَهُمَا يَدِينَ الدِّينَ وَلَمْ يَمْرِ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفِي النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا، فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، قَالَ قائلٌ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيَا فِيهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ، مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ؟ قَالَ: ((إِنِّي قَدْ أَذِنْ لِي بِالْخُرُوجِ)). [راجع: ۴۷۶]

لشیخ اس کے بعد بھرت کا واقعہ تھیں آیا۔ حضرت صدیق اکبر بن شریح نے دو اونٹ خاص اس مقصود کے لئے کھلا پلا کر تیار کر کے تھے، رات کے اندر میرے میں آپ دونوں سوار ہو کر ایک غلام فید کو ساتھ لے کر گھر سے نکل پڑے اور رات کو غار بثور میں قیام فرمایا جمال تین رات آپ قیام پذیر رہے، یہاں سے بعد میں چل کر مدینہ پہنچے۔ یہ بھرت کا واقعہ اسلام میں اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ سنہ بھری اسی سے شروع کیا گیا۔

باب ملاقات کے لئے جانا اور جو لوگوں سے ملاقات کے لئے

گیا اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا تو یہ جائز ہے۔ حضرت سلمان قاربی بن شریح حضرت ابو الدرداء بن شریح سے ملاقات کے لئے ان کے ہاں گئے اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا

(۲۰۸۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب ثقفی نے خردی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں انس بن سیرین نے اور انہیں انس بن مالک بن شریح نے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ انصار کے گھرانہ میں ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا، جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو آپ کے حکم سے ایک چٹائی پر پانی چھڑ کا گیا اور آخر پر آخرت شہیل نے اس پر نماز پڑھی اور گھروالوں کے لئے دعا کی۔

وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِيمٌ عِنْهُمْ، وَرَأَ سَلَمَانَ أَبَا الدُّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْهُ.

۶۰۸۰ - حدثنا محمد بن سلام، أخبرنا عبد الوهاب، عن خالد الحذاء، عن انس بن سيرين، عن انس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ زار أهل بيته في الأنصار فطعم عندهم طعاما، فلما أراد أن يخرج أمر بمكان من بيته، فنصح له على بساط فصل عليه ودعا لهم.

[راجع: ۶۷۰]

لشیخ یہ عبان بن مالک کا گھر تھا اور آخر پر آخرت شہیل نے حضرت انس بن شریح کے لئے دعا فرمائی تھی جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے۔

باب جب دوسرے ملک کے وفد ملاقات کو آئیں تو ان کے لئے اپنے آپ کو آراستہ کرنا

(۲۰۸۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد بن عبد الوارث نے، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے تیکی بن ابی اسحاق نے، کہا کہ مجھ سے سالم بن عبد اللہ نے پوچھا کہ استبرق کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ دیبا سے بنا ہوا دیبا اور کھرو را کپڑا پھر انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر بن حنبل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر بن شریح نے ایک شخص کو استبرق کا جوڑا پہنے ہوئے دیکھا تو نبی کرم شہیل کی خدمت میں اسے لے کر حاضر ہوئے

۶۰۸۱ - حدثنا عبد الله بن محمد، حدثنا عبد الصمد، قال : حدثني أبي، قال: حدثني يحيى بن أبي إسحاق قال : قال لي سالم بن عبد الله: ما الاستبرق؟ قلت : ما غلظ من الديباج وخش منه، قال: سمعت عبد الله يقول: رأى عمر على رجل خلة من إستبرق فاتى بها النبي

۶۶ - باب من تجمل للوفود

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسے آپ خرید لیں اور وندجب آپ سے ملاقات کے لئے آئیں تو ان کی ملاقات کے وقت اسے پن لیا کریں۔ آخرت میں فرمایا کہ ریشم تو دی پن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو خیر اس بات پر ایک مدت گزر گئی پھر ایسا ہوا کہ ایک دن آخرت میں فرمایا کہ خود انہیں ایک جوڑا بھیجا تو وہ اسے لے کر آخرت میں فرمایا کہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آخرت میں فرمایا کہ یہ جوڑا میرے لئے بھیجا ہے، حالانکہ اس کے بارے میں آپ اس سے پہلے ایسا ارشاد فرمائے ہیں؟ آخرت میں فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ (نیچ کر) مال حاصل کرو۔ چنانچہ ابن عمرؓ اسی حدیث کی وجہ سے کہرے میں (ریشم کے) بیل بوٹوں کو بھی مکروہ جانتے تھے۔

باب کسی سے بھائی چارہ اور دوستی کا اقرار کرنا۔ اور ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان اور ابو درداء کو بھائی بنا دیا تھا اور عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے میرے اور سعد بن رفع کے درمیان بھائی چارگی کرائی تھی۔

(۲۰۸۲) ہم سے مدد بن سرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے بیکی بن سعید نقان نے بیان کیا، ان سے حمید طولی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمن بن عوف ہمارے یہاں آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان میں اور سعد بن رفع میں بھائی چارگی کرائی تو پھر (جب عبدالرحمن بن عوف نے نکاح کیا تو) آخرت میں فرمایا کہ اب ولیہ کر خواہ ایک بکری کا ہو۔

(۲۰۸۳) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سليمان احوال نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا، کیا تم کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں معالجه (حلف) کی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا أَتَيْتَهُ هَذِهِ فَأَتْبِسْنَاهَا لِوَقْدِ النَّاسِ إِذَا قَبِعُوكُمْ عَلَيْكُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا يَتَبَسُّسُ الْخَرِيرُ مِنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)) فَمَضَى فِي ذَلِكَ مَا مَضَى ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَعْثَتِ إِلَيْهِ بَعْثَةً إِلَيْهِ بَعْثَةً فَأَتَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَعْثَتِ إِلَيْهِ بَعْثَةً وَقَدْ قُلْتَ فِي مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ: ((إِنَّمَا بَعْثَتْ إِلَيْكَ لِتُصَبِّبَ بِهَا مَالَ)) لَكَانَ أَبْنُ عَمْرٍو يَكْرَهُ الْقَلْمَنْ فِي التَّوْبَ لِهَذَا الْحَدِيثَ۔ [راجح: ۸۸۶]

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

۶۷ - باب الإِخَاءِ وَالْجَلْفِ

وَقَالَ أَبُو جَحِيفَةَ: أَخْيَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: لَمَّا قَدِيمَنَا الْمَدِينَةَ أَخْيَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ.

۶۰۸۲ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حَمِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِيمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنَ فَأَخْيَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوْلَمْ وَلَوْ بِشَاءَ)).

[راجح: ۲۰۴۹]

۶۰۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّا، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، قَالَ: قُلْتَ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَبْلَغْكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا جَلْفَ فِي الْإِسْلَامِ))؟ قَالَ:

لئے حالفَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ قُرْنَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ
کوئی اصل نہیں؟ اُس پیغمبر نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے خود قبیل
فی ذاری. [راجع: ۲۲۹۴]

اور انصار کے درمیان میرے گھر میں حلف کرائی تھی۔
حلف یہ کہ قول قرار کر کے کسی اور قوم میں شریک ہو جانا جیسا کہ جاہیت میں دستور تھا اب بھی البت ضرورت کے اوقات میں
مسلمان اگر دوسری طاقتون سے معابدہ کریں تو ظاہر ہے کہ جائز ہو گا۔

**باب مسکراتنا اور ہنسنا اور فاطمہ علیہا السلام نے کماکہ نبی کریم
مشیعیتم نے چپکے سے مجھ سے ایک بات کی تو میں بہس دی۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کماکہ اللہ ہی ہنساتا ہے اور
رلاتا ہے۔**

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی یہ بات وفات نبوی سے کچھ پہلے کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۶۰۸۴ - حدَّثَنَا جِبَانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
غُرْزَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ
رِفَاعَةَ الْفُرَاطِيَ طَلَقَ امْرَأَةَ قَبْطَ طَلَاقَهَا،
فَتَرَوَجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيرِ
فَجَاءَتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،
إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَقَهَا آخِرَ ثَلَاثَ
تَطْلِيقَاتِ، فَتَرَوَجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
الْزُّبَيرِ وَإِنَّهَا وَاللَّهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا
مِثْلُ هَذِهِ الْهَدْبَةِ، لِهَدْبَةِ أَخْدَقَهَا مِنْ
جَلْبَابِهَا قَالَ وَأَبْوَكْنُرِ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ
ﷺ وَابْنُ سَعِيدٍ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بَيْنَ
الْحَجَرَةِ، لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِيقٌ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا
بَكْرٍ أَلَا تَرْجِعُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَلَى النَّبِيِّ لَمْ قَالَ: (لَقَلْكِ تُرِيدِينَ أَنْ
تَرْجِعَنِي إِلَى رِفَاعَةَ، لَا حَنْيَ تَدُوقِي

٦٨ - بَاب التَّبَسْمِ وَالضَّحْكِ
وَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَسْرِ إِلَيْ
النَّبِيِّ ﷺ فَضَحِّكَتْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
إِنَّ اللَّهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَنْكَى.

تک تم انکا (عبد الرحمن بن زبیر کا) مزانہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔

عَسَلَةَ وَيَدُوقَ عَبْنَيْكَ)).

[راجع: ۲۶۳۹]

(۴۰۸۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے عبد الجمید بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب نے، ان سے محمد بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب بن زبیر نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس آپ کی کئی یویاں جو قریش سے تعلق رکھتی تھیں آپ سے خرچ دینے کے لئے تقاضا کر رہی تھیں اور پکار پکار کر باتیں کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر بن زبیر نے اجازت چاہی تو وہ جلدی سے ہاگ کر پردے کے پیچے چل گئیں۔ بھر آنحضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور وہ داخل ہوئے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر بن زبیر نے عرض کیا اللہ آپ کو خوش رکھے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان پر مجھے حیرت ہوئی، جو ابھی میرے پاس تقاضا کر رہی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً جہاگ کر پردے کے پیچے چل گئیں۔ حضرت عمر بن زبیر نے اس پر عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈراجے، پھر عورتوں کو مخاطب کر کے انہوں نے کہا، اپنی جانوں کی دشمن! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے عرض کیا آپ بن زبیر آنحضرت ﷺ سے زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان بھی تمہیں راستے پر آتا ہو اور کیسے گا تو تمہارا راستہ چھوڑ کر وہ سرے راستے پر چلا جائے گا۔

[راجع: ۳۲۹۴]

لئے جائیں اس حدیث سے حضرت عمر بن زبیر کی فضیلت عظیمی پر روشنی پڑتی ہے کہ شیطان بھی ان سے ڈرتا ہے۔ دوسرا حدیث میں ہے کہ شیطان حضرت عمر بن زبیر کے سامنے سے بھاگتا ہے۔ اب یہ اشکال نہ ہو گا کہ حضرت عمر بن زبیر کی افضیلت رسول کریم ﷺ پر تلقی ہے کیونکہ یہ ایک خاص محاں ہے، چور ڈاکو جتنا کو تو ال بے ڈرتے ہیں اتنا خود بادشاہ سے نہیں ڈرتے۔

٦٠٨٥ - حدَّثَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ، شَهَابَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّجْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : اسْتَأْذَنَ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَعَنْهُ عِنْدَهُ نِسْوَةً مِنْ قُرْيَشٍ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَكْبِرُهُ عَالِيَةً أَصْنَاعَهُنَّ عَلَى صَوْبَهُ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عَمْرَ تَبَادَرَنَ الْحِجَابُ فَأَذْنَ لَهُ النَّبِيُّ لَهُ لَدَخَلَ وَالَّتِي يَضْحَكُ فَقَالَ : أَضْحَكَ اللَّهُ سَلَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبَنِي أَنْتَ وَأَمِي فَقَالَ : ((عَجِبْتُ مِنْ هُؤُلَاءِ الْأَطْهَارِ كُنْ عِنْدِي لَمَّا سَمِعْتُ صَوْنَكَ تَبَادَرَنَ الْحِجَابُ)). فَقَالَ : أَنْتَ أَحْقَنُ أَنْ يَهْتَنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ : يَا عَدُوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَهْبَتِي وَلَمْ تَهْنَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَلَنَ : إِنَّكَ أَنْظَأْتَ وَأَغْلَظْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ : ((إِلَيْهِ يَا ابْنِ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَأَ إِلَّا سَلَكَ فَجَأَ غَيْرَ فَجَكَ)).

(۲۰۸۶) ہم کے قبیلہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیسہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابو العباس سائب نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے (فتح کمکے بعد) تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم یہاں سے کل واپس ہوں گے۔ آپ کے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اسے فتح نہ کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو کل صبح لڑائی کرو۔ بیان کیا کہ دوسرے دن صبح کو صحابہ نے گھسان کی لڑائی لڑی اور بکثرت صحابہ زخمی ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس ہوں گے، بیان کیا کہ اب سب لوگ خاموش رہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نہیں پڑے۔ حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے پوری سند خبر کے لظے کے ساتھ بیان کی۔

حدَّثَنَا قَبَّيْةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو قَالَ : لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالطَّافِيفِ قَالَ : ((إِنَّ قَافِلَوْنَ غَدَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ : لَا نَبْرَخُ أَوْ نَفْتَحُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((فَاغْذُوا عَلَى الْفِتَالِ)) قَالَ : فَغَدُوا لِفَقَاتِلُوْهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا وَكَثُرَ فِيهِمُ الْجَرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ قَافِلَوْنَ غَدَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) قَالَ : فَسَكَّنُوا لِفَضْحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْحَمْيَدِيُّ : حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ كُلُّهُ بِالْخَبَرِ .

[راجع: ۴۳۲۵]

باب کامطلب فضحک رسول اللہ ﷺ سے تکلاکہ آپ نہیں دیجے۔

(۲۰۸۷) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شاہب نے خردی، انسیں حمید بن عبد الرحمن نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں تو تباہ ہو گیا اپنی بیوی کے ساتھ رمضان میں (روزہ کی حالت میں) ہم بستری کری۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کر۔ انہوں نے عرض کیا امیرے پاس کوئی غلام نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دو مینے کے روزے رکھ۔ انہوں نے عرض کیا اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اتنا بھی میرے پاس نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر کھبور کا ایک نوکر لاایا گیا۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ ”عرق“ ایک طرح کا (نوکلو گرام کا) ایک پیان تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پوچھنے والا کہاں ہے؟ لو اسے صدقہ کر دیا۔ انہوں نے عرض کی مجھ سے جو زیادہ محکاج

حدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبْنُ شَهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَتَى رَجُلٌ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : هَلْ كُنْتُ، وَقَفَتْ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ : ((أَعْنِيقَ رَقَبَةً)) قَالَ : لَيْسَ لِي قَالَ : ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ)) قَالَ : لَا أَسْتَطِيعُ فَقَالَ : ((فَاطِعْمَ سَيْنَ مِسْكِينًا)) قَالَ : لَا أَجِدُ فَلَيْتَ بَعْرَقَ فِيهِ تَمَرَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ : الْعَرَقُ الْمَكْتُلُ فَقَالَ : ((أَنِّي أَسْأَلُ ؟ تَصَدِّقُ بِهَا)) قَالَ عَلَى أَفْقَرِ مِنِي وَاللَّهُ مَا يَعْلَمُ لَا يَتَبَيَّنُ أَهْلُ بَيْتِ أَفْقَرِ مِنِي؟ لِفَضْحِكَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى

بَدْتِ نَوَاجِذُهُ قَالَ : ((فَأَنْتُمْ إِذَا)).

[راجع: ۱۹۳۶]

ہوا سے دوں؟ اللہ کی قسم جہنم کے دلوں میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نہیں دیئے اور آپ کے سامنے کے دندان مبارک کھل گئے، اس کے بعد فرمایا، اچھا پھر تو تم میاں بیوی ہی اسے کھالو۔

اس حدیث میں بھی آپ کے ہٹنے کا ذکر ہے۔

٦٠٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفِيرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَفْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْزَ نَجْرَانَيْ غَلِيلُ الْخَاشِيَّةِ، فَأَذْرَكَهُ أَغْرَابِيَ فَجَدَهُ بِرِدَابِهِ جَنَدَةً شَدِيدَةً، قَالَ أَنَسٌ : فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَابِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَثْرَتْ بِهَا خَاشِيَةً الرَّدَاءِ مِنْ شَدَّةِ جَنَدَتِهِ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ مُنْزَلِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَأَنْتَفْتَ إِلَيْهِ فَضَحِكْتَ ثُمَّ أَمْرَ لَهُ بِعَطَاءِ [۳۱۴۹]

[راجع: ۳۱۴۹]

سبحان اللہ قریان اس خلق کے کیا کوئی باادشاہ ایسا کر سکتا ہے۔ یہ حدیث صاف آپ کی بیوت کی دلیل ہے۔ (مشہور)

٦٠٨٩ - حَدَّثَنَا أَبْنُ نُعْمَنٍ، حَدَّثَنَا أَبْنُ إِدْرِيسٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ مُنْذَ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي۔ [۳۰۲۰]

[راجع: ۳۰۲۰]

٦٠٩٠ - وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِي لَا أَثْبَتُ عَلَى الْعَيْلِ فَصَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّنْ وَاجْعَلْهُ هَادِيًّا مَهْدِيًّا)). [راجع: ۳۰۳۵]

(۲۰۹۰) میں نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھا تو آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور دعا کی کہ اے اللہ! اے ثابت فرمایا اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنا۔

یہ حضرت جریر بن عبد اللہ بیکلی ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے ایک بنت خانہ ڈھانے کے لئے بھیجا تھا، اس وقت انہوں نے لشیخ مگرورے پر اپنے نہ جم کرنے کی دعا کی درخواست کی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے وفا فرمائی تھی، روایت میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

(۲۰۹۱) ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا، کما ہم سے بھی قحطان نے بیان کیا، ان سے هشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہیں زینب بنت ام سلمہ بیٹھا نے، انہیں ام سلمہ بیٹھا نے کہ ام سليم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ حق سے نہیں شرما تا، کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب عورت پانی دیکھے (تو اس پر غسل واجب ہے) اس پر ام سلمہ بیٹھا نہیں اور عرض کیا، کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر بیکھ کی صورت مال سے کیوں ملتی ہے۔

لشیخ عورت کے ہاں بھی منی پیدا ہوتی ہے پھر احتلام کیوں ناممکن ہے۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ ام سلمہ بیٹھا کو نہیں آگئی اور آنحضرت ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا ایسے موقع پر نہیں آ جانا یہ فطری عادت ہے خون موم نہیں ہے۔

(۲۰۹۲) ہم سے بھی بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کما ہم کو عمرو نے خبر دی، ان سے ابو الفخر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کھل کر کبھی ہستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حق کا کو انتہا نے لگتا ہو، آپ صرف مکراتے تھے۔

(۲۰۹۳) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کما ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن محدث نے (دوسری سند) اور مجھ سے ظلیفہ نے بیان کیا، کما ہم کو یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن محدث نے کہ ایک صاحب جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے،

۶۰۹۱ - حدثنا محمد بن المثنی، حدثنا يحيى، عن هشام، قال: أخبرني أبي عن زينب بنت أم سلمة، عن أم سلمة أن أم سليم قالت: يا رسول الله إن الله لا يستحب من الحق هلن على المرأة غسل إذا احتلمت؟ قال: ((نعم إذا رأت الماء)) فضحك أم سلمة فقالت: أتحتلِّم المرأة؟ فقال النبي ﷺ: ((فيم شبهة الولد؟)). [راجع: ۱۳۰]

حدثني ابن وهب، أخبرنا عمرو، أن آبا النضر حدثه عن سليمان بن يسار، عن عائشة رضي الله عنها قالت: ما رأيت النبي ﷺ مُسْجِدًا قطًّا ضاحكًا، حتى أرى منه لهواه إنما كان يَعِيشُ.

[راجح: ۴۸۲۸]

۶۰۹۳ - حدثنا محمد بن محبوب، حدثنا أبو عوانة، عن قتادة، عن أنس، وقال لي خليفة: حدثنا يزيد بن زريع، حدثنا سعيد، عن قتادة، عن أنس رضي الله عنه أن رجلا جاء إلى النبي

آنحضرت ﷺ اس وقت مدینہ میں جمع کاظمہ دے رہے تھے، انہوں نے عرض کیا بارش کا قحط پر گیا ہے، آپ اپنے رب سے بارش کی دعا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے آسان کی طرف دیکھا کہیں ہمیں بادل نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر آپ نے بارش کی دعا کی، اتنے میں بادل اٹھا اور بعض ٹکڑے بعض کی طرف بڑھے اور بارش ہونے لگی، یہاں تک کہ مدینہ کے نالے بنے گے۔ اگلے جمعہ تک اسی طرح بارش ہوتی رہی سلسلہ ٹوٹائیں نہ تھا چنانچہ وہی صاحب یا کوئی دوسرا (اگلے جمعہ کو) کھڑے ہوئے، آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور انہوں نے عرض کیا ہم ڈوب گئے، اپنے رب سے دعا کریں کہ اب بارش بند کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ! ہمارے چاروں طرف بارش ہو، ہم پر نہ ہو۔ دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا، چنانچہ مدینہ منورہ سے بادل چھٹنے لگے، باہمیں اور دوسریں، ہمارے چاروں طرف دوسرا مقامات پر بارش ہونے لگی اور ہمارے یہاں بارش یکدم بند ہو گئی۔ یہ اللہ نے لوگوں کو آنحضرت ﷺ کا مجھہ اور اپنے پیغمبر ﷺ کی کرامت اور دعا کی قبولیت بتلائی۔

يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِينَةِ
فَقَالَ: قَحْطَ الْمَطَرِ فَاسْتَسْقِ رَبِّكَ، فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرَى مِنْ سَحَابَ فَاسْتَسْقَى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، ثُمَّ مُطَرِّوا حَتَّى سَأَلَتْ مَنَاعِبُ الْمَدِينَةِ، فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبَلَةِ مَا تَقْلِعُ، ثُمَّ قَامَ ذَلِكُ الرَّجُلُ - أَوْ غَيْرُهُ - وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: غَرَقَنَا فَادْعُ رَبِّكَ يَهْبِسْهَا عَنَا، فَصَدِحَكَ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَّلْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) مَرْتَنِينَ أَوْ تَلَانِّا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِينَةِ يَمِينًا وَشِمَاءً لِيُمْطَرُ مَا حَوَّلْنَا وَلَا يُمْطَرُ فِيهَا شَيْءٌ يُرِيهِمُ اللَّهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهِ ﷺ وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهِ.

[راجع: ۹۲۲]

روایت میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا جو ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے دیگر مذکورہ احادیث میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا کسی نہ کسی طرح ذکر ہے مگر آپ کا ہنسنا صرف تمیم کے طور پر ہوتا ہوا عوام کی طرح آپ نہیں ہنسنے تھے (محدثین)
لَشَفِيجَ
 باب اللہ تعالیٰ کا سورہ حجرات میں ارشاد فرمانا "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈر اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو" اور جھوٹ بولنے کی ممانعت کا بیان

(۴۰۹۳) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابو واکل نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کرم ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ

۶۹- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:
 هُبَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتَقْوَا اللَّهَ وَكَوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ.

۶۰۹۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الصَّدَقَ يَهْدِي إِلَى الْبَرِّ وَإِنَّ الْبَرِّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْرَّجُلَ لِيُصْدِقُ حَتَّى يَكُونَ صَدِيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ

برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

یهودیٰ إلی الْفَجُورِ، وَإِنَّ الْفَجُورَ يَهُدِي
إِلی الدَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لِيَكْذِبُ حَتَّیٌ
يَكْتَبَ عَنْهُ اللَّهُ كَذَابًا).

لشیخ اسی لئے فریباً انما الاعمال بخواتیمها عملوں کا اعتبار خاتمه پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو، ہر بخاری شریف کے پڑھنے والے کو اور مجھ ناچیز گھر بندے کو خاتمه بالغ نصیب کرے، توحید و سنت و کلمہ طیبہ پر خاتمه ہو۔ امید ہے کہ اس مقام پر جملہ قارئین کرام آئین کسیں گے آئین۔ یا رب العالمین!

(۲۰۹۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابی سعیل نافع بن مالک بن ابی عامر نے، ان سے ان کے والد مالک بن ابی عامر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بوتا ہے جھوٹ بوتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے اور جب اسے امین بنا لیا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

۶۰۹۵ - حدثنا ابن سلام، حدثنا إسماعيل بن جعفر، عن أبي سهيل، نافع بن مالك بن أبي عامر، عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: ((آية المنافق ثلاث : إذا حدثَ كذبَ، وإذا وعدَ أخلفَ، وإذا اؤتمنَ خان)).

یہ عملی منافق ہے پھر بھی معاملہ خطاک ہے بے خصال سے ہر مسلمان کو پہلی زلائم ہے۔

(۲۰۹۶) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، انہوں نے ابورجاء نے بیان کیا، ان سے سروہ بن جنوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس گذشتہ رات خواب میں دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبراً چیرا جا رہا تھا وہ بڑا ہی جھوٹا تھا، جو ایک بات کو لیتا اور ساری دنیا میں پھیلا دیتا تھا، قیامت تک اس کو یہی سزا لتی رہے گی۔

۶۰۹۶ - حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا جرير، حدثنا أبو رحاء، عن سمرة بن جندب رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: ((رأيت رجلين أتياياني قالاً الذي رأيته يشق شدقة فكذبها يكذب بالكذبة تحمل عنه حتى تبلغ الآفاق فيصنع به إلى يوم القيمة)).

[راجح: ۸۴۵]

جوھٹے مسئلہ بنانے والے، بدعاۃ محدثات کو رواج دینے والے، جھوٹی روایات بیان کرنے والے نام نہاد علماء و خطباء سب اس وعید شدید کے مصدق ہو سکتے ہیں۔ الا من عصمه اللہ۔

باب اچھے چال چلن کے بارے میں

۷۰- بَابُ فِي الْهَذِنِ الصَّالِحِ

اچھا چال چلن وہ ہے جو بالکل سنت نبی کے مطابق ہو۔

(۲۰۹۷) ہم سے اسحاق بن ابراہیم را ہو یہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسماء سے پوچھا کیا تم سے اعمش نے یہ بیان کیا کہ میں نے شفیق

۶۰۹۷ - حدثنا إسحاق بن إبراهيم، قال: قلت لأبي أسامة أحدكم الأغمس

سے نا، کما میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ بلاشبہ سب لوگوں سے اپنی چال ڈھال اور وضع اور سیرت میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتے اور اس کے بعد دوبارہ اپنے گھر واپس آنے تک ان کا یہی حال رہتا ہے لیکن جب وہ اکیلے گھر میں رہتے تو معلوم نہیں کیا کرتے رہتے ہیں۔

قال: سمعت شفیقہ، قَالَ: سَمِعْتُ حَذِيفَةَ يَقُولُ: إِنَّ أَشْبَهَ دَلْوَ وَسَنَّا وَهَدْيَا بَرَسُولَ اللَّهِ لَا يَنْ أُمَّ أَمْ عَنْدَهُ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِي وَمَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَأَ.

[راجح: ۳۷۶۲]
ابو اسامہ نے کہا ہے۔

(۴۰۹۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مفارق نے، انہوں نے کما میں نے طارق سے سنا، کما کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کما بلاشبہ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ چال چلن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

٦٠٩٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُخَارِقِ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ: قَالَ عَنْدَ اللَّهِ إِنَّ أَخْسَنَ الْحَدِيثَ كِتَابُ اللَّهِ وَأَخْسَنُ الْهَدْيَيْ هَذِيْ مُحَمَّدٌ ﷺ.

[طرفة فی : ۷۲۷۷]

لئے اقبال مرحوم نے اس حدیث کے مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے۔

بِ مَصْطَفِيِّ رِسَالِ خُلُوصِ رَأْكَ دِيْنِ ہَمَّ اُوْسَتْ دُگْرِ بَادِزِيْدِيِّ تَحَمَّلُ بُلْسِيِّ اسْتَ

دین یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم بقدم چلا جائے اس کے علاوہ ابوالبس کا دین ہے وہ دین محمدی نہیں ہے۔

باب تکلیف پر صبر کرنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورہ رعد میں فرمایا "بلاشبہ صبر کرنے والے بے حد اپنا ثواب پائیں گے"۔

٧١ - بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْأَذَى

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى : هُنَّمَا يُؤْفَى الصَّابِرُونَ أَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(۴۰۹۹) ہم سے مسد بن سرید نے بیان کیا، کما ہم سے بھی بن سعید قظان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کما مجھ سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابو عبدالرحمن سلی نے، ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی تکلیف برداشت کرنے والی جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو، اللہ سے زیادہ نہیں ہے۔ لوگ اس کے لئے اولاد نہ رہاتے ہیں اور وہ انسیں تدرستی دیتا ہے بلکہ انسیں روزی بھی دیتا ہے۔

٦٠٩٩ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفِّيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الأَغْمَشُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلْمَيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَيْسٌ أَحَدٌ - أَوْ لَيْسَ شَيْئاً - أَصْبَرَ عَلَى أَذَى سَمِعَةٍ مِنَ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَذْغُونَ لَهُ وَلَذَا، وَإِنَّهُ لَيَعْافِهِمْ وَلَرَزِقُهُمْ)).

ذیا میں سب سے بڑا انتام وہ ہے جو عیسائیوں نے اللہ کے ذمہ لگایا ہے کہ حضرت مریم اللہ کی بیورو اور حضرت عیسیٰ ﷺ اللہ کے

بیئے ہیں۔ لیکن اللہ اتنا بردار ہے کہ وہ اس انتام کو ان ظالموں کے لئے تنگی و ترشی کا سبب نہیں بناتا بلکہ ان کو زیادہ ہی دیتا ہے۔ فوج ہے۔ اللہ الصمد۔

(۶۰۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ان سے نادہ بیان کرتے تھے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (جنگ حنین) میں کچھ مال تقسیم کیا جیسا کہ آپ ہمیشہ تقسیم کیا کرتے تھے۔ اس پر قبیلہ انصار کے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ کی قسم اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی حاصل کرنا مقصود نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں ضرور رسول اللہ ﷺ سے کوئی گا۔ چنانچہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے، میں نے چپکے سے یہ بات آپ سے کی۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی یہ بات بڑی تاکو اور گزری اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدلتا ہوا اور آپ غصہ ہو گئے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں نے آنحضرت ﷺ کو اس بات کی خبر نہ دی ہوتی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی تھی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

پس میں بھی صبر کروں گا۔ اعتراض کرنے والا معتب بن قثیر را منافق تھا یہ نہیت ہی خراب بات اسی نے کی تھی مگر آنحضرت ﷺ نے صبر کیا اور اس کی بات کا کوئی تو ش نہیں لیا، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

باب غصہ میں جنم پر عذاب ہے ان کو مخاطب نہ کرنا

(۶۰۱) ہم سے عمرو بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دے دی لیکن کچھ لوگوں نے اس کام کرنا اچھا جانتا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کے بعد فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس کام سے پر ہیز

۶۱۰۰- حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِيهِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ : سَمِعْتُ شَقِيقًا يَقُولُ : قَالَ عَنْدَ اللَّهِ قَسْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَغْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ : وَاللَّهِ إِنَّهَا لِقِسْمَةٍ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ قَلَّتْ : أَمَا آنَا لاأُفُولُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتَّى وَدَدَتْ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ : ((قَدْ أُوذِيَ مُوسَىٰ بِأَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ فَصَبَرَ)).

[راجع: ۳۱۵۰]

۷۲- بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

۶۱۰۱- حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِيهِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ : صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَحْضَ فِيهِ فَتَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ : ((مَا بَالَ أَقْوَمْ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعَهُ؟ فَوَ

اللَّهُ إِنِّي لَا غَلِمْهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُهُمْ لَهُ
كَرْتَهُمْ بِإِيمَانِهِمْ كَمَا هُوَ أَشَدُهُمْ لَهُ
زِيادَةُ جَانِتَهُمْ أَوْ إِنْ سَبَ سَبَ زِيادَةُ اللَّهِ سَبَ ذُرْنَةُ الْأَهْوَانِ.
خَشْيَةً).

لشیعہ ترجمہ باب اس جگہ سے تکلا کر آپ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے نہیں فرمایا بلکہ یہ صیغہ عاتب ارشاد ہوا کہ بعض لوگوں کا کوئی حال ہے، اس حدیث سے یہ تکلا کہ اجاتع سنت نبوی یعنی تقویٰ اور یعنی خدا تھی ہے اور جو شخص یہ سمجھے کہ آخرت پیغمبر ﷺ کا کوئی فعل یا کوئی قول خلاف تقویٰ تھا یا اس کے خلاف کوئی فعل یا قول افضل ہے وہ عظیم غلطی پر ہے۔ اس حدیث میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ کو ان سے زیادہ پچانتا ہوں تو آخرت پیغمبر ﷺ نے جو صفات الہی بیان کی ہیں مثلاً اتنا چڑھانا ہنسنا تجب کرنا آنا جانا آواز سے بات کرنا یہ سب صفات برحق ہیں اور تاویل کرنے والے غلطی پر ہیں کیونکہ ان کا علم آخرت پیغمبر ﷺ کے علم کے مقابلہ پر مفر کے قریب ہے اور ارشاد نبوی برحق ہے۔

(۶۰۲) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے، کہا ہم کو شعبہ نے خردی، انسیں قادہ نے، کہا میں نے عبد اللہ بن عتبہ سے سنا، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں کہ حضرت ابو سعید خدري رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم پیغمبر ﷺ کوواری رثیکوں سے بھی زیادہ شرمنیلیت تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرے مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔

۶۱۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ، عَنْ قَفَادَةَ سَمِعَتْ عَبْدُ اللَّهِ، هُوَ ابْنُ أَبِي عَتْبَةَ مَوْلَى أَنْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاةً مِنَ الْعَذَرَاءِ فِي خَدْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفَهُ فِي وَجْهِهِ.

[راجح: ۳۵۶۲]

گو مروت اور شرم کی وجہ سے آپ زبان سے کچھ نہ فرماتے اسی لئے آپ نے شرم کو ایمان کا ایک جزو قرار دیا جس کا عکس یہ ہے کہ بے شرم آدمی کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

باب جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو جس میں کفر کی وجہ
نہ ہو کافر کے وہ خود کافر ہو جاتا ہے

۷۳ - بَابَ مَنْ كَفَرَ أَخَاهُ مِنْ غَيْرِ
تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

(۶۰۳) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہبی (یا محمد بن بشار) اور احمد بن سعید داری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مبارک نے خردی، انسیں یحییٰ بن ابی کثیر نے انسیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو کہتا ہے کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اور عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے بیان کیا کہ ان سے عبد اللہ بن یزید نے کہا، انہوں نے ابو سلمہ سے سناؤ، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنائیں، نے نبی کرم

۶۱۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَأَخْمَدٌ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارِكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرِّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَأَءَ بِهِ أَخْذَهُمَا)). وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَارٍ: عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ، سَمِعَ

آہا سَلَمَةُ، سَمِعَ آهَا هُرْبَرَةً عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

[راجع: ۶۱۰۳]

لئے ہیں سے۔

جس کو کافر کما وہ واقعہ میں کافر ہے تب تو وہ کافر ہے اور جب وہ کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہو گیا۔ اسی لئے اہل حدیث نے تکفیر میں بڑی اختیاط بر تی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لیکن متاخرین فقہاء اپنی کتابوں میں ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنے عالمیں کی تکفیر کرتے ہیں، صاحب در عمار نے بڑی جرأت سے یہ فتویٰ درج کر دیا۔ للعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حیفۃ یعنی جو حضرت امام ابو حیفۃ کے کسی قول کو رد کر دے اس پر اتنی لعنت ہو جتنے دنیا میں ذرات ہیں۔ کہتے اس اصول کے موافق تو سارے ائمہ ذین ملکون ٹھہرے جنوں نے بہت سے مسائل میں حضرت امام ابو حیفۃ رضی اللہ عنہ کے قول کو رد کیا ہے۔ خود حضرت امام ابو حیفۃ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے کتنے ہی مسائل میں حضرت امام سے اختلاف کیا ہے تو کیا صاحب در عمار کے نزدیک وہ بھی سب ملکوں اور مطروح ہے۔ حضرت امام ابو حیفۃ رضی اللہ عنہ کو ایسے لوگوں نے پیغیر سمجھ لیا ہے یا آئیت انخلاؤ احبارہم و رہبانہم کے تحت ان کو خدا بنا لیا ہے، حضرت امام ابو حیفۃ رضی اللہ عنہ ایک عالم دین تھے، ان سے کتنے ہی مسائل میں خطاب ہوئی وہ مقصود نہیں تھے۔ ۱۴، حدیث سے ان لوگوں کو سبق لیتا چاہئے جو بلا تحقیق محض گمان کی بنا پر مسلمانوں کو مشرک یا کافر کہ دیتے ہیں۔ (وحیدی)

۶۱۰۴ - حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي (۶۱۰۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمَا آن رسول اللہ ﷺ قال: ((أَيُّمَا رَجُلٌ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)).

۶۱۰۵ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حدَّثَنَا وُهَّبٌ، حدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ أَبِي قِلَّابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّافِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِمُلْكٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَادِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَاتَ نَفْسَهُ بِشَنِيءٍ غَذَبَ بِهِ لِهِ نَارٌ جَهَنَّمُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَفَّلَهُ، وَمَنْ رَمَ مُؤْمِنًا بِكُفُرٍ فَهُوَ كَفَّلَهُ)). [راجع: ۱۳۶۳]

کسی نہ ہب پر قسم کھانا مثلاً یوں کہا کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی یا نصرانی وغیرہ وغیرہ ہو جاؤں یہ بہت بڑی قسم ہے۔

اعاذنا اللہ منه۔

باب اگر کسی نے کوئی وجہ معقول رکھ کر کسی کو کافر کہایا توانست تو وہ کافر ہو گا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب نے حاطب بن ابی بلتعہ کے

۷۴ - بَابٌ مَنْ لَمْ يَرِ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مُتَأْوِلًا أَوْ جَاهِلًا وَقَالَ عَمَرٌ لِحَاطِبٍ

متعلق کماک و متفاق ہے۔ اس پر نبی کرم ﷺ نے فرمایا عمر! تو کیا جانے اللہ تعالیٰ نے توبہ رواں کو عرش پر سے دیکھا اور فرمادیا کہ میں نے تم کو بخش دیا

: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((وَمَا يُذْرِيكَ لَعْلَ اللَّهُ قَدِ اطْلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ : قَدْ غَفَرْتَ لَكُمْ)).

حاطب کا مشور واقعہ ہے کہ انوں نے ایک وغد پوشیدہ طور پر مکہ والوں کو جگ سے آگاہ کر دیا تھا اس پر یہ اشارہ ہے۔
لشیخ جنگ بدرا ماه رمضان ۶۲ھ میں مقام بدرا پر بڑا ہوئی، ابو جمل ایک ہزار کی فوج لے کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا جب مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ صرف ۳۱۳ تکواریں تھیں اور راشن و سواریوں کا کوئی انتظام نہ تھا اور مکہ والے ایک ہزار سلح فوج کے ساتھ ہر طرح سے لیس ہو کر آئے تھے۔ اس جنگ میں ۲۲ مسلمان شہید ہوئے کفار کے ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی قید ہوئے۔ ابو جمل جیسا ناظم اس جنگ میں دو نو عمر مسلمان بچوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ بدرا مکہ سے سات منزل دور اور مدینہ سے تین منزل ہے، مفصل حالات کتب تواریخ و تفاسیر میں لاحظہ ہوں: خاری میں بھی کتاب الفروات میں تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

(۶۰۶) ہم سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید نے خبر دی، کہا ہم کو یزید نے خبر دی (۶۰۶) ہم سے سلیمان نے خبر دی، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ عیشیٰ نے بیان کیا کہ معاذ بن جبل و شعبہ نبی کرم ملکیت کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم میں آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ انوں نے (ایک مرتبہ) نماز میں سورہ بقرہ پڑھی۔ اس پر ایک صاحب جماعت سے الگ ہو گئے اور ہلکی نماز پڑھی۔ جب اس کے متعلق معاذ کو معلوم ہوا تو کما وہ متفاق ہے۔ معاذ کی یہ بات جب ان کو معلوم ہوئی تو وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ایسا رسول اللہ! ہم لوگ محنت کا کام کرتے ہیں اور اپنی اوشنیوں کو خود اپنی پلاتتے ہیں حضرت معاذ نے کل رات ہمیں نماز پڑھائی اور سورہ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ اس لئے میں نماز توڑ کر الگ ہو گیا، اس پر وہ کہتے ہیں کہ میں متفاق ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہو، تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا (جب امام ہو تو سورہ اقراء والشمس، وضحها اور سیع اسم ریک الاعلیٰ جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

۶۱۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةً، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ مَعَاذَ بْنَ جَبَلَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَا بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ : فَتَجَوَّزُ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً حَفِيفَةً، فَبَلَغَ ذَلِكَ مَعَاذًا فَقَالَ : إِنَّ مَنَافِقَ فَلَمَّا تَلَقَ الرَّجُلَ فَلَمَّا تَلَقَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِمَا يَنْهَا وَنَسْقِي بِمَا وَاضْحَنَا وَإِنَّ مَعَاذًا صَلَّى بِنَ الْبَارِحَةِ فَقَرَا الْبَقَرَةَ فَجَوَزَتْ فَرَعَمَ أَنِي مَنَافِقَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَا مَعَاذَ أَفَقَدْ أَنْتَ؟)) ثَلَاثَةً ((أَفْرَا وَالشَّمْسُ وَضَحَاهَا، وَسَبِيعَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَنَحْوَهُمَا)).

[راجح: ۷۰۰]

امان مساجد یہ حدیث پیش نظر رکھیں چاہئے۔ اللہ توفیق دے آمین۔

(۶۰۷) محمد سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوالمغیرہ نے خبر دی، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے زہری

۶۱۰۷ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغَfirَةَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس نے لات و عزیٰ کی (یاد سرے ہتوں کی قسم) کھائی تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیئے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جو کھلیں تو اسے بطور کفارہ صدقہ دینا چاہیئے۔

لَا تُنْسِخْ لات و عزیٰ ہتوں کی قسم وہی لوگ کھا سکتے ہیں جو ان کو معبود جانتے ہوں گے، لہذا اگر کوئی مسلمان ایسی قسم کھا بیٹھے تو لازم ہے کہ وہ دوبارہ کلمہ طبیہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرے۔ غیر اللہ میں سب داخل ہیں بت ہوں یا اوتار یا پیغمبر یا شہید یا ولی یا فرشتہ کسی بھی بت یا مجرم وغیرہ کی قسم کھانے والا دوبارہ کلمہ طبیہ پڑھ کر تجدید ایمان کے لئے نامور ہے۔

(۶۱۰۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو چند سواروں کے ساتھ تھے، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے انہیں پکار کر کہا، آگہ ہو، یقیناً اللہ پاک تمیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ وادوں کی قسم کھاؤ، پس اگر کسی کو قسم ہی کھانی ہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے، درنہ چپ رہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اگر کسی کی زبان سے غیر اللہ کی قسم نکل گئی تو اسے کلمہ توحید پڑھ کر پھر ایمان کی تجدید کرنا چاہیئے اگر کوئی عمدًا کسی پیریا بت کی عظمت الٰہی کے جان کران کے نام کی قسم کھائے گا تو وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا ایک حدیث میں جو افحاح وابیہ ان صدقے کے لفظ آئے ہیں۔ یہ حدیث پہلے کی ہے۔ لہذا یہاں قسم کا جواز منسوخ ہے۔

باب خلاف شرع کام پر غصہ اور سختی کرنا،
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورہ برأت میں
”کفار اور منافقین سے جماد کر
اور ان پر سختی کر۔“

(۶۱۰۹) ہم سے بسرہ بن صفوان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے قاسم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پرده لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپ

الزُّهْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَّفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ: بِاللَّهِ وَمَنْ كَفَرَ فَلَيُقْلِنْ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ : تَعَالَى أَقْمِرْنَكَ فَلَيُصَدِّقْنَ)). [راجع: ۴۸۶۰]

لَا تُنْسِخْ نافع، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَذْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبِهِ وَهُوَ يَخْلِفُ بِأَيْمَهُ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَخْلُفُوا بِآيَاتِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَيُخْلِفْ بِاللَّهِ وَإِلَّا فَلَيُصْنِمْ)). [راجع: ۲۶۷۹]

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اگر کسی کی زبان سے غیر اللہ کی قسم نکل گئی تو اسے کلمہ توحید پڑھ کر پھر ایمان کی تجدید کرنا چاہیئے اگر کوئی عمدًا کسی پیریا بت کی عظمت الٰہی کے جان کران کے نام کی قسم کھائے گا تو وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا ایک حدیث میں جو افحاح وابیہ ان صدقے کے لفظ آئے ہیں۔ یہ حدیث پہلے کی ہے۔ لہذا یہاں قسم کا جواز منسوخ ہے۔

وَالشَّدَّةُ لِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿جَاهِدُ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾.

(۶۱۰۹) ہم سے حسنہ بن صفوان، حسنہ بن ابراہیم، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفِي الْأَبْيَتِ قَرَامَ فِيهِ صُورَ قَتَلُونَ وَجَهَهَ ثُمَّ تَنَوَّلَ السُّتُّرَ فَهَنَّكَهُ وَقَالَتْ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَشَدِ النَّاسِ عَذَابًا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ
الصُّورَ)). [راجع: ۲۴۷۹]

۶۱۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْتَىٰ،
عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، حَدَّثَنَا قَيْسُ
بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ فَقَالَ : أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : إِنِّي
بِمَا تَأْخُرٍ عَنْ صَلَاةِ الْفَدَا مِنْ أَجْلِ فُلَانَ،
مَا يُطْلِبُ بِنَا فَقَالَ : لَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَصْبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ
فَقَالَ : فَقَالَ : (إِنَّ أَهْلَهَا النَّاسُ إِنْ مِنْكُمْ
مُنْفَرِينَ، فَلَا يَكُمْ مَا صَلَىٰ بِالنَّاسِ فَلَيَتَجَوَّزُ
فَإِنَّ فِيهِمُ الْمُرِيضُ وَالْكَبِيرُ وَذَا
الْحَاجَةِ)). [راجع: ۹۰]

الذاب کا لحاظ ضروری ہے: ائمہ حضرات کو اس پر توجہ دے کر اس حدیث کو
ہدایت اپنے ذہن میں رکھیں اور اس پر عمل کریں۔

۶۱۱۱- حَدَّثَنَا مُوسَىٰ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : يَنْبَأُنِيٌّ صَلَّ
يَصَلِّي رَأْيَ فِي قَبْلَةِ الْمَسْجِدِ نَعْمَةً
لَهُ كُلُّهَا بِيَدِهِ فَتَقَيَّظَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ
إِذَا كَانَ فِي صَلَاةٍ فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حِيَالَ وَجْهِهِ
فَلَا يَتَخَمَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ)).

[راجع: ۴۰۶]

۶۱۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ
الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَغِثِ، عَنْ

نے پرده پکڑا اور اسے چھاڑ دیا۔ ام المُؤمنین نے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ عذاب ہو
گا، جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔

(۶۱۱۰) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے
بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس بن
ابی حازم نے اور ان سے ابو مسعود نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں صبح کی نماز جماعت سے
فلas امام کی وجہ سے نہیں پڑھتا کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔
انہوں نے کہا کہ اس دن ان امام صاحب کو نصیحت کرنے میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے جتنا غصہ میں دیکھا! ایسا میں نے آپ کو کبھی
نہیں دیکھا تھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں! تم میں سے کچھ
لوگ (نماز با جماعت پڑھنے سے) لوگوں کو دور کرنے والے ہیں، پس
جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے مختصر پڑھائے، کیونکہ نمازوں میں
کوئی بیمار ہوتا ہے کوئی بوڑھا کوئی کام کا ج والا۔

(۶۱۱۱) ہم سے مویٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
جو یہی نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ
نے مسجد میں قبلہ کی جانب منہ کا تھوک دیکھا۔ پھر آپ نے اسے اپنے
ہاتھ سے صاف کیا اور غصہ ہوئے پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص
نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی
شخص نمازوں اپنے سامنے نہ تھوکے۔

(۶۱۱۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے
خبر دی، کہا ہم کو ربيعة بن ابی عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں زید بن
خالد جنپی نے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لقط (راتستہ

میں کری پڑی چیز ہے کسی نے اٹھایا ہو) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا سال بھر تک لوگوں سے پوچھتے رہو پھر اس کا سربندھن اور طرف پہچان کے رکھ اور خرچ کر ڈال۔ پھر اگر اس کے بعد اس کا مالک آجائے تو وہ چیز اسے واپس کر دے۔ پوچھایا رسول اللہ! جو بھی بھکری کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لائیوں کہ وہ تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیریے کی ہوگی۔ پوچھایا رسول اللہ! اور کھویا ہوا اونٹ؟ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ ناراض ہو گئے اور آپ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے، یا راوی نے یوں کہا کہ آپ کا چہوڑ سرخ ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا تمہیں اس اونٹ سے کیا عرض ہے اس کے ساتھ تو اس کے پاؤں ہیں اور اس کا پانی ہے وہ کبھی نہ کبھی اپنے مالک کو پالے گا۔

(۳۳۳) اور کعب بن ابراهیم نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا (وسیعہ سندا) حضرت امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمر بن عبد اللہ کے غلام سالم ابو التضر نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے زید بن ثابت نوٹھ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھر کی شاخوں یا بوریے سے ایک مکان چھوٹے سے چھرے کی طرح بنا لیا تھا۔ وہاں آکر آپ تجد کی نماز پڑھا کرتے تھے، پندرہ لوگ بھی وہاں آگئے اور انہوں نے آپ کی اقدامیں نماز پڑھی پھر سب لوگ دوسرا رات بھی آگئے اور ٹھہرے رہے لیکن آپ گھری میں رہے اور باہر ان کے پاس تشریف نہیں لائے۔ لوگ آواز بلند کرنے لگے اور دروازے پر سنکریاں ماریں تو آنحضرت ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا تم چاہتے ہو کہ ہیشہ یہ نماز پڑھتے رہو تاکہ تم پر فرض ہو جائے (اس وقت مشکل ہو) دیکھو تم نفل نمازوں اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو۔ یوں کہ فرض نمازوں کے سوا آدمی کی بہترین نفل نمازوں ہے۔

زید بن خالد الجھنیٰ اُن رجلاً سَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَنِ الْقُطْطَةِ؟ فَقَالَ: ((عَرَفْنَاهَا سَنَةً، لَمْ أَغْرِفْ وَكَاءَهَا وَعَفَاصَهَا فَمَ اسْتَفِقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رِبَّهَا فَأَدْهَى إِلَيْهِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضْلَالُ النَّعْمَ؟ قَالَ: ((خَذْنَهَا فَلَانَّا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلَّذِبْ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضْلَالُ الْإِبْلِ؟ قَالَ: فَغَضِيبٌ رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى اخْمَرَتْ وَجْهَتَهُ أَوْ اخْمَرَ وَجْهَهُ لَمْ قَالَ: ((لَمَّا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِدَارُهَا وَمِقَاوِهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رِبَّهَا)). [راجح: ۹۱]

۶۱۱۳ - وَقَالَ الْمَكِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَوْلَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبِيِّدِ اللَّهِ، عَنْ بُشَّرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اخْتَبَرَ رَسُولُ اللَّهِ حَجَبَرَةً مُخَصَّصَةً - أَوْ حَصِيرًا - فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ يَصْلَى فِيهَا نَسْعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يَصْلُونَ بِصَلَاهِهِ لَمْ جَاءُوا لِتَلَهُ، فَخَضَرُوا وَأَبْطَأُ رَسُولُ اللَّهِ عَنْهُمْ لَمَّا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ فَرَفَقُوا أَصْوَاتُهُمْ وَخَصِيرًا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُفْضِبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ: ((كَمَا زَالَ يَكُنْ صَنِيفُكُمْ حَتَّى ظَنَتْ أَنَّهُ سَيَكْتُبُ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنْ خَيَرْ صَلَاةُ الْمَرْءِ

جو گھر میں پڑھی جائے۔

لی بیته إِلَّا الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ).

[راجع: ٧٣١]

لئن شئتم حدیث میں تو آنحضرت ﷺ کا ایک ناروا سوال پر غصہ کرنامہ کور ہے، یہی باب سے مطابقت ہے گھر میں نماز پڑھنے سے نفل نمازیں مراد ہیں۔ فرض نماز کا محل مساجد ہیں بلکہ شرعی فرض نماز گھر میں پڑھے وہ بہت سے ثواب سے محروم رہ گیا۔ صحابہ کا آپ کو آواز دینا اطلاع امکان پر تنگی پھینک کر آپ کو بلانا نماز تجدید آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کے شوق میں تھا۔ کوئے ہوئے اونٹ کے بارے میں آپ کا حکم عرب کے ماحول کے مطابق تھا۔

باب غصہ سے پرہیز کرنا اللہ تعالیٰ کے فرمان (سورہ شوریٰ)

کی وجہ سے اور سورہ آل عمران میں فرمایا

٧٦- باب الحَذَرِ مِنَ الْفَضْبِ لِقَوْلِ

الله تَعَالَى :

﴿وَالَّذِينَ يَخْتَبِيُونَ كَيْأَنَرِ الْأَثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ، وَإِذَا مَا غَضِيُّوا هُمْ يَغْفِرُونَ
وَالَّذِينَ يُنْفَقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَاءِ
وَالْكَاظِمِينَ الْفَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾.

اور (اللہ کے پیارے بندے وہ ہیں) جو کبیرہ گناہوں سے اور بے شری سے پرہیز کرتے ہیں اور جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں خوشحال اور تنگ دستی میں اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مخلص بندوں کو پسند کرتا ہے۔

(۶۱۱۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کشم ﷺ نے فرمایا پسلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پسلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

بے قابو نہ ہو جائے۔

(۶۱۱۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریئے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے سلیمان بن صرد ﷺ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی کشم ﷺ کی موجودگی میں جھکڑا کیا، ہم بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے۔ اگر یہ ”اعوذ بالله من الشیطان الرجیم“ کہہ لے۔ صحابہ نے اس سے

٦١١٤- حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرُعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَةً عِنْدَ الْفَضْبِ)).

٦١١٥- حدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ، حدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلَيِّ بْنِ ثَابَتٍ، حدَّثَنَا سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدَ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَاحْدَهُمَا يَسْبُبُ صَاحِبَةَ مُفْضَبَا قَدْ أَخْمَرَ وَجْهَهُ لَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لِأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَدَّهُبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ: أَغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))

فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ
كَمَا كَرِهْتُمْ كَيْفَ فَوْرَاهُ هُوَ؟ إِنَّمَا
كَيْمَشْ دِيَانَهُ هُوَ؟

[راجح: ۳۲۸۲]

یہ بھی اس نے غصہ کی حالت میں کماکہ مطلب یہ ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد سن لیا ہے، پھر اس نے یہ
کلمہ پڑھ لیا۔

(۶۱۱۶) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بکر نے خبر دی جو
ابن عیاش ہیں، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ
مجھے آپ کوئی نصیحت فرماتجھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا
کہ انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ
غصہ نہ ہوا کہ

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ،
أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَبْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِيهِ
خَصِّينَ، عَنْ أَبِيهِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ
أَوْصِنِي قَالَ: ((لَا تَضَبَّ)) فَرَدَّدَ مِوَارًا
قَالَ: ((لَا تَضَبَّ)).

لشیخ شاید یہ شخص برا غصہ والا ہو گا۔ تو اس کو یہی نصیحت سب پر مقدم کی پس حسب حال نصیحت کرنا سنت نبوی ہے جیسا کہ ہر
حکیم پر فرض ہے کہ مرض کے حسب حال دوا جوائز کرے۔

باب حیا اور شرم کا بیان

۷۷- باب الحیاء

(۶۱۱۷) حَدَّثَنَا آدُمُ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ
فَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ السُّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ:
سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حَصِّينَ قَالَ: قَالَ
النَّبِيُّ
الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ
فَقَالَ بَشِيرُ بْنُ كَهْبٍ: مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ
إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ
سَكِينَةً، فَقَالَ لَهُ عِمْرَانٌ: أَخْذُكَ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ تَحْدِثُنِي عَنْ صَاحِفَتِكِ!؟

حَالَانِکَہ بَشِیرُ بْنُ كَعب نے حکیموں کی کتاب سے حدیث کی تائید کی تھی مگر عمران نے اس کو بھی پسند نہیں کیا کیونکہ حدیث یا
آیت سننے کے بعد پھر اوروں کا کلام سننے کی ضرورت نہیں، جب آتاب آگیا تو مشعل یا چراغ کی کیا ضرورت ہے۔ اس
حدیث سے ان بعض لوگوں کو نصیحت لئی چاہیئے جو حدیث کا معارضہ کسی امام یا مجتہد کے قول سے کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ
ایسے ہی مقلدین کے پارے میں بعد افروس کہا ہے فما یکون جو ابھم یوم یقون الناس رب العالمین قیامت کے دن ایسے لوگ جب
بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوں گے اور سوال ہو گا کہ تم نے میرے رسول کا ارشاد سن کر فلاں امام کا قول کیوں اختیار کیا تو ایسے لوگ اللہ
پاک کو کیا جواب دیں گے دیکھو۔ حجۃ اللہ البالغہ اردو، صفحہ: ۲۳۰۔

لشیخ آیت سننے کے بعد پھر اوروں کا کلام سننے کی ضرورت نہیں، جب آتاب آگیا تو مشعل یا چراغ کی کیا ضرورت ہے۔ اس
حدیث سے ان بعض لوگوں کو نصیحت لئی چاہیئے جو حدیث کا معارضہ کسی امام یا مجتہد کے قول سے کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ
ایسے ہی مقلدین کے پارے میں بعد افروس کہا ہے فما یکون جو ابھم یوم یقون الناس رب العالمین قیامت کے دن ایسے لوگ جب
بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوں گے اور سوال ہو گا کہ تم نے میرے رسول کا ارشاد سن کر فلاں امام کا قول کیوں اختیار کیا تو ایسے لوگ اللہ
پاک کو کیا جواب دیں گے دیکھو۔ حجۃ اللہ البالغہ اردو، صفحہ: ۲۳۰۔

(۶۱۱۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن ابو سلمہ نے بیان کیا، ان سے این شاب نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک شخص پر سے ہوا جو اپنے بھائی پر حیاء کی وجہ سے ناراض ہو رہا تھا اور کہ رہا تھا کہ تم بہت شرماتے ہو، گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تم اس کی وجہ سے اپنا نقصان کر لیتے ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کہ حیاء ایمان میں سے ہے۔

(۶۱۱۹) ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبید نے خبر دی، انہیں قادہ نے، انہیں انس بن محبث کے غلام قادہ نے، ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان کا نام عبد اللہ بن ابی عتبہ ہے، میں نے ابوسعید سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پر وہ میں رہنے والی کتواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے۔

۶۱۱۸- حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْفَزِيرِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبْنُ شَهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرْءَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَجْلِ وَهُوَ يُعَذَّبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاةِ يَقُولُ: إِنَّكَ لَتَسْتَخِيِّنِي حَتَّىٰ كَانَهُ يَقُولُ: قَدْ أَضَرْتَ بِكَ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((دَعْةُ فِي الْحَيَاةِ مِنَ الْإِيمَانِ)). [راجع: ۲۴]

۶۱۱۹- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مَوْلَى أَنْسِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عَتْبَةَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاةً مِنَ الْعَذَابِ فِي خَدِيرَهَا.

[راجع: ۳۵۶۲]

۷۸- بَابِ إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

۶۱۲۰- حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَهْرَةُ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ رِبْعَيِّ بْنِ جِرَاشِ، حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأَوَّلَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)). [راجع: ۳۴۸۳]

۷۹- بَابِ مَا لَا يُسْتَحِيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقَّهِ فِي الدِّينِ

۶۱۲۱- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ

باب جب حیاء نہ ہوتا

جو چاہو کرو

(۶۱۲۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے ربیع بن خراش نے بیان کیا، ان سے ابو مسعود الفزاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرو۔

باب شریعت کی باتیں پوچھنے میں

شرم نہ کرنا چاہیے۔

(۶۱۲۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے بشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان

زینب بنت ابی سلمہ عن ام سلمہ رضی
الله عنہا قالت: جاءت ام سلمہ إلى
رسول الله ﷺ فقلت: يا رسول الله إِنَّ
الله لا يُستحب منْ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى
الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا أَخْتَمَتْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ
((إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)). [راجع: ۱۳۰]

سے زینب بنت ابی سلمہ بیٹھنے اور ان سے ام سلمہ بیٹھنے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے حیاء نہیں کرتا کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر عورت منی کی تری دیکھے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔

لَيْلَةُ الْمَحْرُومَ یہ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی ریبیہ تھیں، ان کے والد حضرت ابو سلمہ تھے جن کا نام عبداللہ ابن عبدالسد مخدومی ہے اور کنیت ابو سلمہ ہے۔ یہ رسول کرم ﷺ کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام بودہ بنت عبدالطلب ہے اور ابو سلمہ نبی ﷺ کے دودھ شریک بھی ہیں۔ ان کی بیوی ام سلمہ نے ان کے ساتھ جب شہ کی بھرت کی تھی مگر مکہ واپس آگئے جب دوبارہ مدینہ منورہ کو بھرت کی تو ان کے بچے سلمہ کو دھیال والوں نے چھین لیا اور حضرت ام سلمہ کو ان کے بیکے والوں نے جبرا روک لیا۔ ابو سلمہ دل موس کریمی اور بچوں کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں مدینہ چلے گئے۔ حضرت ام سلمہ بیٹھنے ایک سال تک برابر روتی اور روزانہ اس جگہ آکر بیٹھ جاتی جہاں شوہر سے الگ کی تھی تھیں، ان کی اس بے قراری اور گریہ و زاری نے سنگ دل عزیزوں کو بھی رحم پر مجبور کر دیا اور انہوں نے ان کو ان کے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ یہ ایکی مدینہ منورہ کو چل کھڑی ہوئیں، جگہ احمد میں ابو سلمہ سخت سختی ہو گئے اور جہادی الآخرہ میں ان زخموں کی وجہ سے ان کا انقال ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے دعا کی تھی کہ یا اللہ! میرے اہل و عیال کی اچھی طرح محمد اشتکھیو یہ دعا مقبول ہوئی اور ابو سلمہ کے اہل و عیال کو رسول اللہ ﷺ جیسا سرپرست عطا ہوا اور حضرت ام سلمہ کو ام المؤمنین کا لقب و منصب عطا کیا گیا۔ ابو سلمہ بیٹھنے کے بچوں کی رسول کرم ﷺ نے ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ عمر بن مسیب، ابو امامہ بن سعید بن مسیب، ابو عروہ ابن زین الرشاد جیسے جلیل القدر صحابہ حدیث کی روایت کرتے ہیں اور حضرت علی ان کو فارس اور بحرین کا حاکم مقرر کرتے ہیں۔ ابو سلمہ کی بیٹی زینب اپنے زمانہ کی سب عورتوں سے زیادہ فتیہ تھیں، یہ بچہ ہی تھیں کہ ایک دن کملیت کیلئے یہ رسول کرم ﷺ کے پاس آگئیں آپ غسل فرا رہے تھے آپ نے پیار سے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، چرے کی تازگی پر علاپے میں بھی جوانی ہی قائم رہی۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ۸۲ سال کی عمر میں ۶۵ھ میں ہوا۔

(۷۱۲۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حارب بن دثار نے، کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر بیٹھنا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، مومن کی مثل اس سر سبز درخت کی ہے، جس کے پتے نہیں جھترتے۔ صحابہ نے کہا کہ یہ فلاں درخت ہے۔ یہ فلاں درخت ہے۔ میرے دل میں آیا کہ کہوں کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن چونکہ میں نوجوان تھا، اس لئے مجھ کو بولتے ہوئے حیا آئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ اور اسی سند سے شعبہ سے روایت ہے کہ کہا

۶۱۲۲ - حدَّثَنَا آدُمُ، حدَّثَنَا شَعْبَةُ،
حدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دَثَّارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ
عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ
كَمَثَلِ شَجَرَةِ حَضْرَاءَ، لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا
وَلَا يَسْخَاتُ)) فَقَالَ الْفَوْمُ: هِيَ شَجَرَةُ
كَذَا هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَثْوَلَ هِيَ
الْخَلْلَةَ وَأَنَا غَلَامٌ شَابٌ فَاسْتَحْتَيْتُ فَقَالَ:
((هِيَ النَّخْلَةُ)). وَعَنْ شَعْبَةَ، حدَّثَنَا

ہم سے خبیب بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن عامر نے اور ان سے ابن عمر بھی نہیں نے اسی طرح بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ پھر میں نے اس کا ذکر عمر بن الخطوب سے کیا تو انہوں نے کہا اگر تم نے کہ دیا ہوتا تو مجھے اتنا تماں ملنے سے بھی زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

حضرت امام بخاری نے اسی روایت سے باب کا مطلب نکلا کہ حضرت عمر بن الخطوب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی اس شرم کو پسند نہ کیا جو دین کی بات بتانے میں انہوں نے کی۔ بے محل شرم کرنا غلط ہے۔

(۶۱۲۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے مرحوم بن عبد العزیز نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں نے ثابت سے نہ اور انہوں نے انس بن الخطوب سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے نکاح کے لئے پیش کیا اور عرض کیا، کیا آنحضرت ﷺ کو مجھ سے نکاح کی ضرورت ہے؟ اس پر انس بن الخطوب کی صاجزادی بولیں، وہ کہتی ہے جیا تھی۔ انس بن الخطوب نے کہا کہ وہ تم سے تو جھی تھیں انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے نکاح کے لئے پیش کیا۔

[راجح: ۵۱۲۰] یہ سعادت کہاں ملتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عورت کو اپنی زوجیت کے کے لئے پسند فرمائیں۔

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ

آسانی کرو، سختی نہ کرو، آپ ﷺ

لوگوں پر تخفیف اور آسانی کو پسند فرمایا کرتے تھے

اللہ پاک ہمارے علماء اور فقہاء کو بھی اس اسوہ نبوی پر عمل در آمد کی توفیق بخشنے جنہوں نے ملت اسلام کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے امت کو بہت سی مشکلات میں جھلا کر رکھا ہے۔

(۶۱۲۴) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے نفر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سعید بن ابی برودہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں (ابو موسیٰ اشعریٰ بن الخطوب) اور معاذ بن جبل کو (یعنی) بھیجا تو ان سے فرمایا کہ (لوگوں کے لئے) آسانیاں پیدا کرنا، سختی میں نہ ڈالنا، انہیں خوش خبری سنانا، دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں اتفاق سے کام کرنا، ابو موسیٰ بن الخطوب نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم ایسی

خَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبْنِ عُمَرَ مِيقَةً وَرَأَدَ فَحَدَّثَ بِهِ عُمَرَ، قَالَ: لَوْ كُنْتَ فَلَقْتَهَا لَكَانَ أَحَبُّ إِلَيْيِ مِنْ كَذَّا وَكَذَا۔ [راجع: ۶۱]

حضرت امام بخاری نے اسی روایت سے باب کا مطلب نکلا کہ حضرت عمر بن الخطوب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی اس شرم کو پسند نہ کیا جو دین کی بات بتانے میں انہوں نے کی۔ بے محل شرم کرنا غلط ہے۔

سَمِعْتُ قَاتِلًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَغْرِبُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ: هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِي؟ قَالَتْ أَبْنَتُهُ: مَا أَقْلَ حَيَاءَهَا فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ عَرَضْتَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.

[راجح: ۵۱۲۰]

۸۰۔ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ

((بَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا)) وَكَانَ يُحِبُّ

الْتَّحْفِيفَ وَالْأَيْسِرَ عَلَى النَّاسِ۔

اللہ پاک ہمارے علماء اور فقہاء کو بھی اس اسوہ نبوی پر عمل در آمد کی توفیق بخشنے جنہوں نے ملت اسلام کو مختلف فرقوں میں جھلا کر رکھا ہے۔

۶۱۲۴ - حدیثی إِسْحَاق، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ، عَنْ سَعِينَدِ بْنِ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَاذَ بْنَ جَبَلَ قَالَ لَهُمَا: ((بَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَتَشْرِّبُوا وَلَا تَتَفَرَّأُ وَتَطَوَّعُوا)) قَالَ أَبُو مُوسَى: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بِأَرْضِ بَصْرَةِ فَيَضْطَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِنَ الْمَسْلِ يُقَالُ لَهُ

سرزمن میں جا رہے ہیں جہاں شد سے شراب بنا جاتی ہے اور اسے "تع" کہا جاتا ہے اور جو سے شراب بنا جاتی ہے اور اسے "مز" کہا جاتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نہ لانے والی چیز حرام ہے۔

(۶۱۲۵) ہم سے آدم بن الی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ تم کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آسانی پیدا کرو، تنگی نہ پیدا کرو، لوگوں کو تسلی اور تشغیل دو، نفرت نہ دلاو۔

(۶۱۲۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عودہ نے اور ان سے حضرت عائشہؓ نے، نے بیان کیا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے یہی شد ان میں آسان چیزوں کو اختیار فرمایا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدله نہیں لیا، البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرمت وحد کو توڑتا تو آنحضرت ﷺ ان سے تو محض اللہ کی رضامندی کے لئے بدله لیتے۔

[راجح: ۳۵۶۰]
بظاہر اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ جو کام گناہ ہوتا ہے اس کے لئے آپ کو کیسے اختیار دیا جاتا، شاید یہ مراد ہو کہ کافروں کی طرف سے ایسا اختیار دیا جاتا۔

(۶۱۲۷) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ازرق بن قیس نے کہ اہواز نامی ایسی شریں ہم ایک نہر کے کنارے تھے جو خنک پڑی تھی، پھر ابو بزرگہ اسلامی صحابی گھوڑے پر تشریف لائے اور نماز پڑھی اور گھوڑا چھوڑ دیا۔ گھوڑا بھاگنے لگا تو آپ نے نماز توڑ دی اور اس کا پچھا کیا، آخر اس کے قریب پنجے اور اسے پکڑ لیا۔ پھر واپس آکر نماز قضا کی، وہاں ایک شخص خارجی تھا، وہ کہنے لگا کہ اس بوڑھے کو دیکھو اس نے

الْبَيْعُ وَشَرَابٌ مِّن الشَّعِيرِ يَقَالُ لَهُ : الْمِزْرُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((كُلُّ مُسْكِرٍ
حَرَامٌ)). [راجع: ۲۲۶۱]
کوئی شراب ہو جو نہ کرے وہ حرام ہے۔

۶۱۲۵ - حَدَّثَنَا أَدْمُ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ
أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ
((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكُونًا وَلَا
تَفْرُوا)).

۶۱۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ،
عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبْنِي شِهَابٍ، عَنْ غُرْزَةَ،
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْهَا قَالَتْ : مَا
خَيْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا
أَخْدَى أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِلَّمَا، فَإِنْ كَانَ
إِنَّمَا كَانَ أَبْقَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا أَنْقَمَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا
أَنْ تُتَهِّكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَتَقَبَّلُ بِهَا اللَّهُ.

[راجح: ۳۵۶۰]

۶۱۲۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَانَ، حَدَّثَنَا
حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْأَذْرَقِ بْنِ قَيْسٍ،
قَالَ : كَمَا عَلَى شَاطِئِ، نَهْرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ
نَصَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ
عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَةً، فَانْطَلَقَتِ
الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبَعَهَا حَتَّى أَذْرَكَهَا،
فَأَخْدَلَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ وَفِينَا رَجَلٌ

گھوڑے کے لئے نماز توڑوں۔ ابو بزرہ رض نماز سے فارغ ہو کر آئے اور کما جب سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیة سے جدا ہوا ہوں، کسی نے مجھ کو ملامت نہیں کی اور انہوں نے کہا کہ میرا گھر یہاں سے دور ہے، اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور گھوڑے کو بھاگنے دیتا تو اپنے گھرات تک بھی نہ پہنچ پاتا اور انہوں نے بیان کیا کہ وہ آخر خضرت صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیة کی محبت میں رہے ہیں اور میں نے آخر خضرت صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیة کو آسان صورتوں کو اختیار کرتے دیکھا ہے۔

(۶۲۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور یاith بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہ نے، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ نے خردی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رض نے خردی کہ ایک دیساٹی نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ اس کی طرف مارنے کو بڑھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیة نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور جمال اس نے پیشاب کیا ہے اس جگہ پر پانی کا ایک ڈول بھرا ہوا بہادو، کیونکہ تم آسمانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔ تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

لشیخ اس حدیث سے ان لوگوں کا رزو ہوا جو کہتے ہیں، انکی حالت میں وہاں کی مٹی نکالنی ضروری تھی یہ حدیث پلے کئی بار گزر چکی ہے۔ اس سے اخلاق بیوی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرہ بعد دکل ذرہ باب لوگوں کے ساتھ فراغی سے پیش آتا

اور حضرت ابن مسعود رض نے کہا کہ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو، لیکن اس کی وجہ سے اپنے دین کو زخمی سہ کرنا اور اس باب میں اہل و عیال کے ساتھ نہیں مذاق دل گئی کرنے کا بھی بیان ہے۔

(۶۲۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ رض نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالثیاب نے، کہا میں نے حضرت انس بن مالک رض سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیة ہم بچوں سے بھی دل گئی کرتے، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر نامی سے (مزاج) فرماتے "یا ابا عمیر ما فعل النغير" اے ابو عمیر! تیری، نغیر

لہ رائی فاقبل یقُولُ: انظُرُوا إِلَى هَذَا
الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَةً مِنْ أَخْلِفَهُ
فَاقْبَلَ: مَا عَنِّي أَحَدٌ مِنْهُ فَارْفَعْ رَسْوَلَ
الله صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیة وَقَالَ إِنَّ مَنْزِلِي مَوَاعِظُ فَلَوْ
صَلَّيْتُ وَرَسَّخْتُ لَمْ أَتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيلِ
وَذَكَرَ اللَّهَ صَاحِبَ النَّبِيِّ فَرَأَى مِنْ
تَبَيِّرَةً [راجع: ۱۲۱]

۶۱۲۸ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ، أَخْبَرَنَا
شَيْبَقُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ حَ وَقَالَ الْيَتِّيُّ:
حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، أَخْبَرَنِي
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ
أَغْرَى إِيمَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ
يَقْعُدُوا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ الله صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیة:
((دَعْوَةُ وَأَغْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ ذُنُوبًا مِنْ مَاءٍ
أَوْ سَجَلًا مِنْ مَاءٍ - فَإِنَّمَا بَعْثَمْ مَيْسِرِينَ
وَلَمْ يَنْعُمُوا مَعْسِرِينَ)). [راجع: ۲۲۰]

لشیخ اس حدیث سے ان لوگوں کا رزو ہوا جو کہتے ہیں، انکی حالت میں وہاں کی مٹی نکالنی ضروری تھی یہ حدیث پلے کئی بار گزر چکی ہے۔ اس سے اخلاق بیوی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرہ بعد دکل ذرہ

۸۱ - بَابُ الْأَبْسَاطِ إِلَى النَّاسِ
وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: خَالِطُ النَّاسَ، وَدِينَكَ
لَا تَكْلِمْنَهُ، وَالدُّعَابَةَ مَعَ الْأَهْلِ.

۶۱۲۹ - حدَّثَنَا آدَمُ، حدَّثَنَا شَعْبَةُ
حَدَّثَنَا أَبُو الْيَابِحِ، قَالَ: سَمِعْتَ أَنَسَ بْنَ
مَالِكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ
لَيَخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَنْتَ لَيِ صَغِيرٌ يَا
أَبَا عَمِيرٍ مَا فَعَلَ النَّغِيرُ؟

نامی چیز یا تو تجھے ہے؟

[طرفة فی: ۶۲۰۳].

لشیخ ابو عمیرہ ہی پچھے تھا جو بیچپن میں مر گیا تھا اور ام سلیم نے اس کے مرنے کی خبر اس کے والد ابو طلحہ سے چھپا کر رکھی تھی یہاں تک کہ انہوں نے کھانا کھلایا ام سلیم سے محبت کی۔ اس وقت ام سلیم نے کہا کہ پچھے مر گیا ہے اس کو دفن کر دو اسی صبر و شکر کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے اسی رات ام سلیم کے بطن میں حمل غُرا دیا اور بہترین بدلت عطا فرمایا۔

۶۱۳۰ - حدثنا محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رئیسہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلیا کرتی تھی تھی، میری بست سی سیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلیا کرتی تھیں، جب آنحضرت اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں پھر آنحضرت ﷺ انہیں میرے پاس بیٹھتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔ اسی حدیث سے بیکیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنا بالاتفاق جائز رکھا گیا ہے اور گڑیوں کو ان مورتوں میں سے مستثنی رکھا گیا ہے جن کا بہانا حرام ہے۔

باب لوگوں کے ساتھ خاطرتو واضح سے پیش آنا

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے ہم ہنستے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

مطلوب یہ ہے کہ دوست دشمن سب کے ساتھ انسانیت اور اخلاق سے اور محبت سے پیش آتا یہ نقاق نہیں ہے، نقاق یہ ہے کہ مثلاً ان سے کے میں دل سے آپ سے محبت رکھتا ہوں حالانکہ دل میں ان کی عداوت ہوتی ہے۔

۶۱۳۱ - حدثنا قتيبة بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے ابن المکدر نے، ان سے عروہ بن زینہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اندر آئنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اندر بلالو، یہ اپنی قوم کا بست بی برا آدمی ہے، جب وہ شخص اندر آگیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے ابھی اس کے متعلق کیا فرمایا تھا اور پھر اتنی نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عائشہ اللہ کے نزدیک ایک مرتبہ کے اعتبار

معاویہ، حدثنا هشام، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها قالت: كُنْتُ أَعْبُدُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَّاحِبٌ يَلْعَنُنَّ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَقْمَعَنَّ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَنُنَّ مَعِي۔

اسی حدیث سے بیکیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنا بالاتفاق جائز رکھا گیا ہے اور گڑیوں کو ان مورتوں میں سے مستثنی رکھا گیا ہے جن کا بہانا حرام ہے۔

باب المداراة مع الناس

وَيَذَكُرُ عن أبي الدرداء : إِنَّ لَكُنْشِيرَ فِي وَجْهِهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ۔

۶۱۳۱ - حدثنا قتيبة بن سعید، حدثنا سفیان، عن ابن المکدر حدثنا عن غزوۃ بن الزینہ، آن عائشة اخبرته اللہ استاذن علی الٰیتی ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: ((إِنَّنَا لَهُ فِي بَنِي العَشِيرَةِ، أَوْ بَنِي أَخْوَانِي العَشِيرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَتْ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ: ((أَيُّ عَائِشَةٍ إِنَّ شَرَ النَّاسِ مَنْزِلَةَ عِنْدَ اللهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ

سے وہ شخص سب سے برا ہے جسے لوگ اس کی بد خلقی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

وَذَعَةُ الْبَاسِ إِنْقَاءُ فَخْشِيَّهُ).

[راجع: ۶۰۳۲]

(۷۳۳۲) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن علیہ نے خبر دی، کہا ہم کو ایوب نے خبر دی، اُسیں عبد اللہ بن ابی ملیک نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں بیان کی چند قبائیں آئیں، ان میں سونے کے بیٹن لگے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وہ قبائیں اپنے صاحب میں تقسیم کر دیں اور ایک محمدؐ کے لئے باقی رکھی، جب محمدؐ آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے لئے چھپا رکھی تھی۔ ایوب نے کہا یعنی اپنے کپڑے میں چھپا رکھی تھی آپ محمدؐ کو خوش کرنے کے لئے اس کے لئے تکمیل یا گھنڈی کو دکھلا رہے تھے کیونکہ وہ ذرا سخت مزاج آدمی تھے۔

اس حدیث کو حماد بن زید نے بھی ایوب کے واسطے سے روایت کیا مرسلات میں اور حاتم بن وردان نے کہا ہم سے ایوب تے بیان کیا، ان سے ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن محمدؐ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس چند قبائیں تحفہ میں آئیں پھر ایسی ہی حدیث بیان کی۔

تشییع اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری ﷺ کی غرض یہ ہے کہ حماد بن زید اور ابن علیہ کی روایتیں بظاہر مرسل ہیں مگر فی الحقیقت موصول ہیں کیونکہ حاتم بن وردان کی روایت سے یہ لکھتا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اس کو مسور بن محمدؐ سے روایت کیا ہے جو صحابی ہیں۔

باب مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈساجا سکتا

اور معاوية بن سفیان نے کہا آدمی تجربہ اٹھا کر دانا بنتا ہے۔

یعنی مسلمان کو جب ایک بار کسی چیز کا تجربہ ہو جاتا ہے تو پھر دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا ہو شیار رہتا ہے، بقول دودھ کا جلا ہوا چھاچہ کو بھی بھوک کر پیتا ہے۔

(۷۳۳۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے کھان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عوف نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کو ایک سوراخ سے دوبارہ

۶۱۳۲ - حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ عبدِ اللهِ الْوَهَّابَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَلَيْهِ، أَخْبَرَنَا أَيُوبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مَلِيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَيْتَ لَهُ أَقْيَةً مِنْ دِيَارِجٍ مُّرَرَّةً بِالْذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا لِلنَّاسِ مِنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَّلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَعْرُومَةِ، فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: ((خَيْثَ هَذَا لَكَ)) قَالَ أَيُوبُ: بِشَوِيهِ أَنَّهُ يُرِيدُ إِيَاهُ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ.

وَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ. وَقَالَ حَاتِمٌ بْنُ وَرَزَدَانَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ، عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيْكَةَ، عَنِ الْمَسْوُرِ قَدِيمَتْ عَلَى النَّبِيِّ أَقْيَةً. [راجع: ۲۵۹۹]

تشییع اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری ﷺ کی غرض یہ ہے کہ حماد بن زید اور ابن علیہ کی روایتیں بظاہر مرسل ہیں مگر فی الحقیقت موصول ہیں کیونکہ حاتم بن وردان کی روایت سے یہ لکھتا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اس کو مسور بن محمدؐ سے روایت کیا ہے جو صحابی ہیں۔

باب لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرِ مَرْتَبَنِ، وَقَالَ مَقْأَوَةُ، لَا حَكِيمٌ إِلَّا ذُو تَجْرِيَةٍ.

لیث بن سعد نے کہا ہوا چھاچہ کو بھی بھوک کر پیتا ہے۔

۶۱۳۳ - حدَّثَنَا قَتِيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ خَفَّيْلَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَبِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرِ

ڈنگ نہیں گل سکتا۔

واحدِ مرتین۔)

ایک ہی بار دھوکا کھاتا ہے پھر ہوشیار رہتا ہے۔ حق کامائیا ہے کہ۔

آدمی بنتا ہے لاکھوں ٹھوکریں کھانے کے بعد رنگ لاتی ہے خناپھر پس جانے کے بعد

باب مہمان کے حق کے بیان میں

۸۴- باب حقُ الضَّيْفَ

(۷۱۳۳) ہم سے احراق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے، کہا ہم سے حسین نے، ان سے بھی بن ابی بکر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن حیثا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا، کیا یہ میری خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے رہتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو، عبادت بھی کرو اور سو بھی، روزے بھی رکھو اور بلا روزے بھی رہ، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لئے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری یوں کا بھی تم پر حق ہے، امید ہے کہ تمہاری عمر بھی ہو گی، تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین تین روزے رکھو، کیونکہ ہر یکی کا بدله دس گناہ ملتا ہے، اس طرح زندگی بھر کاروزہ ہو گا۔ انسوں نے بیان کیا کہ میں نے سختی چاہی تو آپ نے میرے اوپر سختی کر دی، میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہر ہفتے تین روزہ رکھا کر، بیان کیا کہ میں نے اور سختی چاہی اور آپ نے میرے اوپر اور سختی کر دی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام جیسا روزہ رکھ۔ میں نے پوچھا، اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیسا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ ایک دن افطار گویا آدمی عمر کے روزے۔

[راجع: ۱۱۳۱]

تَسْبِيحٌ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے انسان کو ملکی اور بھی دونوں طاقتیں دے کر مجون مرکب پیدا فرمایا ہے۔ اگر ایک قوت کو بالکل تباہ کر کے انسان فرشتہ بن جائے تو گویا وہ اپنی فطرت بگاڑتا ہے۔ مثلاً قدرت یہ ہے کہ آدمی کو آدمی ہی رہنا چاہیے، عبادت اللہ بھی ہو اور دنیا کے حظوظ بھی جائز حد کے اندر حاصل کیے جائیں۔ یہی سنت نبوی ہے

کہ بیوی پھوپ کے حقوق بھی ادا کئے جائیں اور عبادت بھی کی جائے۔ رات کو آرام بھی کیا جائے اور عبادت بھی کی جائے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے نکاح کے بارے میں خاص طور سے فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میری امت سے خارج ہے۔ اس سے مجرور ہے وائے نام نہاد پیروں کو سبق لینا چاہیے:

باب مہمان کی عزت اور خود اس کی خدمت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ”ابراہیم علیہ السلام“ کے مہمان جن کی عزت کی گئی“ کی تفسیر۔

(۶۱۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا تم کو امام مالک نے خبر دی، انیس سعید بن ابی سعید مقربی نے، انیس ابو شریع کعبی شیخ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنا چاہیے۔ اس کی خاطرداری بس ایک دن اور رات کی ہے اور مسلمانی تین دن اور راتیں کی۔ اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس استثنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر دا۔

.

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے اسی طرح بیان کیا اور یہ لفظ زیادہ کئے کہ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات کہنی چاہیے ورنہ اسے چپ رہنا چاہیے۔

اسی لئے کما گیا ہے کہ پہلے توں یہچہ بول۔ سوچ سمجھ کر بولنا بیوی داش مندی ہے۔

(۶۱۳۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا تم سے ابن مددی نے بیان کیا، کہا تم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو حسین نے ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ شیخ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے بڑوی کو تکلیف نہ دے، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو،

۸۵- باب إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَوَخْدَمَتِهِ
إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ وَقَوْلُهُ: «وَضَيْفُ إِبْرَاهِيمَ
الْمُكْرَمِينَ»۔ [الذاريات : ۲۳]

۶۱۳۵- حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ،
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ
الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شَرِيعَ الْكَعْبِيِّ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَاءَ لِنَوْافِدِهِ
يَوْمَ وَلِيَّةِ الْضَّيْفَةِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ
ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحْلُّ لَهُ أَنْ يَنْوِي
عِنْهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ)). [راجع: ۶۰۱۹]

بلکہ حد درجہ تین دن تین رات اس کے پاس کھانا کھائے پھر اپنا انتظام خود کر لے۔
.....
۶۱۳۶- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا
مَالِكٌ مُثْلَهُ وَزَادَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُقْلِنْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْنُمْ)).

اس پر لازم ہے کہ بھلی بات کے ورنہ چپ رہے۔

(۷۱۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الحیرہ اور ان سے عقبہ بن عامر بن شریٹ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ہمیں (تلخیغ وغیرہ کے لئے) سمجھتے ہیں اور راستے میں ہم بعض قبیلوں کے گاؤں میں قیام کرتے ہیں لیکن وہ ہماری مسمانی نہیں کرتے، آنحضرت ﷺ کا اس سلسلے میں کیا ارشاد ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر ہم سے فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کے پاس جا کر اترو اور وہ جیسا دستور ہے مسمانی کے طور پر تم کو کچھ دیں تو اسے منظور کرو اگر نہ دیں تو مسمانی کا حق قابدے کے موافق ان سے وصول کرو۔

لَذِّيْحَةُ [۷۱۴] اکثر علماء کتے ہیں کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں عرب کے مروجہ دستور کے تحت تھا جب مسافروں کے لئے دوران سفر میں جہاں مسافر قیام کرتا دہاں والوں کو ان کے کھلانے پلانے کا انظام کرنا ضروری تھا۔ آج ہولوں کا دور ہے مگر حدیث کا فشاء آج بھی واجب العمل ہے کہ مسمانوں کی خبر گیری کرنا ضروری ہے۔ مولوی عبدالحق بن فضل اللہ غزنوی جو امام شوکانی کے بلا واسطہ شاگرد تھے اور مترجم (وجید الزماں) نے صفر سی میں ان سے تلمذ کیا ہے، بڑے ہی تفع سنت اور حق پرست تھے۔ مولانا موصوف کا قaudہ تھا کہ کسی کے ہاں جلتے تو تین دن سے زیادہ ہرگز نہ کھلاتے بلکہ تین دن کے بعد اپنا انظام خود کرتے۔ (حدیث)

(۷۱۴) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے هشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رض نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مسمان کی عزت کرنی چاہئے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ صدر حی کرے، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ چپ رہے۔

خیرًا أو لِيَضْنُمْتُ). [راجع: ۵۱۸۵] ۶۱۳۷ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْأَئْمَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْعَفْرِ، عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَبَعَّثُنَا فَتَرَنِّ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَا فَمَا تَرَى فِيهِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ تَرَنَّمْ بِقَوْمٍ فَأَمْرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ، فَاقْبِلُوْا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُّوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ)). [راجع: ۲۴۶۱]

لَذِّيْحَةُ [۷۱۴] حکم ابتدائے اسلام میں کہ مسافروں کے لئے دوران سفر میں جہاں مسافر قیام کرتا دہاں والوں کو ان کے کھلانے پلانے کا انظام کرنا ضروری تھا۔ آج ہولوں کا دور ہے مگر حدیث کا فشاء آج بھی واجب العمل ہے کہ مسمانوں کی خبر گیری کرنا ضروری ہے۔ مولوی عبدالحق بن فضل اللہ غزنوی جو امام شوکانی کے بلا واسطہ شاگرد تھے اور مترجم (وجید الزماں) نے صفر سی میں ان سے تلمذ کیا ہے، بڑے ہی تفع سنت اور حق پرست تھے۔ مولانا موصوف کا قaudہ تھا کہ کسی کے ہاں جلتے تو تین دن سے زیادہ ہرگز نہ کھلاتے بلکہ تین دن کے بعد اپنا انظام خود کرتے۔ (حدیث) ۶۱۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيَكُرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُصِلِّ رَجْمَةً، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُقْلِلْ خَيْرًا أوْ لِيَضْنُمْ)). [راجع: ۵۱۸۵]

لَذِّيْحَةُ [۷۱۴] اس حدیث میں جو صفات حسنة مذکور ہوئی ہیں وہ اتنی اہم ہیں کہ ان سے محروم رہنے والے آدمی کو ایمان سے محروم کہا جا سکتا ہے۔ مسمان کا اکرم کرنا، صدر حی کرنا، زبان قابو میں رکھنا یہ بھی ہی اپنی خوبیاں ہیں جو ہر مومن مسلمان کے اندر ہوئی ضروری ہیں، ورنہ خالی نماز روزہ نبے وزن ہو کر رہ جائیں گے۔ آج کل کتنے ہی نمازی مدعاں دین ہیں جو محض لفافہ ہیں اندر کچھ نہیں ہے۔ بے مغز سکھلی بے کار محض ہوتی ہے، کتنے نام نمازوں علماء و حفاظت بھی ایسے ہوتے ہیں جو محض حدا و نمود کے طلب گار ہوتے

ہیں۔ الاماشاء اللہ۔

**بابِ مہمان کے لئے پر تکلف کھانا
تخار کرنا**

(۷۱۳۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الحمیس (عقبہ بن عبد اللہ) نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی حیفہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان فارسی اور ابو درداء رضی اللہ عنہما کو بھائی بھائی بنا دیا۔ ایک مرتبہ سلمان ابو درداء رضی اللہ عنہما کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تو امام درداء رضی اللہ عنہما کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ وہ بولیں تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر ابو درداء تشریف لائے تو سلمان رضی اللہ عنہما نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کھائیے، میں روزے سے ہوں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہما بولے کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ بھی نہ کھائیں۔ چنانچہ ابو درداء نے بھی کھایا رات ہوئی تو ابو درداء نماز پڑھنے کی تیاری کرنے لگے۔ سلمان نے کہا کہ سو جائیے، پھر جب آخر رات ہوئی تو ابو درداء نے کتاب اٹھئے، بیان کیا کہ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بلاشبہ تمہارے رب کا تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، پس سارے حق داروں کے حقوق ادا کرو۔ پھر نبی کریم ﷺ نے خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آخر حضرت مسیح موعید نے فرمایا کہ سلمان نے حق کہا ہے۔ ابو حیفہ کاتام وہب السوائیؑ پر ہے، جسے وہب الخیر بھی کہتے ہیں۔

لشیخ عورت بے چاری میلی پکیل بیٹھی ہوئی تھی، حضرت سلمان کے پوچھنے پر اسے کہنا پڑا کہ میرے خالوند جب مجھ سے مخاطب ہی نہیں ہوتے تو میں بناؤ سنگار کر کے کیا کروں۔ آخر حضرت سلمان کے سمجھانے سے ابو رداء نے اپنی حالت کو پدلا۔ روایت میں حضرت سلمان کے لئے کھاتا تار کرنے کا ذکر ہے بابل سے پہنچی مطابقت ہے۔

بپ مہمان کے سامنے غصہ اور رنج

٨٧ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْفَضْلِ

٨٦ - باب صنْع الطَّعَامِ، وَالتَّكَلُّفُ لِلضَّيْفِ

٦١٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا
جَعْفُرٌ بْنُ عَوْنَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَيْسٍ، عَنْ
عَوْنَ ابْنِ أَبِي جُحْيَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : أَخْنَى
النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ
سَلْمَانَ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمُّ الدَّرْدَاءِ
مُبَدِّلَةً فَقَالَ لَهَا: مَا شَانِكَ؟ قَالَتْ: أَخْرُوكَ
أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا لِجَاءَ
أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ: كُلْ
فَلَيْسَ صَائِمٌ قَالَ: مَا أَنَا بِاَكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ،
فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلَ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ
يَقُولُ فَقَالَ: نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُولُ، فَقَالَ
نَمْ. فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ: قُمْ
الآن قَالَ: لَعْلَيْكَ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ
لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًا،
وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًا، فَأَغْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ
حَقًّا، فَلَيْسَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ سَلْمَانٌ)). أَبُو جُحْيَةَ
وَهَبَ السُّوَادِيُّ يَقُولُ : وَهَبُ الْعَبِيزُ.

[رائع: ۱۹۶۸]

کاظہر کرنا مکروہ ہے

(۶۱۴۰) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید الحجری نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہیں نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر بن شیخ نے کہ حضرت ابو بکر بن شیخ نے کچھ لوگوں کی میزبانی کی اور عبد الرحمن سے کہا کہ مہمانوں کا پوری طرح خیال رکھنا کیونکہ میں نبی کرم ﷺ کے پاس جاؤں گا، میرے آنے سے پہلے انہیں کھانا کھلادیتا۔ چنانچہ عبد الرحمن کھانا مہمانوں کے پاس لائے اور کہا کہ کھانا کھائیے۔ انہوں نے پوچھا کہ ہمارے گھر کے مالک کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ لوگ کھانا کھالیں۔ مہمانوں نے کہا کہ جب تک ہمارے میزبان نہ آجائیں ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ عبد الرحمن بن شیخ نے عرض کیا کہ ہماری درخواست قبول کر لیجئے کیونکہ حضرت ابو بکر بن شیخ کے آنے تک اگر آپ لوگ کھانے سے فارغ نہیں ہو گئے تو ہمیں ان کی نفیگی کا سامنا ہو گا۔ انہوں نے اس پر بھی انکار کیا۔ میں جانتا تھا کہ ابو بکر بن شیخ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس لئے جب وہ آئے میں ان سے بچنے لگا۔ انہوں نے پوچھا تم لوگوں نے کیا کیا؟ گھروں نے انہیں بتایا تو انہوں نے عبد الرحمن کو پکارا! میں خاموش رہا۔ پھر انہوں نے پکارا! عبد الرحمن! میں اس مرتبہ بھی خاموش رہا۔ پھر انہوں نے کہا اے پاجی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو باہر آ جاؤ، میں باہر نکلا اور عرض کیا کہ آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں۔ مہمانوں نے بھی کہا عبد الرحمن مج کہہ رہا ہے۔ وہ کھانا ہمارے پاس لائے تھے۔ آخر والد بن شیخ نے کہا کہ تم لوگوں نے میرا نظر کیا، اللہ کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اللہ کی قسم جب تک آپ نہ کھائیں ہم بھی نہ کھائیں گے۔ ابو بکر بن شیخ نے کہا بھائی میں نے اسی خراب بات کبھی نہیں دیکھی۔ مہماں! تم لوگ ہماری میزبانی سے کیوں انکار کرتے ہو۔ خیر عبد الرحمن کھانا لا، وہ کھانا لائے تو آپ نے اس پر اپنا

والجزء عند الضيف

۶۱۴۰ - حدثنا عياش بن الوليد، حدثنا
عند الأغلبي، حدثنا سعيد الجوزي، عن
أبي عثمان، عن عبد الرحمن بن أبي
بكر رضي الله عنهما أن آبا بكر تضييف
رهطا فقال: لعبد الرحمن: دونك
أنتي لك فإني منطلق إلى النبي صلى
الله عليه وسلم فأفرغ من قرامهم قبل أن
أجيء، فانطلق عند الرحمن فلما هم
عندة فقال: أطعموا فقالوا: أين رب
منزلنا؟ قال: أطعموا قالوا: ما نحن
بأكلين حتى يجيء رب منزلنا؟ قال:
اقبلوا عن قراكم فإنه إن جاء ولم تطعموا
للتقيين منه، فابروا فعرفت أنه يجد على
فلما جاء تفتحت عنده فقال: ما صنعتم؟
فأخبروه فقال: يا عند الرحمن فسكت
ثم قال: يا عند الرحمن فسكت، فقال:
يا غنث أقسمت عليك إن كنتم تستمع
صوتي لما جئت فخرجت، فقلت: مت
أنتي لك فقالوا: صدق أتنا به قال: فإنما
انتظرتوني والله لا أطعمه الليلة فقال
الآخرون: والله لا نطعمه حتى نطعمه
قال: لم أر في الشر كالليلة وينكم ما
أطعم لم لا تقبلون عن قراكم، هات
طعامك فجاءه فوضع يده فقال: بسم الله
الأولى للشيطان فاكحل وأكلوا.

[راجح: ٦٠٢]

ہاتھ رکھ کر کما، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، پہلی حالت (کھانا نہ کھانے کی قسم) شیطان کی طرف سے تھی۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا اور ان کے ساتھ مہمانوں نے بھی کھایا۔

تشریح حضرت صدیق اکبر بن شریعت بھی آخر انسان تھے، مہمانوں کو بھوکا دیکھ کر گھروالوں پر فنگی کا اظہار کرنے لگے، مہمانوں نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو وہ بھی کھانے سے قسم کھا بیٹھے۔ آخر حضرت صدیق اکبر بن شریعت نے خود اپنی قسم توڑ کر کھانا کھایا اور مہمانوں کو بھی کھایا، قسم کھانے کو آپ نے شیطان کی طرف سے قرار دیا۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے، کیون کہ آپ نے مہمانوں کے سامنے جو عبدالرحمن پر غصہ کیا تھا اور قسم کھائی تھی اس کو شیطان کا اغوا قرار دیا۔

باب مہمان کو اپنے میزبان سے کھانا کہ جب تک تم ساتھ نہ کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ اس باب میں ابو جعیفہ کی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مردی ہے۔

(۶۱۳۱) مجھ سے محمد بن شمس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن الی عدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان ابن طفان نے، ان سے ابو عثمان نہدی نے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر بن شریعت نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر بن شریعت اپنا ایک مہمان یا کئی مہمان لے کر گھر آئے۔ پھر آپ شام ہی سے نبی کریم ﷺ کے پاس چلے گئے، جب وہ لوٹ کر آئے تو میری والدہ نے کھا کہ آج اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر آپ کھاں رہ گئے تھے۔ ابو بکر بن شریعت نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کھانا ان کے سامنے پیش کیا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ یہ سن کر ابو بکر بن شریعت کو غصہ آیا اور انہوں نے (گھروالوں کو) بر ایحلا کما اور دکھ کا اظہار کیا اور قسم کھائی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں توڑ کے مارے چھپ گیا تو آپ نے پکارا کہ اے پاچی! کدھر ہے تو اصر آ۔ میری والدہ نے بھی قسم کھائی کہ اگر وہ کھانا نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گی۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ اگر ابو بکر نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ آخر حضرت ابو بکر بن شریعت نے کہا کہ یہ غصہ کرنا شیطانی کام ہا، پھر آپ نے کھانا مگویا اور خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھایا (اس کھانے میں یہ برکت ہوئی) جب یہ لوگ ایک لمحہ اٹھاتے تو نیچے سے کھانا اور بھی بڑھ جاتا تھا۔ ابو بکر

۸۸- باب قولِ الضیفِ لصاحِیہ لاَ اکُلُّ حَتْنی تَأْكُلُ.

فِیهِ حَدِیثُ أَبِی جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

۶۱۴۱- حدثنا محمد بن السنى، حدثنا ابن أبي عدی، عن سليمان، عن أبي عثمان قال: قال عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنهما جاء أبو بكر بضيوف له أو بأضيف له، فأسئلته عن النبي ﷺ فلما جاء فقلت ألمي اختبئت عن ضيوفك أو أضيف لك الليلة؟ قال: أوز ما عشيتهم فقالت: عرضتنا عليه أو عليهم فأبوا أو قاتلي فغضب أبو بكر فسب وحدع وحلف أن لا يطعمه فاختبأت أنا فقال: يا غتر، فخلفت المرأة لا تطعمه حتى يطعمه، فخلفت الضيف أو الأضيف أن لا يطعمه أو يطعمه حتى يطعمه، فقال أبو بكر: إن كان هذه من الشيطان فدعها بالطعام فأكل وأكلوا فجعلوا لا يرثون لقمة، إلا ربها من أسفلها أكثر منها فقال: يا أختي بني

بُشِّر نے کہاے ہی فراس کی بن! یہ کیا ہو رہا ہے، کھانا تو اور بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب یہ اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ جب ہم نے کھانا کھایا بھی نہیں تھا۔ پھر سب نے کھایا اور اس میں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، کہتے ہیں کہ آخر ہر سوچ کے لئے بھی اس کھانے میں سے کھایا۔

فَوَاسِ مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرْةُ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنُ لِأَكْثَرٍ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوا، وَبَعْثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَدَّكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا.

[راجع: ۶۰۲]

لَذِيقَةٌ ہے کہ گاہے کوئی ایسا موقع ہو کہ میزان سے مہماں ایسا لفظ کہ دے کہ آپ جب تک ساتھ میں نہ کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو اخلاقاً ایسا کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور بر عکس میزان کے لئے بھی یہی بات ہے، بہر حال میزان کا فرض ہے کہ حتی الامکان مہماں کا اکرام کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے اور مہماں کا فرض ہے کہ میزان کے گمراہیا ٹھہر کر اس کے لئے تکلیف کا موجب نہ بنے۔ یہ اسلامی آداب و اخلاق و تمدن و معاشرت کی باتیں ہیں، اللہ پاک ہر موقع پر ان کو معقول بنانے کی توفیق بخشنے آئیں۔

باب جو عمر میں بڑا ہواں کی تعظیم کرنا اور پسلے اسی کوبات

کرنے اور پوچھنے دینا

(۶۱۴۲-۶۱۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا تم سے حماد نے بیان کیا وہ ابن زید ہیں، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے انصار کے غلام بشیر بن یمار نے، ان سے رافع بن خدنج اور سل بن ابی حمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سل اور محیصہ بن مسعود خبر سے آئے اور سمجھو کر باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، عبد اللہ بن سل وہیں قتل کر دیئے گئے۔ پھر عبد الرحمن بن سل اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول ساتھی (عبد اللہ بن بُشِّر) کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ پسلے عبد الرحمن نے بولنا چاہا جو سب سے چھوٹے تھے۔ آخر ہر سوچ کے لئے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی کرو۔ (ابن سعید نے اس کا مقصد یہ بیان کیا کہ جو بڑا ہے وہ گفتگو کرے، پھر انہوں نے اپنے ساتھی کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ آخر ہر سوچ کے لئے فرمایا اگر تم میں سے ۵۰ آدمی قسم کھالیں کہ عبد اللہ کو یہودیوں نے مارا ہے تو تم نہیں کہ سخت ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے خود تو اسے دیکھا نہیں تھا (پھر اس کے متلاع قسم کپسے کھا سکتے ہیں؟) آخر ہر سوچ کے لئے

۸۹ - باب إِنْجَرَامِ الْكَبِيرِ، وَيَنْدَأُ

الْأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

۶۱۴۲ - حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حدَّثَنَا حَمَادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بَشِّيرٍ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَافِعٍ بْنِ خَلِيلٍ، وَسَهْلٍ بْنِ أَبِي حَمْمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمَحِيَصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْرَتَ فَتَرَفَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ، فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَحَوْيِصَةَ وَمَحِيَصَةَ ابْنَى مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْفَرُ الْقَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ : ((كَبَرِ الْكَبِيرُ)) قَالَ يَحْيَى: لَيْلَى الْكَلَامِ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ : ((أَتَسْتَحِقُونَ قَبْلَكُمْ - أَوْ قَالَ صَاحِبُكُمْ - بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ

نے فرمایا پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں سے قسم مخلوا کرتم سے چھٹکارا پا لیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسم کا کیا بھروسہ) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن سل کے وارثوں کو دست خود اپنی سر سے ادا کر دی۔ حضرت سل ﷺ نے بیان کیا کہ ان اوثنوں میں سے (جو آخرت میں نے انسین دست میں دیئے تھے) ایک اوپنی کو میں نے پکڑا وہ تھا ان میں گھس گئی، اس نے ایک لات مجھ کو لگائی۔ اور یہ نے کما مجھ سے بھی نے بیان کیا، ان سے بیشتر نے اور ان سے سل نے، بھی نے یہاں بیان کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ بیشتر نے "مع رافع بن خدیج" کے الفاظ کے تھے۔ اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے بھی نے بیان کیا، ان سے بیشتر نے اور انہوں نے صرف سل سے روایت کی۔

مِنْكُمْ) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْزِنَ لَمْ نَرَةٌ
قال : ((قَبْرُكُمْ يَهُوذُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِينَ
مِنْهُمْ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ
فَوَدَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَبْلِهِ. قَالَ
سَهْلٌ: فَأَذْرَكْنَتْ نَاقَةٌ مِنْ ذِلْكَ الْإِبْلِ
لَهُ دَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضُتْ بِهِ جَلْهَا قَالَ
اللَّبِثُ: حَدَّثَنِي يَحْتَى عَنْ بَشِّيرٍ عَنْ سَهْلٍ
قَالَ يَحْتَى: حَسِبْتَ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعٍ بْنِ
خَدِيجٍ. وَقَالَ أَبْنُ عَيْنَةَ: حَدَّثَنَا يَحْتَى،
عَنْ بَشِّيرٍ، عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ.

[راجع: ۲۷۰۲]

اس میں رافع کا نام نہیں ہے۔

شیعیج حدیث میں قاتم کا ذکر ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ کسی مقتول سے متعلق یعنی شادوت نہ ہو تو اس کی قوم کے گے، یہی قاتم ہے۔ حدیث میں ہر امر میں بڑوں کو مقدم رکھنے کا حکم ہے، باب سے یہی تعلق ہے۔ شریعت اسلامی میں قتل نا حق کا معاملہ کتنا اہم ہے اس سے یہی ظاہر ہوا۔

(۷۱۳۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما ہم سے بھی بن کیش نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے اس درخت کا نام بتاؤ، جس کی مثال مسلمان کی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں جھڑا کرتے۔ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے کہنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ مجلس میں حضرات ابو بکر اور عمر بھی تھے جیسے اکابر بھی موجود تھے۔ پھر جب ان دونوں بزرگوں نے کچھ نہیں کہا تو آخرت میں فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ جب میں اپنے والد کے ساتھ لکھا تو میں نے عرض کیا کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں یہ کھجور کا درخت ہے، انہوں نے کہا پھر تم نے کہا کیوں

۶۱۴۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْتَى،
عَنْ عَيْنَةِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عَمْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْبَرُونِي
بِشَجَرَةٍ مِثْلُهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أَكْلَهَا
كُلُّ جِنٍ يَأْذِنُ رَبَّهَا وَلَا تَجْعَلْ وَرَقَهَا)),
فَوَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ أَنْ
أَكْلَمَ، وَتَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمَّا
يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
((هِيَ النَّخْلَةُ)) فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي
فَلَتْ: يَا أَبْنَاءَ وَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ قَالَ

نہیں؟ اگر تم نے کہ دیا ہوتا تو میرے لئے اتنا مال اور اسباب ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (میں نے عرض کیا) صرف اس وجہ سے میں نے نہیں کہا کہ جب میں نے آپ کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ کو خاموش دیکھا تو میں نے آپ بزرگوں کے سامنے بات کرنا برا جانا۔

: ما مَنْعَلَكَ أَنْ تَقُولَهَا لَوْ كَفَتْ قُلْتَهَا كَانَ
أَحَبَّ إِلَيْيَ مِنْ كَذَّا وَكَذَّا؟ قَالَ : مَا مَنْعَلَيْ
إِلَّا أَنِّي لَمْ أَرَكْ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمَتْ
فَكَرِهْتْ.

[راجع: ۶۱]

لشیخ کبھر کے درخت میں یہ خاصیت ہے کہ قحط کے زمانے میں بھی بجکہ اور درخت سوکھ جاتے ہیں یہ خوب سیہہ دھا ہے اور یہ بہرحال مفسد رہتا ہے۔ عربوں کا بہت بڑا سرپایہ بھی درخت ہے، جس کا پھل غذائیت سے بھرپور اور بے حد مقوی اور فتح بخش ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بہت سی قسم کی کبھریں پیدا ہوتی ہیں جن میں مجھے ہائی کبھر بہت ہی تریاق ہے۔ حدیث سے بڑوں کو مقدم رکھنا ثابت ہوا، مگر کوئی موقع مناسب ہو اور چھوٹے لوگ بڑوں کی خاموشی دیکھ کر حق پات کہ دیں تو یہ سیبوب نہیں ہو گا۔

باب شعر، رجز اور حدى خوانی کا جائز ہونا

اور جو چیزیں اس میں ناپسند ہیں ان کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورہ شعراء میں فرمایا، شاعروں کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر وادی میں بھکتے پھرتے ہیں اور وہ وہ باتیں کرتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔ سوا ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور جنوں نے عمل صالح کئے اور اللہ کا کثیر سے ذکر کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو انہوں نے اس کا بدلہ لیا اور ظلم کرنے والوں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (فی کل وادی یہیمُون) کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک لغو بے ہوہ بات میں گھستے ہیں۔

لشیخ رجز وہ شعر جو میدان جگ میں پڑھے جاتے ہیں اپنی بہادری جلانے کے لئے اور حدى وہ موزوں کلام جو اونٹوں کو سنیا جاتا ہے تاکہ وہ گرم ہو جائیں اور خوب چلیں یہ حدى خوانی عرب میں ایسی رائج ہے کہ اونٹ اسے سن کر مست ہو جاتے اور کوسوں بغیر تھکنے کے چلے جاتے ہیں۔ آج تک دوہیں ان اونٹوں کی جگہ ملک عرب میں بھی کاروں بیوں نے لے لی ہے الاماں اللہ۔ آیت میں ان شعروں کے جواز پر اشارہ ہے جو اسلام کی برتری اور کفار کے جواب میں کے جائیں۔ حضرت حسان ایسے ہی شاعر تھے جن کو دربار رسالت کے شاعر ہونے کا فخر حاصل ہے۔

(۶۱۴۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا، مکح کو شیعہ بن خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا، مجھ کو ابو بکر بن عبد الرحمن نے خردی، انہیں مروان بن حکم نے خردی، انہیں عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث نے خردی، انہیں ابی بن کعب

۹۰ - بَابٌ مَا يَجُوَزُ مِنَ الشَّعْفِ
وَالرَّجَزِ وَالْحَدَادِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ.
وَقَوْلُهُ تَعَالَى :

هُوَ الشَّعْرَاءُ يَتَبَعِّهُمُ الْفَاقِوْنَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ
فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا
يَفْعَلُونَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَأَنْتَصَرُوا
مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا وَسَيَقْلُمُ الظَّالِمُونَ ظَلَمُوا
أَيُّ مُنْقَلِبٍ يَنْقَلِبُونَهُمْ. قَالَ ابْنُ عَثَمَانَ
فِي كُلِّ لَفْوٍ يَحُوْضُونَ.

۶۱۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ، أَخْبَرَنَا
شَعِيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو
بَكْرٍ بْنُ عَنْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ
الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ

رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بعض شعروں میں داثائی ہوتی ہے۔

الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَقُولُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّيَّةَ بْنَ
كَفْبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((إِنَّ

مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)).

معلوم ہوا کہ پڑا حکمت و انش و اسلامیات کے اشعار مذموم نہیں ہیں۔

(۶۱۴۶) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان بن عینہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، انہوں نے کما کہ میں نے جنبد بن عبد اللہ بھلی سے سنا، انہوں نے کما کہ نبی کریم ﷺ چل رہے تھے کہ آپ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ گر پڑے، اس سے آپ کی انگلی سے خون بنتے لگا تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،
عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَوْفَتْ جَنْدَهَا
يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَعْنِي إِذَا أَصَابَهُ
حَجَرٌ فَغَرَّ لَدْمَبَتْ إِصْبَعَهُ فَقَالَ :

هَلْ أَنْتَ إِلَّا إِصْبَعَ ذَبَيْتَ

وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتَ

[راجع: ۲۸۰۲]

تو تو اک انگلی ہے اور کیا ہے جو زخمی ہو گئی
کیا ہوا اگر راہِ مولیٰ میں تو زخمی ہو گئی

لشیخ [یہ کلام رجیب ہے شعر نہیں آپ نے خود کوئی شعر نہیں بنایا۔ ہاں دوسرے شاعروں کے عمدہ شعر کبھی آپ نے پڑھے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ و ما علمناہ الشعرو ما ینبھی له۔

(۶۱۴۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کما ہم سے عبد الرحمن بن مددی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، انہوں نے کما ہم سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شعراء کے کلام میں سے سچا کلمہ لمید کا مصرعہ ہے جو یہ ہے کہ! ”اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم و فنا ہونے والا ہے۔“ امیہ بن ابی الصلت شاعر تو قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔

لشیخ [۶۱۴۷] حَدَّثَنَا بَشَارٌ، حَدَّثَنَا أَبْنُ
مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ،
حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أُبَيِّ هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْنَدَقْ كَلِمَةً
فَالَّهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةً لَمِيدَ)): أَلَا كُلُّ شَيْءٍ
مَا خَلَّ اللَّهُ بِاطِلٌ وَكَادَ أَمْيَةَ بْنَ أُبَيِّ
الصَّلَتْ أَنْ يُسْلِمَ۔ [راجع: ۳۸۴۱]

لشیخ [۶۱۴۸] لمید عرب کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کے کلام میں توحید کی خوبیاں اور برت پرستی کی نہ مرت بھری ہوئی ہے معلوم ہوا کہ اچھا شعر خواہ کسی غیر مسلم ہی کا کیوں نہ ہواں کی تحسین جائز ہے۔ مرد باید کہ گیراندر گوش و ربشت است پدر بردیوار۔ اور اس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے۔ وکل نعیم لا محالة زائل۔ یعنی ہر ایک نعمت ضرور ضرور ختم ہونے والی ہے مگر جتن کی نعیم۔

(۶۱۴۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے حاتم بن اساعیل نے، ان سے بریڈ ابن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع بنثہ نے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ جگ نیب میں گئے اور ہم نے رات میں سفر کیا، اتنے میں مسلمانوں کے آدمی نے عامر بن اکوع بنثہ

لشیخ [۶۱۴۸] حَدَّثَنَا قَتِيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا
حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أُبَيِّ
عَبِيدِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجَنا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْرَ قَسْرَنَا لَيْلًا

سے کماکہ اپنے کچھ شعر اشعار سناؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ عامر شاعر تھے۔ وہ لوگوں کو اپنی حدی سنانے لگے۔ ”اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ ہم صدقہ دے سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔ ہم تجھ پر فدا ہوں، ہم نے جو کچھ پہلے گناہ کے ان کو تو معاف کر دے اور جب (دشمن سے) ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون نازل فرا۔ جب ہمیں جنگ کے لئے بلایا جاتا ہے، تو ہم موجود ہو جاتے ہیں اور دشمن نے بھی پکار کر ہم سے نجات چاہی ہے۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون اوتھوں کو ہاں رہا ہے جو حمدی گارہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ عامر بن اکوع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ پاک اس پر رحم کرے۔ ایک صحابی یعنی عمر بن محبث نے کہا، یا رسول اللہ اب تو عامر شہید ہوئے، کاش اور چند روز آپ ہم کو عامر سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم خیر آئے اور اس کو گھیر لیا اس گھراؤ میں ہم شدید فاقلوں میں بتلا ہوئے، پھر اللہ تعالیٰ نے خیر والوں پر ہم کو فتح عطا فرمائی جس دن ان پر فتح ہوئی اس کی شام کو لوگوں نے جگہ جگہ آگ جلانی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ یہ آگ کیسی ہے، کس کام کے لئے تم لوگوں نے یہ آگ جلانی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ گوشت پکانے کے لئے۔ اس پر آپ نے دریافت فرمایا کس جیز کے گوشت کے لئے؟ صحابہ نے کماکہ بستی کے پالتو گدوں کا گوشت پکانے کے لئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، گوشت کو برتوں میں سے پھینک دو اور برتوں کو توڑو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم گوشت تو پھینک دیں گے، مگر برتن توڑنے کے بجائے اگر دھو لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا یوں ہی کرو۔ جب لوگوں نے جنگ کی صفت بندی کر لی تو عامر (ابن اکوع شاعر) نے اپنی تکوار سے ایک یہودی پر دار کیا، ان کی تکوار چھوٹی تھی اس کی نوک پلٹ کر خود ان کے گھنٹوں پر لگی اور اس کی وجہ سے ان کی شادوت ہو گئی۔ جب لوگ واپس آنے لگے تو سلمہ (عامر کے بھائی) نے بیان کیا کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ میرے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ : لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْنَوِعِ
أَلَا تُسْمِعُنَا هُنْيَهَا لَكَ قَالَ: وَكَانَ عَامِرٌ
رَجُلًا شَاعِرًا لِنَزَلَ بِخَدْوَهِ الْقَوْمَ يَقُولُ:
اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْدَيْنَا
وَلَا تَصْدِقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءَ لَكَ مَا افْتَنَنَا
وَلَبَسْ الْأَفْدَامَ إِنْ لَأَقْنَى
نَا إِذَا صَبَحَ بِنَا أَنْبَى
وَأَنْقَنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَبِالصَّيَاحِ عَوْلَوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ))
قَالُوا: عَامِرٌ بْنُ الْأَكْنَوِعِ فَقَالَ: ((بَيْنَ حَمْدَةِ
اللَّهِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا
نَبِيُّ اللَّهِ لَوْلَا أَمْتَعْنَاهُ بِهِ قَالَ: فَأَتَيْنَا خَيْرَ
فَحَاصَرَنَا هُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَحْمَضَةً
شَدِيدَةً، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ فَتَحَهَا عَلَيْنِهِمْ فَلَمَّا
أَفْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُيَحْتَ عَلَيْنِهِمْ
أُوْقَدُوا بِنَارِنَا كَبِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
((مَا هَذِهِ النَّارَ إِنَّ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ
تُوقَدُونَ؟)) قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ: ((عَلَى
أَيِّ لَحْمٍ؟)) قَالُوا: عَلَى لَحْمِ حَمْرَ إِنْسِيَةً
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((أَهْرَقُوهَا
وَأَكْسِرُوهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَوْ نُهْرِيْهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ: ((أَوْذَاكَ)) فَلَمَّا
تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قَصْرٌ
فَتَسَوَّلَ بِهِ يَهُودِيٌّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعَ ذُبَابَ
سَيْفِهِ فَأَصَابَ رُكْنَةً عَامِرٌ فَمَاتَ مِنْهُ، فَلَمَّا

دیرافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال بیواد ہو گئے۔ (کیونکہ ان کی موت خود ان کی تکوار سے ہوئی ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کس نے کما؟ میں نے عرض کیا، فلاں، فلاں، فلاں اور اسید بن حمیر انصاری نے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جس نے یہ بات کی اس نے جھوٹ کہا ہے اسیں تو دو ہر اجر ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلوں کو ملا کر اشارہ کیا کہ وہ عابد بھی تھا اور مجہد بھی (تو عبادت اور جہاد دونوں کا ثواب اس نے پیا) عامر کی طرح تو بہت کم بدار عرب میں پیدا ہوئے ہیں (وہ ایسا بدار اور نیک آدمی تھا)

عامر کے لئے جو لفظ آپ نے استعمال فرمائے وہ ان کی شہادت کی پیش گوئی تھی، کیونکہ جس کے لئے آپ لفظ "برحمة الله" فرمادیتے وہ ضرور شہید ہو جاتا یہ آپ کا ایک مجرہ تھا۔ اسی سے لوگوں نے لفظ مرحوم نکلا ہے، جو فوت شدہ مسلمانوں پر بولا جاتا ہے اور روایت میں حدی خوانی اور رجز وغیرہ کا ذکر ہے، باب سے کی مناسبت ہے۔ اشعار مذکورہ کا ترجمہ حضرت مولانا وحید الزبان مرحوم کے لفظوں میں یہ ہے۔

تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوٰۃ
گرنہ ہوتی تیری رحمت اے شہ عالی صفات!
تمھ پر مدّتے جب تک دنیا میں ہم زندہ رہیں
جس وہ ناقچیختے نہیں ہم ان کی بات
چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہیں نجات
مدی ایک خاص لمحہ کا گاتا جس کو سن کر تھا ہوا اونٹ تازہ دم ہو کر مست ہو جاتا ہے (امکال، صفحہ: ۳۶۸) اس سے رزمیہ نظموں کا جواز لکھتا ہے۔

یہ مذکورہ احادیث میں کچھ جنگ خیر کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور یہ ہمارے محترم کاتب صاحب کی مرہنی ہے کہ انہوں نے پچھلے صفات میں اردو کو اتنا خفی کر دیا کہ صفات کے مطابق عربی اردو میں کافی تقاضہ واقع ہو گیا اور یہ آخری صفات غالی رہ گئے یہ مل مروقدہ احادیث کا ترجمہ پچھلے صفات پر چلا گیا۔ امید کہ اس سلسلہ میں قارئین کرام ہم کو محفوظ تصور فرماتے ہوئے ان غالی صفات پر جنگ خیر کی تفصیلات معلوم کر کے محفوظ ہوں گے جنگ خیر صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوئی۔ جس کے موقعہ پر اللہ پاک نے آیت وعدکم اللہ مفہوم کثیرہ (۲۰:۱۷) نازل فرمایا کہ بعد کی ہونے والی توقعات پر اشارہ فرمایا اس لئے مناسب ہو گا کہ صلح حدیبیہ یہ سے آپ مطابق فرمایا کہ جنگ خیر کی تفصیلات معلوم کریں یہ مذکورہ ذیل تفصیلات ہمارے بزرگ ترین استاذ حضرت قاضی سلیمان صاحب سلمان مفتی کی قلم حقیقت رقم سے مطابق فرمائے ہیں۔ حضرت مرحوم یوس شروع فرمائے ہیں:

صلح حدیبیہ (۶ ہجری مقدس) اس سال نی مفتی نے اپنا ایک خوب مسلمانوں کو سنایا فرمایا "میں نے دیکھا گویا میں اور سلمان کو پہنچ گئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں" اس خوب کے سنتے سے غریب الوطن مسلمانوں کو اس شوق نے جو بیت

فَقُلُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ هَاجِهَا فَقَالَ لَيْ: ((مَا لَكَ)) فَقَلَتْ : فِدَى لَكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبَطَ عَمَلَهُ، قَالَ: ((مَنْ قَالَهُ)) فَقَلَتْ قَالَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَأَسِيدٌ بْنُ الْحَصَنِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ : ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَا جُنُونٍ)) وَجَمِيعُ بَنِنَ إِصْبَعِيهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِنْلَهُ.

[راجع: ۲۴۷۷]

اللہ کے طواف کا ان کے دل میں تھا بے چین کر دیا اور انہوں نے اسی سال نبی ﷺ کو سفر مکہ کے لئے آمادہ کر لیا، مدینہ سے مسلمانوں نے سلام جنگ ساتھ نہیں لیا۔ بلکہ قربانی کے اونٹ ساتھ لئے اور سفر بھی ذیقعدہ کے مہینہ میں کیا جس میں عرب قدمیم رواج کی پابندی سے جنگ ہرگز نہ کیا کرتے تھے اور جس میں ہر ایک دشمن کو بلا روک ٹوک کر میں آنے کی اجازت ہوا کرتی تھی۔ جب کہ ۱۹ میل رہ گیا تو نبی ﷺ نے مقام حدیبیہ سے قریش کے پاس اپنے آنے کی اطلاع بھیج دی اور آگے بڑھنے کی اجازت بھی ان سے چاہی۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کا اسلامی تاریخ میں ذو الورین لقب ہے، سفیر بنا کر بھیج گئے۔ ان کے جانے کے بعد شکر اسلامی میں یہ خبر پھیل گئی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو قتل یا قید کر دیا ہے۔ اس لئے نبی ﷺ نے اس بے سرو سالمانی میں جمعیت سے جان ثاری کی بیعت لی کہ اگر لڑتا بھی پڑا تو ثابت قدم رہیں گے۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ قرآن مجید میں ہے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعنوک تحت الشجرة اس بیعت میں نبی ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا داہنا ہاتھ قرار دیا اور ان کی جانب سے اپنے داشنے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس بیعت کا حال سن کر قریش ڈر گئے اور ان کے سردار یکے بعد دیگرے حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ عروہ بن مسعود جو قریش کی جانب سے آیا اس نے قریش کو واپس جا کر کہا (یہ عروہ جو آج قریش کا سفیر بن کر آیا تھا، چند سال کے بعد خود بخود مسلمان ہو گیا تھا) اور اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کے لئے سفیر اسلام بن کر گیا تھا۔

اے قوم! مجھے بارہا نجاشی (بادشاہ جہش) قیصر (بادشاہ قسطنطینیہ) کریم (بادشاہ ایران) کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے مگر مجھے کوئی بھی ایسا بادشاہ نظر نہ آیا جس کی عظمت اس کے دربار والوں کے دل میں ایسی ہو جیسے اصحاب محمد کے دل میں محمد کی ہے (ﷺ)۔ محمد ﷺ تھوکتا ہے تو اس کا آب وہن زمین پر گرنے نہیں پاتا۔ کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی پر گرتا ہے اور وہ شخص اس آب وہن کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب محمد ﷺ کوئی حکم دیتا ہے تو تعالیٰ کے لئے سب مبارکت کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو آب مستعمل وضو کے لئے ایسے گرے پڑتے ہیں گویا لڑائی ہو پڑے گی۔ جب وہ کلام کرتا ہے تو سب کے سب چپ ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل میں محمد ﷺ کا اتنا ادب ہے کہ وہ اس کے سامنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ میری رائے ہے کہ ان سے صلح کر لو جس طرح بھی بنے۔ سوچ سمجھ کر قریش صلح پر آمادہ ہوئے۔ صلح کے لئے مندرجہ ذیل شرائط مطابق ہوئیں۔

(۱) دس سال تک باہمی صلح رہے گی؛ جانبین کی آمد و رفت میں کسی کو روک نہ ہو گی (۲) جو قبائل چاہیں، قریش سے مل جائیں اور جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں کی جانب شامل ہو جائیں۔ دوست دار قبائل کے حقوق بھی یہی ہوں گے (۳) اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کی اجازت ہو گی۔ اس وقت ہتھیار ایں کے جسم پر نہ ہوں گے گو سفر میں ساتھ ہوں (۴) اگر قریش میں سے کوئی شخص نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر چلا جائے تو نبی ﷺ اس شخص کو قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دیں گے، لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جاتے تو قریش اسے واپس نہ کریں گے۔

آخری شرط سن کر تمام مسلمان بجو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم کیا تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہم اس پارے میں زیادہ پر جوش تھے۔ لیکن نبی کرم ﷺ نے فس کراس شرط کو بھی منظور فرمایا۔ معاہدہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہم نے کھانا، بزم اللہ الرحمن الرحيم سیل جو قریش کی طرف سے مختار معاہدہ تھا، بولا، بخدا ہم نہیں جانتے کہ رحمن کے کہتے ہیں یا اسمک اللہم لکھو۔ نبی ﷺ نے وہی لکھ دینے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہم نے پھر لکھا یہ معاہدہ ”محمد رسول اللہ“ اور قریش کے درمیان منعقد ہوا ہے۔ سیل نے اس پر بھی اعتراض کیا اور نبی کرم ﷺ نے اس کی درخواست پر محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری عن سورہ بن مخمرہ باب الشروط فی الجہاد) یہی سیل جو آج اس مبارک محمد کے ساتھ رسول لکھنے پر اعتراض کرتا ہے چند سال کے بعد دلی شوق اور امنگ سے مسلمان ہو گیا۔ انتقال نبوی کے بعد مکہ مکرمہ میں اس نے اسلام کی حقانیت پر ایسی زیر دست تقریر کی تھی، جو ہزاروں مسلمانوں کے لئے احکام اور تمازگی ایمان کا باعث ثمری تھی، بے شک یہ اسلام کا عجیب اثر ہے کہ وہ جانی اور دلی دشمنوں کو دم بھر میں اپنا فدائی بنایتا ہے۔

معلمہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر کوئی شخص آئندہ مسلمان نہ ہو گا، لیکن یہ شرط ابھی طے ہی ہوئی تھی اور عمد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا، دونوں طرف سے معلمہ پر دستخط بھی نہ ہوئے تھے کہ سعیل بن عمرو (حوالہ مکہ کی طرف سے معلمہ پر دستخط کرنے کا اختیار رکھتا تھا) کے سامنے ابو جندل اسی جلسے میں پہنچ گیا اور ابو جندل مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا، قریش نے اسے قید کر رکھا تھا اور اب وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت ہی بھاگ کر لشکر اسلامی میں پہنچا تھا۔ سعیل نے کہا کہ اسے ہمارے حوالہ کیا جائے۔

عمد نامہ کب واجب العمل ہوتا ہے: نبی ﷺ نے فرمایا کہ عمد نامے کے مکمل ہو جانے پر اس کے خلاف نہ ہو گا، یعنی جب تک عمد نامہ مکمل نہ ہو جائے اس کی شرائط پر عمل نہیں ہو سکتا۔ سعیل نے گز کر کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے حکم دیا اور ابو جندل قریش کے پرد کر دیا گیا۔ قریش نے مسلمانوں کے کیپ میں اس کی مخفیں باندھیں پاؤں میں زنجیر ڈالی اور کشان کشان لے گئے۔ نبی ﷺ نے جاتے وقت اس قدر فرمادیا تھا کہ ابو جندل! خدا تمیری کشاوش کے لئے کوئی سنبھال نکال دے گا۔

ابو جندل کی ذلت اور قریش کا ظلم دیکھ کر مسلمانوں کے اندر جوشی اور طش تو پیدا ہوا، مگر نبی ﷺ کا حکم سمجھ کر ضبط و مبرکہ رہے۔ نبی ﷺ حدیثیہ ہی میں ثہرے ہوئے تھے کہ اسی (۸۰) آدمی کوہ شیم سے منج کے وقت جب مسلمان نماز میں مصروف تھے اس ارادے سے اترے کہ مسلمانوں کو نماز میں قتل کر دیں یہ سب گرفتار کر لئے گئے اور آخر پر نبی ﷺ نے انہیں از راہ رحم دی وغدو چھوڑ دیا۔

حملہ آور اعداء کو معافی: اسی واقعہ پر قرآن مجید میں اس آیت کا نزول ہوا۔ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَنْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَنْدِيَكُمْ عَنْهُمْ يَنْظَلُونَ مَكَّةً مِّنْ بَعْدِهِ أَنْ أَظْفَرُكُمْ عَلَيْهِمْ (سورہ الفتح آیت: ۲۳) خدا وہ ہے جس نے وادی مکہ میں تمہارے دشمنوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ بھی (ان پر قابو پانے کے بعد) ان سے روک دیئے۔

الغرض یہ سفر بہت خیر و برکت کا موجب ہوا۔ آخر پر نبی ﷺ نے معاذین کے ساتھ معلمہ کرنے میں نیاضی، "ززم" دور بھی اور حملہ آور دشمنوں کی معافی میں غصہ اور رحمۃ اللہ العلیمی کے انوار کا ظہور دکھایا، حدیثیہ ہی سے مہینہ منورہ کو واپس تشریف لے گئے۔ اسی معلمہ کے بعد سورۃ الفتح کا نزول حدیثیہ میں ہوا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ؟ کیا یہ معلمہ ہمارے لئے فتح ہے؟ فرمایا ہاں! ابو جندل نے زندان مکہ میں پہنچ کر دین حق کی تبلیغ شروع کر دی، جو کوئی اس کی مگر انی پر مامور ہوتا، وہ اسے توحید کی خوبیاں سناتا، اللہ کی عظمت و جلالت بیان کر کے ایمان کی پہاہت کرتا۔ خدا کی قدرت کہ ابو جندل اپنے پیچے ارادے اور سی میں کامیاب ہو جاتا اور وہ غصہ مسلمان ہو جاتا۔ قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی قید کر دیتے، اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام اسی قید خانہ میں کرتے۔ الغرض اس طرح ایک ابو جندل کے قید ہو کر مکہ پہنچ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر قریباً تین سو اشخاص مسلمان ہو گئے۔ ابو جندل کی طرح ایک شخص ابو بصیر تھا مسلمان ہو کر مدینہ پہنچا، قریش نے اسے بھی واپس لانے کے لئے دو غصہ نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجے، آخر پر نبی ﷺ نے ابو بصیر کو ان کے پرد کر دیا۔ راستہ میں ابو بصیر نے ان میں سے ایک کو دھوکا دے کر مار دیا، دوسرا نبی ﷺ کی خدمت میں اطلاع دیئے کے لئے گیا۔ اس کے پیچے ہی ابو بصیر پہنچا، نبی ﷺ نے اسے فساد اگیر فرمایا اس عتاب سے خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھی بھاگا۔ قریش نے ابو جندل اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو کہ سے نکال دیا۔ ابو جندل کو چونکہ مددہ آنے کی اجازت نہ تھی، اس نے اس نے کہ سے شام کے راستہ پر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا، جو قافتہ قریش کا آتا جاتا اسے لوٹ لیتا (یوں کہ قریش فریق جگ تھے) ابو بصیر بھی اسی سے جاما۔

ایک دفعہ ابو العاص بن ریح کا قافلہ بھی شام سے آیا۔ ابو جندل وغیرہ ابو العاص سے واقف تھے، سیدہ زینب بنت رسولؐ کا اس سے

نکاح ہوا تھا (گو ابوالحاصل کے مشرک رہنے سے افتراق ہو چکا تھا) ابو جندل نے قابلہ لوٹ لیا۔ مگر کسی جان کا نقصان نہ ہوا۔ اس لئے کہ ابوالحاصل ان میں تھا۔ ابوالحاصل وہاں سے سید حامیت آیا اور حضرت زینب بنت علیہ کی وساطت سے ماجرہ کی اطلاع نبی مسیح علیہ السلام کے پہنچائی۔ نبی مسیح علیہ السلام صحابہ کے مشورہ پر چھوڑ دیا۔ صحابہ نے ابوالحاصل کی تائید میں فیصلہ کیا۔ جب ابو جندل کو اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے سارا اسباب رسی اور ممار شتر تک ابوالحاصل کو واپس کر دیا، ابوالحاصل کہ پہنچا۔ سب لوگوں کا روپیہ پسہ اسباب ادا کیا۔ پھر منادی کرائی کہ اگر کسی کا کوئی حق مجھ پر رہ گیا ہو تو بتا دے۔ سب نے کہا تو بڑا امین ہے۔ ابوالحاصل نے کہا اب میں جاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔ مجھے ذر تھا کہ اگر اس سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو لوگ الزام لگاتے کہ ہمارا مال مار کر مسلمان ہو گیا ہے۔ نبی مسیح علیہ السلام نے ابو جندل اور اس کے ساتھیوں کو بھی اب مدینہ منورہ بالیا تھا تاکہ وہ قریش کو نہ لوٹ سکیں۔

اب قریش گھبرائے کہ ہم نے کیوں عمد نہ ائے میں ان ایمان والوں کو واہیں لینے کی شرط درج کرائی پھر انہوں نے مک کے چند منتخب شخصوں کو نبی مسیح علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کہ ہم عمد نہ ائے کی اس شرط سے مستبردار ہوتے ہیں۔ ان نو مسلموں کو اپنے پاس واپس بلا لجھئے۔ نبی مسیح علیہ السلام نے معاہدہ کے خلاف کرنے پسند نہ فرمایا۔ اس وقت عام مسلمان بھی سمجھ گئے کہ معاہدہ کی وہ شرط جو بظاہر ہم کو ناگوار تھی اس کا منظور کر لینا کس قدر مفید ثابت ہوا۔

ابو جندل کے حال سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہے؟ ابو جندل کے قصہ سے ہر شخص جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم کا مادہ رکھتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی صداقت کیسی الہی طاقت کے ساتھ پھیل رہی تھی اور کس طرح طالبان حق کے دل میں قبضہ کر رہی تھی کہ وطن کی دوڑی، اقارب کی جدائی، قید، ذلت، بھوک، پیاس، خوف و طمع، تکوار، چھانی غرض دنیا کی کوئی چیز اور کوئی جذبہ ان کو اسلام سے نہ روک سکتا تھا۔

صلح کا حقیقی فائدہ: امام زہری نے معاہدہ کی دفعہ اول کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ جانبین سے آمد و رفت کی روک نوک کے اٹھ جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے اور اس طرح ان کو اسلام کی حقیقت اور صداقت معلوم کرنے کے موقع ملے اور اسی وجہ سے اس سال اتنے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ اس سے پیشتر کسی سال اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا طواف کعبہ کے لئے جانا اور اس کے متانج (ے ہجری مقدس)^(۶) معاہدہ حدیبیہ کی شرط دوم کی رو سے مسلمان اس سال مکہ پہنچ کر عمرہ کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ کا رسول وہ ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر مکہ پہنچا: مکہ والوں نے نبی مسیح علیہ السلام کو مکہ آنے سے تو نہ روا کیا۔ ان خود گھروں کو مغلل کر کے کوہ ابو قبیل کی چوٹی پر جس کے پیچے کہ آباد ہے چلے گئے، پہاڑ پر سے مسلمانوں کے کام دیکھتے رہے۔ خدا کا نبی مسیح علیہ السلام تین دن تک کے لئے مکہ میں رہا اور پھر ساری جمیعت کے ساتھ مدینہ کو واپس چلا گیا۔ ان مکروں پر مسلمانوں کے سچ جوش، سادہ اور مؤثر طریق عبادت کا اور ان کی اعلیٰ دیانت و امانت کا (کہ خالی شدہ شرمنس کسی کا ایک پائی کا بھی نقصان نہ ہوا تھا) عجیب اثر ہوا، جس نے سیکنڈوں کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔

جنگ خیر (محرم ۷ھ): خیر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام کا نام ہے، یہ یہودیوں کی خاص آبادی کا قصبہ تھا۔ آبادی کے گرد اگر دھکم قلعے بنائے ہوئے تھے۔ نبی مسیح علیہ السلام کو سفر حدیبیہ سے پہنچے ہوئے انہی تھوڑے ہی دن (ایک ماہ سے کم) ہوئے تھے کہ یہ سخنے میں آیا کہ خیر کے یہودی پھر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں اور جنگ احزاب کی ناکامی کا بدله لینے اور اپنی کھوئی ہوئی جنگی عزت و قوت کو ملک بھر میں بحال کرنے کے لئے ایک خونخوار جنگ کی تیاری کر لے چکے ہیں۔ انہوں نے قبلہ غطفان کے چار ہزار جنگجو بہادروں کو بھی اپنے ساتھ مالیا تھا اور معاہدہ یہ تھا کہ اگر مدینہ فتح ہو گیا تو پیداوار خیر کا نصف حصہ ہیشہ بنو غطفان کو دیتے رہیں گے۔

مسلمان محاصرہ کی تھتی کو جو پچھلے سال ہی جنگ احزاب میں انسین امحلنی پڑی تھی، ہنوز نہیں بھولے تھے۔ اس لئے سب مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ حملہ آور دشمن کو آگے بڑھ کر لینا چاہیے۔

نبی ﷺ نے اس غزوہ میں صرف انی صحابہ کو ہم رکاب چلنے کی اجازت دی تھی جو لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعنونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبہم کی بشارت سے متاز تھے اور جن کو وعد کم اللہ مفاظم تکمیلہ تاخذونہا۔ کامرہ مل چکا تھا۔ ان کی تعداد پودھہ سو تھی جن میں سے دو سو اسپ سوار تھے۔

مقدمہ لٹکر کے سردار عکاشہ بن محسن اسدی ہٹھ اور میمہ لٹکر کے سردار عمر بن الخطاب ہٹھ تھے۔ سردار میسر و کوئی اور صحابی ہٹھ تھے۔ صحابیہ عورتیں بھی شامل لٹکر تھیں، جو بیاروں اور زخیروں کی خبر گیری اور تمارداری کے لئے ساتھ ہوئی تھیں۔

لٹکر اسلام آبادی خیر کے متصل رات کے وقت پہنچ گیا تھا لیکن نبی ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ لوائی رات کو شروع نہ کرتے تھے اور نہ شب خون ڈالا کرتے تھے۔ اس لئے لٹکر اسلام نے میدان میں ڈیرے ڈال دیئے۔ معز کہ کے لئے اس مقام کا انتخاب مرد جنگ آزا خباب بن المنذر ہٹھ نے کیا تھا۔ یہ میدان اہل خیر اور بون غطفان کے درمیان پڑتا تھا۔ اس تدریک کا فائدہ یہ ہوا کہ جب بُو غطفان یہودیان خیر کی مدد کے لئے نکلے تو انہوں نے لٹکر اسلام کو سر راہ پایا اور اس لئے چپ چاپ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ لٹکر کا بڑا یکپ اسی جگہ رہے گا اور حملہ آور فوج کے دستے یکپ سے جایا کریں گے۔ لٹکر کے اندر فوراً مسجد تیار کر لی گئی اور جنگ کے دوش بدوسش تبلیغ اسلام کا مسلسلہ بھی جاری فرمادیا گیا تھا۔

حضرت عثمان ہٹھ اس یکپ کے ذمہ دار افسر تھے۔ قبیلہ خیر کے قلعہ جو آبادی کے دائیں باشیں واقع تھے شمار میں دس تھے، جس کے اندر دس ہزار جنگی مرد رہتے تھے، ہم ان کو تین حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں۔ (۱) قلعہ نامم (۲) قلعہ نظاہ (۳) حصن صعب بن معاذ۔ یہ چاروں حصوں نظاہ کے نام سے نامزد تھے (۴) حصن الزیر (۵) حصن بن (۶) حصن البر۔ یہ تینوں حصوں کے نام سے نامزد تھے۔ (۷) حصن ابو (۸) حصن قوص طبری (۹) حصن طیح (۱۰) حصن سالم۔ ہے حصن نبی الحقیق بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں حصوں کیسے کے نام سے نامزد تھے۔

محمود بن مسلمہ ہٹھ کو حملہ آور فوج کا سردار بنایا گیا اور انہوں نے قلعہ نظاہ پر جنگ کا آغاز کر دیا۔ نبی ﷺ خود بھی حملہ آور فوج میں شامل ہوئے تھے، بالی ماندہ فوئی یکپ زیر گرانی حضرت عثمان بن عفان ہٹھ تھا۔

محمود بن مسلمہ ہٹھ پانچ روز تک برابر حملہ کرتے رہے لیکن قلعہ فتح نہ ہوا، پانچوں یا چھٹے روز کا ذکر ہے کہ محمود ہٹھ میدان جنگ کی گری سے ذرا استانے کے لئے پائیں قلعہ دیوار کے سایہ میں لیٹ گئے۔ کنانہ بن الحقیق یہودی نے انہیں غافل دیکھ کر ایک پتھر ان کے سر پر دے مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ فوج کی کمان محمد بن مسلمہ ہٹھ کے بھائی نے سنبھال لی اور شام تک مکالم شجاعت و ولاؤری سے لڑتے رہے۔ محمد بن مسلمہ کی رائے ہوئی کہ یہودیوں کے نخلستان کو کاتا جائے کیونکہ ان لوگوں کو ایک ایک درخت ایک ایک بچ کے برابر پیارا ہے۔ اس تدبیر سے اہل قلعہ پر اثر ڈالا جائے گا۔ اس تدبیر پر عمل شروع ہو گیا تھا کہ ابو بکر صدیق ہٹھ نے نبی ﷺ کے حضور میں حاضر ہو کر انتساب کیا کہ یہ علاقہ یقیناً مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہونے والا ہے پھر ہم اسے اپنے ہاتھوں کیوں خراب کریں۔ نبی ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اہن مسلمہ ہٹھ کے پاس نخلستان کاٹنے کا حکم اتنا عیٰ بیعج دیا۔ شام کو محمد بن مسلمہ ہٹھ نے اپنے بھائی کی مظلومانہ شادت کا تصدھ خود ہی نبی ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا، نبی ﷺ نے فرمایا لا عطیں (اویلائیں) الراية غدار جل یبحہ اللہ و رسوله یفتح اللہ علیہ کل فوج کا نشان اس شخص کو دیا جائے گا (اے وہ شخص نشان ہاتھ میں لے گا) جس سے خدا تعالیٰ اور رسول اللہ محبت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ یہ ایسی تعریف تھی، جسے سن کر فوج کے بڑے بڑے بہادر اگلے دن کی کمان ملنے کے آرزو مند ہو گئے۔

اس رات پاسبانی لکر کی خدمت حضرت عمر بن الخطاب رضوی کے پرستی۔ انہوں نے گردواری کرتے ہوئے ایک یہودی کو گرفتار کیا اور اسی وقت نبی ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت ﷺ نماز تجدیں تھے، جب فارغ ہوئے تو یہودی سے گنتگو فرمائی۔ یہودی نے کہا کہ اگر اسے اور اس کے زن و پچ کو جو قلعہ کے اندر ہیں امان عطا ہو تو وہ بہت سے جگلی راز باتا سکتا ہے۔ یہ وعدہ اس سے کر لیا گیا۔ یہودی نے بتایا کہ نظاہ کے یہودی آج کی رات اپنے زن و پچ کو قلعہ شن میں بیٹھ رہے ہیں اور نند و جس کو قلعہ نظاہ کے اندر دفن کر رہے ہیں۔ مجھے وہ مقام معلوم ہے۔ جب مسلمان قلعہ نظاہ لے لیں گے تو میں وہ جگہ بتا دوں گا۔ بتایا کہ قلعہ شن کے تھے خانوں میں قلعہ ٹھنکی کے بہت سے آلات تھیں وغیرہ موجود ہیں۔ جب مسلمان قلعہ شن میں کر لیں گے تو میں وہ تھے خانے بھی سب بتا دوں گا۔ صحیح ہوئی تو نبی کرم ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضوی کو یاد فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ انہیں آشوب چشم ہے اور آنکھوں میں درد بھی ہوتا رہا ہے۔ حضرت علی رضوی آگئے تو نبی ﷺ نے لب مبارک جناب علی مرتضیٰ رضوی کی آنکھوں کو لگادیا۔ اسی وقت آنکھیں کھل گئیں نہ آشوب کی سرفی باقی تھی اور نہ درد کی تکلیف۔ پھر فرمایا علی! جاؤ راہ خدا میں جناد کرو، پلے اسلام کی دعوت دو، بعد میں جنگ کرو۔ علی! اگر تمہارے ہاتھ پر ایک شخص بھی مسلمان ہو جائے تو یہ کام بھاری غیتوں کے حاصل ہو جانے سے بہتر ہو گا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضوی نے قلعہ نامم پر جنگ کی طرح ڈالی۔ مقابلہ کے لئے قلعہ کا مشور سردار مرحبا میدان میں نکلا۔ یہ اپنے آپ کو ہزار بہادروں کے یار اور کارتا تھا۔ اس نے آتے ہی یہ رجز پڑھنا شروع کر دیا۔ قد علمت خیر اُنی مرحبا۔ شاکی السلاح بطل مجروب۔ اذ القلوب اقبلت تلهب!۔ خیر جانتا ہے کہ میں ہتھیار سجانے والا بہادر تجہیہ کار مرحبا ہوں۔ جب لوگوں کے ہوش مارے جاتے ہیں، تو میں بہادری دکھاتا ہوں“

اس کے مقابلہ کے لئے عامر بن الکوع رضوی نکل۔ وہ بھی اپنارجز پڑھتے جاتے تھے۔

قد علمت خیر اُنی عامر۔ شاکی السلاح بطل مقابر۔ خیر جانتا ہے کہ ہتھیار چلانے میں استاد بہر آزمائیں ہوں۔ میرا نام عامر ہے۔“
مرحب نے ان پر تکوار سے وار کیا۔ عامر رضوی نے اسے ڈھال پر روکا اور مرحبا کے حصہ نزیریں پر وار چلایا۔ مگر ان کی تکوار جو لمبائی میں چھوٹی تھی، ان ہی کے گھٹنے پر گئی، جس کے صدمہ سے بالآخر شہید ہو گئے۔
پھر حضرت علی مرتضیٰ رضوی نکل۔ رجز حیدری سے میدان گونج اٹھا۔

انا اللہ سمعتی امی حیدرہ۔ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ۔ کلیت باغات شدید قسوہ ”میں ہوں کہ میرا نام شیر غلبناک رکھا ہے، میں اپنی تکوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیانے عطا کروں گا۔ میں شیر بہر حملہ آور ہنر میدان ہوں۔“
حضرت علی مرتضیٰ رضوی نے ایک ہی ہاتھ تکوار کا ایسا مارا کہ مرحبا کے خود آہنی کو کاتا ہوا عالمہ کو قطع کرتا سر کے دو ٹھوکے بناتا ہوا گروں نکل جا پہنچا۔ مرحبا کا جھوپٹا، مرحبا کا سر نکلا اسے نزیر بن العوام نے خاک میں سلا دیا۔

اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضوی کے عام حملہ سے قلعہ نامم فتح ہو گیا۔ اسی روز قلعہ صعب کو حضرت جناب بن المنذر رضوی نے محاصرہ سے تیرے دن بعد فتح کر لیا۔ جناب بن المنذر انصاری الٹمی رضوی ابو عمرو کیت اور ذو الراء لقب تھا۔ غزوہ بدر میں ۳۲۳ میں تھے، میدان جنگ بر کے متعلق بھی آنحضرت ﷺ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضوی کی خلافت میں انتقال فرمایا، قلعہ صعب سے مسلمانوں کو جو، کھبور، چھوہارے، مکعن، روغن، زینون، چیلی اور پارچہ جات کی مقدار کیشی میں فوج میں قلت رسد سے جو تکلیف ہو رہی تھی وہ رفع ہو گئی۔ اس قلعہ کے آلات قلعہ ٹھنک بھی برآمد ہوئے، جس کی خبر یہودی جاسوس دیکھے چکا تھا۔ اس سے اگلے روز قلعہ نظاہ فتح ہو گیا۔ اب قلعہ الزیر جو ایک پاڑی یہلے پر واقع تھا اور اپنے بالی نزیر کے نام سے موسوم تھا، پر حملہ کیا گیا۔ دو روز کے بعد ایک یہودی لکر اسلام میں آیا۔ اس نے کہا یہ قلعہ تو مینہ بھر تک بھی تم فتح نہ کر سکو گے میں ایک راز باتا ہوں۔ اس قلعہ کے اندر پانی ایک زیر زمین نالہ کی راہ سے جاتا ہے اگر پانی کا راستہ بند کر دیا جائے تو فتح ممکن ہے۔ مسلمانوں نے پانی پر قبضہ کر لیا۔

اب الٰل قلعہ، قلعہ سے لکل کر کھل میدان میں آ کر لے اور مسلمانوں نے انہیں ٹکست دے کر قلعہ کو فتح کر لیا۔ پھر حعن ابی پر حملہ شروع ہوا۔ اس قلعہ والوں نے سخت مدافعت کی، ان میں سے ایک شخص جس کا نام غزوادن تھا، مبارزت کے لئے باہر نکلا۔ حباب بن شریش مقابلہ کو گئے اس کا بازو راست کٹ گیا۔ وہ قلعہ کو بھاگا، حباب بن شریش نے تعاقب کیا اور اس کی رُگ پاشندہ کو بھی کٹ ڈالا، وہ گرفڑا اور پھر قتل کیا گیا۔

قلعہ سے ایک اور یہودی نکلا، جس کا مقابلہ ایک مسلمان اس کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔ اب ابو وجانہ بن شریش نکلے۔ انہوں نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں کٹ دیئے اور پھر قتل کر ڈالا۔

یہود پر رعب طاری ہو گیا اور باہر نکلنے سے رک گئے۔ ابو وجانہ بن شریش آگے بڑھے۔ مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا۔ محکم کرنے ہوئے قلعہ کی دیوار پر جا چڑھے۔ قلعہ فتح کر لیا۔ اہل قلعہ بھاگ گئے اس قلعہ سے کمیاں اور کپڑے اور اسباب بہت ساملا۔ اب مسلمانوں نے حعن البر پر حملہ کر دیا۔ یہاں کے قلعہ نشینوں نے مسلمانوں پر اتنے تبر بر سائے اور اتنے پھر گرانے کے مسلمانوں کو بھی مقابلہ میں مجینق کا استعمال کرنا پڑا۔ مجینق وہی تھے جو حعن صعب سے غیمت میں ملے تھے۔ مجینقوں سے قلعہ کی دیواریں گرائی گئیں اور قلعہ فتح ہو گیا۔ (اس عظیم فتح کے بعد بہت سے اکابر نے اسلام قبول کر لیا) انہیں ایمان لانے والوں میں خالد بن ولید تھے، جو جنگ احمد میں کافروں کے رسالہ کے افراد سے اور مسلمانوں کو انہوں نے سخت نقصان پہنچایا۔

یہی وہ خالد بن شریش ہیں جنہوں نے اسلامی جنگ ہونے کی حیثیت میں مسیلہ کذاب کو ٹکست دی، تمام عراق اور نصف شام کا ملک فتح کیا تھا۔ مسلمانوں کے ایسے جانی دشمن اور ایسے جانباز اعلیٰ سپاہی کا خود بخود مسلمان ہو جانا اسلام کی سچائی کا مجہر ہے۔

عمرو بن العاص بن شریش کا اسلام لانا ۸۵: انہی اسلام لانے والوں میں عمرو بن العاص تھے، قریش نے ان ہی کو مسلمانوں سے عداوت اور یہودی معاملات میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کی وجہ سے اس ڈپوئیشن کا سردار بنا لیا تھا جو شاہ جہش کے پاس گیا تھا تاکہ وہ جہش میں گئے ہوئے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کر دے۔ انہیں عمرو بن العاص بن شریش نے حضرت عمر بن شریش کے زمانہ خلافت میں ملک مصر کو فتح کیا تھا۔ ایسے مدبر و ماہر سیاست اور فاخت ممالک کا مسلمان ہو جانا بھی اسلام کا اعجاز ہے۔

انہی اسلام لانے والوں میں عثمان بن طلحہ بھی تھے۔ جو کعبہ کے اعلیٰ مقام میں قائم و کلید بردار تھے جب یہ نبی سردار (جن) کی شرافت حسب و نسب سارے عرب میں مسلم تھیں نبی مسیح کی خدمت میں جا پہنچا تو نبی مسیح نے فرمایا کہ آج مکنے اپنے جگر کے دو ٹکڑے ہم کو دے ڈالے۔ (فتح باری رحمۃ للعلیین۔ جلد اول)

قارئین کرام بخاری شریف نے پیشتر احادیث کی روایت کرنے والی خاتون ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بن شریش کا نام نہیں واسم گرائی پڑھا ہو گا مگر ایسے ہتھ کم ہوں گے جو حضرت صدیقہؓ کے حالات سے واقعیت رکھتے ہوں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ بن شریش کے کچھ حالات زندگی درج کر دیئے جائیں اللہ پاک ایمان والوں کی ماں رسول کریم مسیح کی حرم حضرت عائشہ بن شریش کی روح پاک پر ہماری طرف سے بے شمار سلام اور برحمتیں نازل فرمائے۔ آئیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ: عائشہ بنت ابوکر صدیق بن عبادہ عبد اللہ بن ابی قافد عثمان بن عامر بن عمربن کعب بن سعد ابن قیم من المؤمنین کعب بن لوی بن قلب بن فربن مالک بن نفر بن کنانہ۔

نهیں کی طرف سے عائشہ بن شریش بنت ام ہارون بنت عامر بن عمیر بن عبد الشس بن عتاب بن اذنیہ امہن سعیج بن وہدان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

آپ کا نسب نامہ ضور سرور کائنات سے باپ کی طرف سے آتموں اور مل کی طرف سے بارہویں پشت میں کائنات سے جاتا ہے۔

اس طرح سے آپ باپ کی طرف سے قریبی اور ماں کی طرف سے کنالی ہیں۔

لقب و خطاب: آپ کا نام عائشہ، لقب حمیرا اور خطاب ام المؤمنین، کنیت ام عبد اللہ۔ حضرت عائشہؓ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی جس کے نام سے وہ اپنی کنیت مقرر کرتیں اوز کنیت سے کسی کا پکارا جانا عرب میں چونکہ عزت کی شانی سمجھی جاتی تھی، اس لئے آپ نے حضور ﷺ کے مشورہ سے اپنی بن اسماء کے بیٹے عبد اللہ بن زبیر کے نام پر اپنی کنیت ام عبد اللہ رکھ لی تھی۔

تاریخ ولادت: آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ تو معلوم نہیں، لیکن اس قدر ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے پانچویں اور بھرتوں نبوی سے نو سال پہلے پیدا ہوئی تھیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بھرت سے تین سال پہلے جب آپ کا حضور سرور کائنات سے نکاح ہوا تو اس وقت آپ کی عمر چھ سال کی تھی اور مدینہ منورہ پہنچ کر اہم میں جب آپ کاشانہ نبوی میں داخل ہوئیں تو آپ کی عمر نو سال کی تھی۔

رضاعت: شرقیے عرب کے دستور کے موافق آپ کو واکل کی یوں نے دودھ پلایا تھا۔ (اسد الغائب میں واکل کی ماں لکھا ہے لیکن مجھ بخاری باب الرضاعت میں یوں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے) ایک دفعہ واکل کے بھائی افحی یعنی آپ کے رضاۓ پچا آپ سے ملنے کو آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، حضرت عائشہ صدیقہ رض نے فرمایا کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ پوچھ لوں، اجازت نہیں دے سکتی۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ تمہارے پچاہیں حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ تو عورت پلاتی ہے مرد نہیں پلاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے پچاہیں۔ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔

بالائے سرش زہ شندی **ے تافت ستارہ بلندی**

آپ کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ بچپن کی ذرا ذرا سی باتیں بقیل آپ کو یاد تھیں اور انہیں اس طرح یہاں فرمادیا کرتی تھیں گویا کہ ابھی سامنے واقع ہو ری تھیں۔

شادی: نبوت کے دسویں سال ماه رمضان المبارک میں حضرت خدیجہ الکبریٰ ۲۵ سال کی عمر میں انتقال فرمائیں۔ ان کی جدائی کا حضور ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کفار کے حضور ﷺ کو ستانے میں کوئی وقیفۃ اٹھانہ رکھتے تھے۔ ان کی لکھتوں اور اذتوں کو بھلانے اور دل و جان کو تکمین دینے والی، تمائیل کی موافی پیوی جب اس دنیا سے رخصت ہو گئیں تو حضور ﷺ بے حد مول رہنے لگے۔ آپ کو مغمون دیکھ کر مشورہ صحابی عثمان بن مظعون کی پیوی خولہ بتت حکیم نے ایک دن عرض کیا یا رسول اللہ! حضور ﷺ کی عورت سے نکاح کر لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کس عورت سے؟ عرض کیا؟ کواری اور بہو دونوں موجود ہیں؛ جس سے حکم ہو؟

اس کے متعلق سلسہ جبلی کی جائے۔ فرمایا کون کون؟ عرض کیا یوہ تو سودہ مت زمعہ ہیں، جو حضور پر ایمان لا چکی ہیں اور کنواری حضرت ابو بکر صدیقؓ کی، جو حضور ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں، بیٹی عائشہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہتر ان دونوں کی بابت سلسہ جبلی کرو۔ حضور ﷺ کی رضا حاصل کر کے خواہ خوشی خوشی حضرت ابو بکر کے گھر گئیں اور ام روان سے اس کا تذکرہ کیا۔ ام روان نے کما عائشہ کے والد کو آیینے دو، وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت ابو بکر ﷺ گھر آئے تو وہ آپ کو سنایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اگر حضور کی مرضی ہے تو اس میں مجھے کیا عذر ہے، لیکن حضور ﷺ تو میرے بھائی ہیں، عائشہ کا نکاح حضور ﷺ سے کیوں کر ہوتا ہے؟ (زمانہ جامیت میں عرب میں دستور تھا کہ جس طرح سے بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز تھا، اسی طرح منہ بولے بھائی کی لڑکی کو بھی اپنے لئے حرام سمجھتے تھے)

خواہ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ابو بکر ﷺ نے یہ اعتراض کیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر میرے دینی بھائی ہیں نہ کسے بھائی اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ وہاں کیا عذر تھا، حضرت ابو بکر ﷺ نے سرتسلیم خم کر دیا۔ احادیث میں ہے کہ نکاح سے پہلے حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ رشیم کے کپڑے میں قیمت کر کوئی چیز حضور ﷺ کے سامنے پیش کر رہا ہے، حضور نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ حضور کی یوں ہیں۔ حضور ﷺ نے کھوں کر دیکھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۶ سال کی تھی۔ نکاح کی رسم بڑے سادہ طریق سے عمل میں آئی۔ وہ اپنی ہم سن سیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ ان کے والد نے آکر نکاح پڑھا دیا۔ پانچ سو درہم سر مرقرر ہوا۔ حضرت عائشہؓ پہنچنا خود فرمایا کرتی تھیں کہ میرا نکاح ہو گیا اور مجھے خبر تک نہ تھی، آخر آہستہ آہستہ میری والدہ نے مجھے اس امر کی اطلاع دے دی۔

فضائل: آپ میں چند ایک ایسی خصوصیتیں تھیں، جو دوسری امہلت المومنین کو حاصل نہ تھیں اور وہ یہ ہیں: (۱) حضور ﷺ کی صرف آپ ہی ایک ایسی یوں تھیں، جو کنواری حضور کے نکاح میں آئیں، فرشتے نے آپ کی صورت خواب میں حضور ﷺ کے سامنے پیش کی (۲) آپ پیدائش ہی سے شرک و کفر کی آلوگی سے پاک رہیں (۳) آپ کے والدین نہماجرتے (۴) آپ کی برآت میں قرآن شریف کی آیات نازل ہوئیں (۵) آپ ہی کے لحاف میں حضور ﷺ کوئی بار وحی ہوئی، کسی اور یوں کے لحاف میں نہیں ہوئی (۶) آپ ہی کے مجرے میں اور آپ ہی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے حضور ﷺ نے وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

وفات: ۸۵: ہجری مقدس ماہ رمضان میں آپ کی طبیعت علیل ہوئی اور چند روز تک پیدا رہیں، وصیت کی کہ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ اس مجرہ میں دفن نہ کیجیو، بلکہ دیگر ازواج النبی کے ساتھ مجھ کو بھی جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ رات ہی کو دفن کر دی جاؤں اور صبح کا انتقالہ کیا جائے۔ کے ارمغان المبارک کی شب کو وفات پائی، جنازہ حسب وصیت رات ہی کے وقت انхиاب کیا۔ لیکن مردوں اور عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ رات کے وقت کبھی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جوان دنوں حاکم مددیت تھے، نماز جنازہ پڑھائی۔ بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا اور وہ شمع روشنہ و بدایت دنیا کی نظروں سے پہنال ہو گئی۔ اناشد و انا لیلہ راجعون۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اپنی کنیت ہی سے ایسے مشور ہوئے کہ ان کا صحیح نام دریافت کرنا مشکل ہے، کوئی کہتا ہے عبد اللہ بن عاصم تھا۔ کوئی کہتا ہے عمر بن عامر، کوئی کہتا ہے بری بن عشرق، کوئی کہتا ہے سکین بن دوہم، کوئی کہتا ہے عبد اللہ بن عبد شمس، کوئی کہتا ہے عامر، کوئی کہتا ہے عبد نہم، کوئی کہتا ہے عبد عتم۔ کوئی کہتا ہے عبد شمس، کوئی کہتا ہے عبد عرو بن غنم، کوئی کہتا ہے عبدوس بن عامر۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ جامیت میں ان میں سے کوئی نام ہو گا۔ اسلامی نام عبد اللہ یا عبد الرحمن ہے۔ ازدی دو سی ہیں، آپ کے پاس

ایک چھوٹی سی بیلی تھی۔ جس کو ساتھ رکھتے تھے اس لئے کہتے ابو ہریرہ ہو گئی۔ جگ خیر کے زمانہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ پھر ہر وقت حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ سب سے زیادہ حدیثیں انہی کی روایت کردہ ہیں۔ ۷۵۸ھ یا ۵۹۵ھ میں فوت ہوئے۔ (ماخوذ)

(۶۱۳۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک سفر کے موقع پر) اپنی عورتوں کے پاس آئے جو اتنوں پر سوار جا رہی تھیں، ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہ انس کی والدہ بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، افسوس، انجشہ! شیشوں کو آہستگی سے لے چل۔ ابو قلابہ نے کہا کہ آنحضرت نے عورتوں سے متعلق ایسے الفاظ کا استعمال فرمایا کہ اگر تم میں کوئی شخص استعمال کرے تو تم اس پر عیب جوئی کرو۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ شیشوں کو زرمی سے لے چل۔

لشیخ شیشوں سے مراد عورتیں تھیں جو فی الواقع شیشے کی طرح نازک ہوتی ہیں، اجنبشہ نامی غلام اتنوں کا چلانے والا بڑا خوش آواز تھا۔ اس کے گانے سے اونٹ مت ہو کر خوب بھاگ رہے تھے۔ آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں عورتیں گرنے جائیں، اس لئے فرمایا آہستہ لے چل۔ لکھتے چینیں اس طور پر کہ عورتوں کو شیشے سے تشییہ دی اور ان کو شیشے کی طرح نازک قرار دیا مگر یہ تشییہ بہت عمده تھی۔ فی الحقيقة عورتیں ایسی ہی نازک ہوتی ہیں۔ صنف نازک پر یہ رحمۃ للغایین کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے ان کی کمزوری و نزاکت کا مردوں کو قدم قدم پر احساس کرایا۔

باب مشرکوں کی بھجو کرنا درست ہے

(۶۱۵۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انھیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت **بن بشیر** نے مشرکین کی بھجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کا اور میرا خاندان تو ایک ہی ہے (پھر تو میں بھی اس بھجو میں شریک ہو جاؤں گا) حسان **بن بشیر** نے کہا کہ میں بھوے آئے سے بال نکال طرح صاف نکال دوں گا جس طرح گندھے ہوئے آئے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں حسان بن ثابت **بن بشیر** کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مجلس

۶۱۴۹ - حدَّثَنَا مُسْدَدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُوبُ، عَنْ أَبِي قَلَبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَاتِهِ وَمَعْنَاهُ أُمُّ مُسْتَنِمٍ فَقَالَ: ((وَيَحْكُمْ يَا أَنْجَشَةً رُؤيْدَكَ سُوقًا بِالْقَوَارِبِينَ)) قَالَ أَبُو قَلَبَةَ: فَكَلَمَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِعَصْكُمْ لَعَنِّتُمُوهَا عَلَيْهِ. قَوْنَةً : سَوْقَكَ بِالْقَوَارِبِ.

[اطرافہ فی: ۶۱۶۱، ۶۲۰۲، ۶۲۰۹، ۶۲۱۰، ۶۲۱۱].

لشیخ شیشوں سے مراد عورتیں تھیں جو فی الواقع شیشے کی طرح نازک ہوتی ہیں، اجنبشہ نامی غلام اتنوں کا چلانے والا بڑا خوش آواز تھا۔ لکھتے چینیں اس طور پر کہ عورتوں کو شیشے سے تشییہ دی اور ان کو شیشے کی طرح نازک قرار دیا مگر یہ تشییہ بہت عمده تھی۔ فی الحقيقة عورتیں ایسی ہی نازک ہوتی ہیں۔ صنف نازک پر یہ رحمۃ للغایین کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے ان کی کمزوری و نزاکت کا مردوں کو قدم قدم پر احساس کرایا۔

۹۱ - باب هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ

۶۱۵۰ - حدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةً، قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَانٌ بْنُ ثَابَثٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَكِيفَ يَنْسَبِي؟)) فَقَالَ حَسَانٌ: لَأَسْأَلَنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسْأَلُ النَّعْرَةَ مِنَ الْعَجَّينِ. وَعَنْ هِشَامٍ بْنِ عَرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبَ أَسْبُبٌ تَانٌ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَا

تَسْبِهَةٌ لِلَّهِ كَمَا نَيَّافَعُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ . میں برا کئے گا تو انہوں نے کہا کہ حسان کو برا بھلانہ کو وہ نمی کریں
[رجوع: ۳۵۳۱] شیخیل کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا۔

شیخیل مشرکوں کی ہو کرتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی طرف داری کرتا تھا۔ اس روایت سے حضرت عائشہؓ پیغما کی پاک نفسی اور دین داری اور پرمیزگاری معلوم ہوتی ہے۔ آپ کس درجہ کی پاک نفس اور فرشتہ خصلت تھیں۔ چونکہ حسانؓ نے اللہ اور اس کے رسول کی طرفداری کی تھی اس لئے حضرت عائشہؓ پیغما کو اپنی ایذا کا جوان کی طرف سے پچھی تھی کچھ خیال نہ کیا اور ان کو برا کرنے سے منع فرمیا۔ اللہ پاک مسلمانوں کو بھی حضرت عائشہؓ پیغما جیسی نیک نظرت عطا فرمائے کہ وہ باہمی طور پر ایک دوسرے کی برائیاں کرنے سے باز رہیں۔ (آئین)

(۶۱۵۱) ہم سے اصحاب بن فرج نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انھیں ابن شاب نے، انھیں ہشیم بن ابی سنان نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ پیغما سے نادوہ حالات اور قصص کے تحت رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے ایک بھائی نے کوئی بڑی بات نہیں کی۔ آپ کا اشارہ ابن رواحہ کی طرف تھا (اپنے اشعار میں) انہوں نے یوں کہا تھا: ”اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اس وقت جب فجر کی روشنی پھوٹ کر پھیل جاتی ہے۔ ہمیں انہوں نے گمراہی کے بعد ہدایت کا راستہ دکھایا۔ پس ہمارے دل اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ ضرور واقع ہو گا۔ آپ رات اس طرح گزارتے ہیں کہ ان کا پبلوبستر سے جدا رہتا ہے (یعنی جاگ کر جب کہ کافروں کے بوجھ سے ان کی خواب گاہیں بو جھل ہوئی رہتی ہیں۔) یونس کے ساتھ اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا اور محمد بن ولید زیدی نے زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے اور عبدالرحمٰن اعرج سے، انہوں نے ابو ہریرہؓ پیغما سے اس حدیث کو روایت کیا۔

[رجوع: ۶۱۵۱] حَدَّثَنَا أَصْبَعُ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِي سَيَّانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي فَصَصِيهِ يَذْكُرُ التَّبَيْنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ أَخَا لَكُمْ لَا يَقُولُ: الرَّفَثُ)) يَعْنِي بِذَلِكَ أَبْنَ رَوَاحَةَ قَالَ:

فِيَنَا رَسُولُ اللَّهِ يَتَلَوُ سِكَانَةً إِذَا انشَقَ مَعْرُوفٍ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعَ أَرَانَا الْهَدَى بَعْدَ الْعَمَى فَلَقُلُوبُنَا بِهِ مُؤْفِنَاتٍ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ يَبِيتُ يَجَاهِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَقْلَلَ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ تَابَعَهُ عَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[رجوع: ۱۱۰۵] حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے اشعار میں ان کا ترجیح یوں کیا ہے۔

شیخیل ایک پیغمبر خدا کا پڑھتا ہے اس کی کتاب بات ہے یقینی دل میں جا کر کھیتی ہے کافروں کی خواب گاہ کو نیند بھاری کرتی ہے رات کو رکھتا ہے پبلو اپنے بستر سے الگ

پہلے شعر میں آنحضرت ﷺ کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیرسے میں آپ کے عمل کی طرف اشارہ ہے پس آپ علم اور عمل ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہیں۔

(۶۱۵۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالجید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عقیل نے، ان سے ابن شاہ نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے، انسوں نے حسان بن ثابت النصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنایا کہ رہے تھے کہ اے ابو ہریرہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے مشرکوں کو جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

(۶۱۵۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کی بھجو کرو۔ (یعنی مشرکین قریش کی) یا آنحضرت ﷺ نے (هاجہم کے الفاظ فرمائے) حضرت جبرئیل ﷺ تیرے ساتھ ہیں۔

لشیخ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حمایت اسلام اور نہ ملت کفر میں لفم و نثر میں بولنا، اس بارے میں کتابیں (مضامین لکھنا) عین باعث رضاۓ خدا و رسول ہے۔ نیز جو نام نہاد مسلمان قرآن و حدیث کی توپیں و تخفیف کریں۔ جیسا کہ آج کل مذکورین حدیث کا گروہ کرتا رہتا ہے ان کا جواب دیا اور ان کی نہ ملت کرنا ضروری ہے۔ جن علمائے سوء نے شرع اسلامی کو سمجھ کرنے میں اپنا پورا ازور تفہیم خرچ کر دیا ہے ان کا صحیح تعارف کرا کے مسلمانوں کو ان کے کذب سے مطلع کرنا بھی اسی ذیل میں ہے جس کی مثل میں مجدد اسلام استاد النبی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم کے اس ارشاد گرامی کو پیش کرنا ہی کافی ہے۔ حضرت مرعوم ایسے علماء سوء کی بھجو میں فرماتے ہیں۔ فان شئت ان تڑی النمودج اليهود فانظر الى علماء السوء من الذين يطلبون الدنيا و قد اعتادوا تقليد السلف و اعرضوا عن نصوص الكتاب والسنۃ و تمسكوا بتعصی عالم و تشددوا و اعراضه واستحسانه فاعرضوا عن کلام الشارع المقصوم و تمسكوا بآحادیث موضوعة تاویلات فاسدة کانهم هم (الفوز الکبیر ص: ۲۶ و ۲۷) عربی بر جایہ سفر العادات مطبوعہ مصری "یعنی مسلمانوں" اگر تم یہود کا نمونہ اپنے لوگوں میں دیکھنا چاہو تو تم دنیا کے طالب برے علماء کو دیکھو لو کہ سلف کی تقلید ان کی خوبی کیسے اور انسوں

۶۱۵۲ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ، أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ حَوْلَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سَلِيمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَقِيقٍ، عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَنًا بْنَ ثَابِتَ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُولُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللَّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((يَا حَسَنَ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ أَيَّدْهُ بِرُوحِ الْقَدْسِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : تَعَمَّ. [راجح: ۴۵۳]

میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہے۔

۶۱۵۳ - حدَّثَنَا سَلِيمَانَ بْنَ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شَعِيبٌ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ البراءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِحَسَنَ: ((أَفْجَهُمْ)) أَوْ قَالَ: ((هَاجِهِمْ وَجَبِرِيلُ مَعَكَ)). [راجح: ۳۲۱۳]

نے قرآن و حدیث کی نصوص سے منہ موڑ لیا ہے اور کسی عالم کے تعمق اور اس کے تشدد و احسان کو اپنی دستلویز بنا لیا ہے جیسے انہوں نے مقصوم و بے خطا صاحب شرع ﷺ کے کلام سے روگردانی کر لی ہے اور جھوٹی بیٹھوئی رواں قتل اور ناقص اور کھوٹی کھوٹوں کو اپنے لئے سدھرا لایا ہے۔ گویا یہ برے علماء و میت یہودیوں کے علماء کے نمیتے ہیں۔“

باب شعرو شاعری میں اس طرح اوقات صرف کرنا منع ہے کہ آدمی اللہ کی یاد اور علم حاصل کرنے اور قرآن شریف کی تلاوت کرنے سے باز رہ جائے۔

(۱۱۵۳) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حظلہ نے خردی، انسیں سالم نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیش پیپ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعر سے بھرے۔

مراودہ گندی شاعری ہے۔ جس کا تعلق عشق فق سے یا کسی بے جامد و قم سے ہے۔

(۱۱۵۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اُمش نے بیان کیا، کماکہ میں نے ابو صالحؑ سے سن اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیش پیپ سے بھر لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔

لشیخ پیش بھر جانے سے بھی مطلب ہے کہ سوا شعروں کے اس کو اور کچھ یادوں نہ۔ قرآن یاد رہنے نہ حدیث دیکھے۔ رات دن شعر گوئی کی دھن میں مست رہے جیسا کہ اکثر شعرائے عصر کا ماحول ہے الاماشاء اللہ۔ وہ داعظین حضرات بھی ذرا غور کریں جو قرآن و حدیث کی جگہ سارا و عنہ شعرو شاعری سے بھر دیتے ہیں۔ یوں گاہے گاہے ہد و نعت کے اشعار نہ موم نہیں ہیں۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تیرے ہاتھ کو مٹی لے گئے یا تجھ کو زخم پہنچے، تیرے ہاتھ میں بیماری ہو۔

اصل میں عرب لوگ یہ لفظ منوس عورت کے لیے کہتے ہیں اور یہ کلمات غصے اور پیار دنوں وقت کے جاتے ہیں۔ ان سے بد دعا بنا مقصود نہیں ہے۔ خاص طور پر حضور پیار ہی کے لئے ان کو استعمال فرماتے تھے۔

(۱۱۵۶) ہم سے میکی بن بکیر، حدیث نے بیکی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ بن سحد نے

۹۲ - **باب ما يُكْرَهُ أَن يَكُونُ**

الْفَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ

حَتَّى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ
رات دن آدمی شعر گوئی میں محفوظ رہے۔

۶۱۵۴ - **حَدَّثَنَا عَبْيَذُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى،**
أَخْبَرَنَا حَفْظَةً، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِنِ عَمْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
((لَان يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدٍ كُمْ قِيَحاً، خَيْرٌ
لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِغْرًا)).

۶۱۵۵ - **حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا**
أَبِي، **حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ** قَالَ: **سَمِعْتُ أَبَا**
صَالِحَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قال رسول اللہ ﷺ: ((لَان يَمْتَلِئَ جَوْفُ
رَجُلٍ قِيَحاً بِرِيهٍ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ
شِغْرًا)).

باب قول النبي ﷺ

((رَبَّتْ يَمِينُكَ)) ((وَعَفْرَى حَلْقَى))

بیان کیا، ان سے عقل نہ، ان سے ابن شلب نہ، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو قعیس کے بھائی افعل (میرے رضائی بچا نہ) مجھ سے پرده کا حکم نازل ہوئے کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے کماکہ اللہ کی قسم جب تک آنحضرت ﷺ اجازت نہ دیں گے میں اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ کیونکہ ابو قعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو قعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا، دودھ تو ان کی بیوی نے پلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انیں اندر آنے کی اجازت دے دو، کیونکہ وہ تمہارے بچا ہیں، تمہارے ہاتھ میں مٹی لگے۔ عروہ نے کماکہ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں گہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہی سمجھو۔

(۷۱۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حکم بن عتبہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نجھی نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (حج سے) واپسی کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ صوفیہ رہنماؤ اپنے خیمہ کے دروازہ پر رنجیدہ کھڑی ہیں کیونکہ وہ حائلہ ہو گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ عقری حلقی۔ یہ قریش کا محاورہ ہے۔ اب تم ہمیں روکو گی! پھر دریافت فرمایا کیا تم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کر لیا تھا؟ انہوں نے کماکہ ہاں۔ فرمایا کہ پھر چلو۔

معلوم ہوا کہ اسکی مجبوری میں طواف دواع کی جگہ طواف افاضہ کلی ہو سکتا ہے۔ طواف افاضہ دس ذی الحجه کو اور طواف دواع کہ سے واپسی کے دن ہوتا ہے۔

باب زعموا کرنے کا بیان

لشیخ [لشیخ] زعموا کہنا بعض لوگوں نے مکروہ جانا ہے کیونکہ یہ لفظ اکثر اسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں کہنے والے کو اپنی بات کی سچائی کا یقین نہ ہو۔ عرب میں مثل ہے کہ لفظ زعموا بولنا جھوٹ پر سوار ہوتا ہے۔ زعموا کا معنی انہوں نے گمان کیا یہ لفظ جملہ شکریہ

اللیث، عن عقبیل، عن ابن شهاب، عن عزوة عن عائشة قالت : إِنَّ أَنْفَلَحَ أخَايِي الْقَعْنَیْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيْنِ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابَ فَقَلَّتْ : وَاللَّهُ لَا آذَنَ لَهُ، حَتَّى اسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ أخَايِي الْقَعْنَیْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلَكِنَّ أَرْضَعَنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقَعْنَیْسِ، فَلَدَخَلَ عَلَيْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنَّ أَرْضَعَنِي امْرَأَةُ لَهُ فَإِنَّهُ عَمَّلَ تَرِبَّتْ بِعِينِكَ) قَالَ عَزْوَةٌ : حَرَّمُوا مِنَ الرُّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ . [راجع: ۲۶۴۴]

۶۱۵۷ - حدَّثَنَا أَدْمُ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكْمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَمْوَادِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْهَا فَرَأَى صَفَيَّةَ عَلَى يَمِينِهِ حِلْمَاهَا كَبِيَّةَ حَزِينَةَ لِأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ : ((عَفْرَى حَلْقَى - لُغَةُ قُرْيَشٍ - إِنَّكَ لَحَابِسَتَنَا)) ثُمَّ قَالَ : ((أَكْتَسَتِ الْأَعْضَتَ يَوْمَ النَّحْرِ -)) يَعْنِي الطَّوَافَ - قَالَتْ : نَعَمْ قَالَ : ((فَانْفَرِي إِذَا)). [راجع: ۲۹۴]

معلوم ہوا کہ اسکی مجبوری میں طواف دواع کی جگہ طواف افاضہ کلی ہو سکتا ہے۔ طواف افاضہ دس ذی الحجه کو اور طواف دواع کہ سے واپسی کے دن ہوتا ہے۔

۹۴ - باب مَا جَاءَ فِي زَعْمُوا

کے لئے بولا جاتا ہے مگر بعض دفعہ اس میں تین ہمیں غالب ہوتا ہے اس لئے یہ لفظ استعمال کرنا جائز ہے۔ (۷۱۵۸) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے عمر بن عبد اللہ کے غلام ابوالنصر نے، ان سے امام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابومرہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب سے نہ۔ انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردا کر دیا ہے۔ میں نے سلام کیا تو آخر پرست ﷺ نے دیرافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آخر پرست ﷺ نے فرمایا، ام ہانی! مر جاؤ ہو۔ جب آپ غسل کرچکے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعت پڑھیں۔ آپ اس وقت ایک کپڑے میں جسم مبارک کو پیشی ہوئے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا رسول اللہ! میرے بھائی (علیٰ بن ابی طالب علیہ السلام) کا خال ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جسے میں نے امان دے رکھی ہے۔ یعنی فلاں بن ہبیرہ کو۔ آخر پرست ﷺ نے فرمایا، ام ہانی! جسے تم نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی۔ ام ہانی نے بیان کیا کہ یہ نماز چاشت کی تھی۔

[راجح: ۲۸۰] لئے جائیں
ترجمہ بہبیہ سے تکلیف سے نکلا کہ ام ہانی نے ذمہ این امی کہا تو لفظ زعموا کہنا جائز ہوا۔ فلاں سے مراد حارث بن بشام یا عبداللہ بن ابی ربیع یا زہیر بن ابی امیہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی ایسٹ میں اگر مسلمان عورت بھی کسی کافر کو ذی بنا کر پناہ دے دے تو قانون اس کی پناہ کو لا گو کیا جائے گا کیونکہ اس بارے میں عورت بھی ایک مسلمان مرد جنابی حق رکھتی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو کوئی حق نہیں دیا گیا اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے۔

باب لفظ و یلک یعنی تجوہ پر افسوس ہے کہنا
درست ہے۔

(۷۱۵۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن سیجی نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن شعبہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے لئے ایک اونٹی ہائکے لئے جا رہا ہے۔ آخر پرست ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو کر جا۔ انہوں نے

۶۱۵۸ - حدَّثَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ مُسْلِمَةَ، عَنْ مَالِكِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَيْنَدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مَرْأَةِ مَوْلَى أُمَّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيٍّ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ : ذَهَبَتِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتحِ فَوَجَدَنَّهُ يَغْسِلُ وَفَاطِمَةَ أَبْنَتَهُ تَسْتَرَّهُ، فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ قَالَ : ((مَنْ هَلِيَّوْ)) فَقَلَّتْ : أَنَا أُمُّ هَانِيٍّ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ : ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيٍّ)) فَلَمَّا لَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى لِهِنَّيَّ رَكْعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي تَوْبِ وَاجِدٍ فَلَمَّا اَنْصَرَفَ قَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّهِ أَنَّهُ قَاتَلَ رَجُلًا فَذَأْجَرَتْهُ فُلَانُ بْنُ هَبَّيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((فَذَأْجَرْنَا مَنْ أَجْزَنَتْ يَا أُمَّ هَانِيٍّ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِيٍّ وَذَاكَ ضَحْنِي۔

[راجح: ۲۸۰]

۶۱۵۹ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَتَّىٰ هَمَّامٌ، عَنْ قَادَةَ، عَنْ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسْوَقُ بَنَتَهُ قَالَ : ((إِرْتَكَهَا)), قَالَ : إِنَّهَا بَدَلَةٌ،

کما کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوار ہو جا، افسوس (ویلک) دوسری یا تیسرا مرتبہ یہ فرمایا۔

(۲۶۴۰) مجھ سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، وہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو الزناد سے، وہ اعرج سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اوٹ ہنکائے جا رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ تو اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا اوٹ ہے۔ آپ نے دوسری بار یا تیسرا بار فرمایا کہ تیری خرابی ہو، تو سوار ہو جا۔

قربانی کے لئے جو اوٹ نذر کر دیا جائے اس پر سفرج کے لئے سواری کی جا سکتی ہے وہ شخص ایسے اوٹ کو لے کر پہل سفر کر رہا تھا اور بار بار کرنے پر بھی سوار نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر آپ نے لفظ ویلک بول کر اس کو اوٹ پر سوار کرایا۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقع پر لفظ ویلک بول سکتے ہیں لیکن تجوہ پر افسوس ہے۔

(۲۶۶۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا تم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنائی نے اور ان سے انس بن مالک بن شریعت نے (دوسری سند) اور اس حدیث کو حماد نے ایوب سختیانی سے اور ایوب نے ابو قلبہ سے روایت کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک بن شریعت نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک جبشی غلام تھا۔ ان کا نام انجشہ تھا وہ حدی پڑھ رہا تھا۔ (جس کی وجہ سے سواری تیز چلنے لگی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، افسوس (ویلک) اے انجشہ شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل۔

[راجح: ۱۶۴۹] یشوں سے آپ نے عورتوں کو مراد لیا کیونکہ وہ بھی شیشے کی طرح بازک اندام ہوتی ہیں۔

(۲۶۶۲) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا تم سے وہبیب نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس (ویلک) تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔ تم مرتبت (یہ فرمایا) اگر تمیں کسی کی تعریف ہی کرنی پڑ جائے تو یہ کہنے کے فلاں کے متعلق

قال: ((ارکنہا)) قال: إنها بذلة، قال:

((ارکنہا ویلک)). [راجع: ۱۶۹۰]

۶۱۶۰ - حدثنا فقيه بن سعيد، عن مالك، عن أبي الزناد، عن الأغرج، عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلاً يسوق بذلة فقال له: ((ارکنہا)) قال: يا رسول الله إنها بذلة، قال: ((ارکنہا ویلک)) في الثانية أز في الثالثة. [راجع: ۱۶۸۹]

قربانی کے لئے جو اوٹ نذر کر دیا جائے اس پر سفرج کے لئے سواری کی جا سکتی ہے وہ شخص ایسے اوٹ کو لے کر پہل سفر کر رہا تھا اور بار بار کرنے پر بھی سوار نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر آپ نے لفظ ویلک بول کر اس کو اوٹ پر سوار کرایا۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقع پر لفظ ویلک بول سکتے ہیں لیکن تجوہ پر افسوس ہے۔

۶۱۶۱ - حدثنا مسدة، حدثنا حماد، عن ثابت الباني، عن أنس بن مالك، وأبيوب عن أبي قلابة عن أنس بن مالك

قال: كان رسول الله ﷺ في سفر وكان معه غلام له أسود يقال له: أنجشة يخدو لقان له رسول الله ﷺ: ((ويحلك يا أنجشة رويدك بالغوارين)).

[راجح: ۱۶۴۹]

حدثنا وہبیب، عن خالد، عن عبد الرحمن بن ابی بکر، عن ابی قلابة عن علی رجل عن النبي صلی الله علیہ وسلم فقال: ((ويحلك قطفته غنقا خیک قلبا من كان منكم مادحا لا

میرا یہ خیال ہے۔ اگر وہ بات اس کے متعلق جانتا ہو اور اللہ اس کا
نگران ہے میں تو اللہ کے مقابلے میں کسی کو نیک نہیں کہہ سکتا۔ یعنی
یوں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اللہ کے علم میں بھی نیک ہے۔

مَحَالَةٌ فَلَيُقْلِنْ أَخْسِبُ فُلَانَا وَالله حَسِيبَةٌ
وَلَا أَزْكِي عَلَى الله أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ).

[رائع: ۲۶۲]

كَيْوَكَهُ اسْ كَوَالِهَدَ كَعَلَمَ كَيْ خَرَنِيسَ بَهَ -
٦١٦٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ،
عَنِ الرُّهْفَرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَالضَّحَّاكِ
عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ : بَيْنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ
قَسْنَمَا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةَ : رَجُلٌ مِنْ
بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْدِلُ فَقَالَ
((وَتِلْكَ مَنْ يَغْدِلُ إِذَا لَمْ أَغْدِلْ)) فَقَالَ
عُمَرُ : أَنَّذَنَ فِي فَلَأَضْرِبَ عَنْقَهُ فَقَالَ : ((لَا
إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَخْفِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَةً مَعَ
صَلَاتِهِمْ، وَصَيَامَةً مَعَ صَيَامِهِمْ يَمْرُغُونَ
مِنَ الدِّينِ كَمَرُوقُ السَّهْمِ مِنَ الرِّبَيْةِ يَنْظُرُ
إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ
إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ
إِلَى نَصِيبِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ
إِلَى قَدْذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، سَبَقَ
الْفَرْثَ وَالدَّمْ يَخْرُجُونَ عَلَى چِنْ فُرْقَةٍ
مِنَ النَّاسِ، آتَيْهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلِ
لَذْنِي الْمَرَأَةِ، أَوْ مِثْلَ الْبَصْنَعَةِ تَدَرَّدُ)) قَالَ
أَبُو سَعِيدٍ : أَشْهَدُ لَسْمَعَتْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ
عَلِيٍّ، حِينَ قَاتَلُوهُمْ فَالْتَّمِسَ فِي الْقَتْلِ
فَلَمَّا هُوَ عَلَى النَّفَتِ الَّذِي نَعَتِ النَّبِيُّ

(۲۱۴۳) مجھ سے عبدالرحمن بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا تم سے ولید نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعی نے، ان سے زہری نے، ان سے ابو سلمہ اور ضحاک نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ کچھ تقسیم کر رہے تھے۔ نبی حمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ! انصاف سے کام چلتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، آنحضرت ﷺ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردان مار دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس کے کچھ (قبيلہ والے) ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ تم ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز کو معمولی سمجھو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزے کو معمولی سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تیر کے پھل میں دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ اس کی نکری پر دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ پھر اس کے دندانوں میں دیکھا جائے اور اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا پھر اس کے پر میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ (یعنی شکار کے جسم کو پار کرنے کا کوئی نشان) تیر لید اور خون کو پار کر کے نکل چکا ہو گا۔ یہ لوگ اس وقت پیدا ہوں گے جب لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ (ایک خلیفہ پر متفق نہ ہوں گے) ان کی نشانی ان کا ایک مرد (سردار لشکر) ہو گا۔ جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہو گایا (فرمایا کر) گوشت کے لو تمہرے کی طرح تھل تھل ہل رہا ہو گا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کہ میں نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب انہوں نے ان خارجیوں سے

صلی اللہ علیہ وسلم۔

[راجع: ۳۳۴۴]

(نہروان میں) جنگ کی تھی۔ مقتولین میں تلاش کی گئی تو ایک شخص انسیں صفات کا لایا گیا جو حضور اکرم ﷺ نے بیان کی تھیں۔ اس کا ایک ہاتھ پستان کی طرح کا تھا۔

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زندگی کام نہیں آتا جب تک اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت سے محبت نہ رکھے۔ محبت رسول آپ کی سنت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ لوگ اہل دنیا کچھ بھی کہیں مگر حدیث شریف نہ چھوٹے ہر وقت حدیث سے تعلق رہے۔ سفر ہو یا حضرت مجھ ہو یا شام حدیث کا مطالعہ حدیث پر عمل کرنے کا شوق غالب رہے، حدیث کی کتاب سے محبت رہے، حدیث پر چلنے والوں سے الفت رہے۔ حدیث کو شائع کرنے والوں سے محبت کا شیوه رہے۔ زندگی حدیث پر 'موت حدیث پر' ہر وقت بغل میں حدیث یعنی تغمد رہے۔ یا اللہ! ہمارے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو۔ یہی قرآن پاک ثانی کی خدمت اور صحیح بخاری کا ترجیح ہمارے پاس ہے اور تیرے فضل سے بخاری کے ساتھ صحیح مسلم کی خدمت بھی ہے جو تیرے پاس لے کر آئیں گے۔ وعی یا اللہ رحمیم کرم اور قول کرنے والا ہے۔ (ران)

(۲۷۶۳) ہم سے محمد بن مقابل ابوالحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو امام او زاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھ کو ابن شاہب نے خبر دی، بیان کیا ان سے حیدر بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی رسول کیم شیخیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو تباہ ہو گیا۔ آنحضرت شیخیہ نے فرمایا، افسوس (کیا بات ہوئی؟) انہوں نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی یوں سے صحبت کر لی۔ آنحضرت شیخیہ نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کر انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس غلام ہے ہی نہیں۔ آنحضرت شیخیہ نے فرمایا کہ پھر دو میں میں متواتر روزے رکھ۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آنحضرت شیخیہ نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ کہا کہ اتنا بھی میں اپنے پاس نہیں پاتا۔ اس کے بعد کھجور کا ایک توکرا آیا تو آنحضرت شیخیہ نے فرمایا کہ اسے لے اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اپنے گھر والوں کے سوا کسی اور کو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! سارے مدینہ کے دونوں طباوبوں یعنی دونوں کناروں میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ آنحضرت شیخیہ اس پر اعتماد دیئے کہ آپ کے آگے کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔ فرمایا کہ جاؤ تم ہی لے لو۔ او زاعی کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے

۶۱۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ أَبُو الْأَخْبَرِ، أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي أَبْنُ شَهَابٍ، عَنْ حَمَيْدِ بْنِ عَنْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَلَكْتَ قَالَ: ((وَيَحْكُمَ)) قَالَ: وَقَفْتَ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((أَغْنِقْ رَقَبَةً)) قَالَ: مَا أَجَدُهَا قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِعُ فَقَالَ: ((فَأَطْعِمْ سَيِّنَ مِسْكِينَ)) قَالَ: مَا أَجَدُ فَلَمَّا بَعْرَقَ فَقَالَ: ((خُذْهُ فَتَصْدِيقَ بِهِ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْلَى غَيْرَ أَهْلِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طَنَبِي الْمَدِينَةِ أَخْرَجْ مِنِي فَضَحِّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَأَتْ أَنْيَابَهُ قَالَ: ((خُذْهُ)). تَابِعَةُ يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَتِلْكَ.

[راجع: ۱۹۳۶]

بھی زہری سے روایت کیا اور عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری سے اس حدیث میں بجائے لفظ ویحک کے لفظ ویلک روایت کیا ہے (معنی دونوں کے ایک ہی ہیں)

(۷۶۵) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شاب زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن زیدی لیشی نے اور ان سے ابو سعید خدری نے کہ ایک دیماتی نے کہا یا رسول اللہ! بھرت کے بارے میں مجھے کچھ بتائیے (اس کی نیت بھرت کی تھی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تمھ پر افسوس! بھرت کو تو نے کیا سمجھا ہے یہ بہت مشکل ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ پھر سات سمندر پار عمل کرتے رہو۔ اللہ تمہارے کسی عمل کے ثواب کو ضائع نہ کرے گا۔

(۷۶۶) ہم سے عبد اللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے والد بن محمد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے ان کے والد سے نا اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، افسوس (ویلکم یا ویحکم) شعبہ نے بیان کیا کہ مُکَان کے شیخ (والد بن محمد) کو تھا۔ میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اور نفر نے شعبہ سے بیان کیا "ویحکم" اور عمر بن محمد نے اپنے والد سے "ویلکم یا ویحکم" کے لفظ نقل کئے ہیں۔

۶۱۶۵ - حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرُو الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَنَّ شَهَابَ الزُّهْرَوِيَّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ الْلَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَغْرَى إِيمَانَهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبَرْتَنِي عَنِ الْهِجْرَةِ؟ فَقَالَ: ((وَيَحْكُمُ إِنْ شَاءَ الْهِجْرَةَ هَذِيدَةً، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِيلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تُؤْدِيِ صَدَقَاهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاغْتَلْ مِنْ وَرَاءِ النَّحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَنْزَعَكَ مِنْ عَمَلِكَ هَذِينَا)).

وئی فرانس ادا کرتے رہو، بھرت کا خیال چھوڑ دو۔

۶۱۶۶ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَنْبُو الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ سَمِعَتْ أَبِيهِ عَنْ أَبِنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَيَلْكُمْ)) - أَوْ وَيَحْكُمُ - قَالَ شَعْبَةُ: هَذِهِ هُوَ ((لَا تَرْجِعُوا بَغْدِيَ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). وَقَالَ النَّعْشُ: عَنْ شَعْبَةَ: وَيَحْكُمُ. وَقَالَ عَمْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ: وَيَلْكُمْ أَوْ وَيَحْكُمْ [راجع: ۱۷۴۲]

مطلوب ایک ہی ہے۔ باہمی قتل و غارت اسلامی شیوه نہیں بلکہ یہ شیوه کفار ہے اللہ ہم کو اس پر غور کرنے کی توفیق دے۔ (آئین)

(۷۶۷) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن میکی

نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس نے کہ ایک بدروی نبی کشم شیخیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھایا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت شیخیم نے فرمایا افسوس (ویلک) تم نے اس قیامت کے لئے کیا تیاری کر لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اس کے لئے تو کوئی تیاری نہیں کی ہے البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت شیخیم نے فرمایا، پھر تم قیامت کے دن ان کے ساتھ ہو، جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ ہم نے عرض کیا اور ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا؟ فرمایا کہ ہاں۔ ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔ پھر مغیرہ کے ایک غلام وہاں سے گزرے وہ میرے کہ ہم عمر تھے۔ آنحضرت شیخیم نے فرمایا کہ اگر یہ کچھ زندہ رہا تو اس کو بڑھایا آنے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔

هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَجُلًا مِنْ
أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ
اللهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةً؟ قَالَ: ((وَيَنْلَكُ وَمَا
أَغْدَذْتُ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَغْدَذْتُ لَهَا إِلَّا
أَنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: ((إِنَّكَ مَعَ
مَنْ أَحْبَبْتَ)) فَقَلَّا: وَنَحْنُ كَذَلِكَ قَالَ:
((نَعَمْ)). فَقَرَخَنَا يَوْمَئِلٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ
غُلَامٌ لِلْمُغَيْرَةِ وَكَانَ مِنْ أَفْرَانِي فَقَالَ:
((إِنْ أَخْرَ هَذَا، فَلَنْ يُذْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى
تَقُومَ السَّاعَةُ)). وَاحْتَصَرَهُ شَعْبَةٌ عَنْ قَتَادَةَ
سَمِعَتْ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[رائع: ٣٦٨٨]

یعنی تم سب لوگ دنیا سے گزر جاؤ گے۔ موت بھی ایک قیامت ہی ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے من مات فقد قامت قیامتہ باقی رہا قیامت کبریٰ یعنی آسمان زمین کا پھٹنا۔ اس کے وقت کو بجز الرہ کے کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ بھی نہیں جانتے تھے) ان جملہ مذکورہ روایات میں لفظ ویلک یا ویبحک استعمال ہوا ہے۔ اسی لئے ان کو یہاں نقش کیا گیا ہے باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث کو شعبہ نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قادة سے کہ میں نے انس سے نا اور انہوں نے نبی کرم ﷺ سے۔

پاپ اللہ عزوجل کی محبت کس کو کہتے ہیں

٩٦ - باب علامة حب الله عز وجل

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: (إِنْ كُنْتُمْ تُجْهُونُ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُخْبِنُكُمُ اللَّهُ). [آل عمران: ٣١].

بغیر اطاعت رسول ﷺ محبت الٰی کا دعویٰ بالکل غلط ہے۔

(۱۶۸) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابو واللہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انسان اس کے ساتھ ہے جب جنم سے وہ محبت رکھتا ہے۔

٦١٦٨ - حَدَثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَعْبَةَ، عَنْ
سَلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ،
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ
أَحَبَّ)). [اطرفة في : ٦١٦٩].

٦١٦٩ - حَدَّثَنَا قُتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ:

ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے میل نہیں ہو سکا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ اس روایت کی متابعت جریر بن حازم، سلیمان بن قرم اور ابو عوانہ نے اعمش سے کی، ان سے ابو داکل نے، ان سے عبداللہ بن مسعود نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

محبت بھی ایک عظیم برداشت نجات ہے۔ مگر محبت کے ساتھ اماعت نبوی اور عمل بھی مطابق سنت ہونا ضروری ہے۔

مسک سنت پر اے سالک چلا جا بے دھڑک جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

(۶۱۷۰) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو داکل نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن اس سے مل نہیں سکا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ سفیان کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابو معاوية اور محمد بن عبید نے کی ہے۔

(۶۱۷۱) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہمارے والد عثمان مروزی نے خردی، انہیں شعبہ نے، انہیں عمرو بن مروہ نے، انہیں سالم بن الی الجعد نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہو گی؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

[راجع: ۳۶۸۸] یہی حال مجھے تائیز کا بھی ہے اللہ مجھ کو بھی اس حدیث کا مصدقہ بنائے آئیں۔ امام ابو قیم نے اس حدیث کے سب طریقوں

قالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْعَنْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((المرءَ مَعَ مَنْ أَحَبَ)). تَابَعَهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، وَسَلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَغْمَشِ، عَنْ أَبِي وَاعِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ [راجع: ۶۱۶۸]

۶۱۷۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَغْمَشِ، عَنْ أَبِي وَاعِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَىٰ فَقَالَ: قَبْلَ لِلنَّبِيِّ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْعَنْ بِهِمْ قَالَ: ((المرءَ مَعَ مَنْ أَحَبَ)).

تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۶۱۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ شَعْبَةَ، عَنْ عَمْرُو بْنِ مُرْمَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَفْدِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيِّ فَتَمَّ السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((مَا أَغْذَذْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَغْذَذْتَ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ صَلَوةً وَلَا صَوْمً وَلَا صَدَقَةً، وَلَكِنِّي أَحَبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَتَ)).

[راجع: ۳۶۸۸]

کو کتب الحسن میں جمع کیا ہے۔ میں صحابہ کے قریب اس کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں بڑی خوشخبری ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت اور جملہ صحابہ کرام اور اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ یا اللہ! ہم اپنے دلوں میں تیری اور تیرے حبیب اور صحابہ کرام کے بعد جس قدر حضرت امام بخاری کی محبت دلوں میں رکھتے ہیں وہ تجھ کو خوب معلوم ہے پس قیامت کے دن ہم کو حضرت امام بخاری رض کے ساتھ بارگاہ رسالت میں شرف حضور عطا فرمانا، آمين یا رب العالمین۔ نیز میرے اہل بیت اور جملہ شاہقین عظام، معاونین کرام کو بھی یہ شرف بخش دیجو۔ آمين۔

باب کسی کا کسی کو یوں کہنا چل دور ہو

(۶۱۷۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کما ہم سے مسلم بن زریں نے بیان کیا، کما میں نے ابو رجاء سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رض سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا، میں نے اس وقت اپنے دل میں ایک بات چھپا رکھی ہے، وہ کیا ہے؟ وہ بولا "الدُّخ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چل دور ہو جا۔

(۶۱۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کما ہم کو شعیب نے خردی، انہیں زہری نے کما کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خردی، انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے خردی کہ عمر بن خطاب رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے۔ بہت سے دوسرے صحابہ بھی ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ چند بچوں کے ساتھ بني مغالہ کے قلعہ کے پاس کھیل رہا ہے۔ ان دنوں ابن صیاد بلوغ کے قریب تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا اسے احساس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کی پیشہ پر اپنا ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے لیے (عروں کے) رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اسے دفع کر دیا اور فرمایا، میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ پھر ابن صیاد سے آپ نے پوچھا، تم کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے معاملہ

۹۷- باب قولِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ:

اخْسَأً

(۶۱۷۲) - حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيبٍ، سَمِعَتْ أَبَا رَجَاءَ سَمِعَتْ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنْبِنِ صَيَّادٍ: ((فَذَخَّنَاتُ لَكَ خَيْرًا فَمَا هُوَ؟)) قَالَ: الدُّخُّ قَالَ: ((اخْسَأً)).

(۶۱۷۳) - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ، أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَنْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمَرَ بْنَ الْحَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ قَيلَ لِنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْعُلَمَانِ فِي أَطْلِمِ بَنْيِ مَغَالَةَ، وَلَدَنِ قَارَبَ أَبْنَ صَيَّادٍ يَوْمَنِ الْحُلُمِ لَلَّمَّا يَشْغُلُ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ظَهَرَةً بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ: أَشْهَدُ أَنِّكَ رَسُولُ الْأَمَّيْنِ، ثُمَّ قَالَ أَبْنَ صَيَّادٍ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَرَضَهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ)) ثُمَّ قَالَ لِأَنْبِنِ صَيَّادٍ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

کو مشتبہ کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے لئے ایک بات اپنے دل میں چھپا رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ وہ ”الدُّخُ“ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دور ہو، اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ۔ عمر بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ اسے قتل کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر یہ وہی (دجال) ہے تو اس پر غالب نہیں ہوا جا سکتا اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اسے قتل کرنے میں کوئی خیر نہیں۔

(۲۶۱) سالم نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب النصاری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اس کھجور کے باع کی طرف روانہ ہوئے جہاں ابین صیاد رہتا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ نے باع میں پسچے تو آپ نے کھجور کی شنیوں میں چھپنا شروع کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پہلے کہ وہ دیکھے چھپ کر کسی بہانے ابین صیاد کی کوئی بات سنیں۔ ابین صیاد ایک غمیلی چادر کے ستر پر لیٹا ہوا تھا اور کچھ گلگنا رہا تھا۔ ابین صیاد کی مال نے آنحضرت ﷺ کو کھجور کے تنوں سے چھپ کر آتے ہوئے دیکھ لیا اور اسے بتا دیا کہ اے صاف! (یہ اس کامام تھا) محمدؐ آرہے ہیں۔ چنانچہ وہ متنبہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی مال اسے متنبہ نہ کرتی تو بات صاف ہو جاتی۔

(۲۶۵) سالم نے بیان کیا کہ عبد اللہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزر جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں اس کی تمہیں ایک ایسی نشانی بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ کانا نہیں ہے۔

((خُلَطَ عَنِيكَ الْأَمْرُ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي خَيَّأْتُ لَكَ خَيْبَانًا)) قَالَ هُوَ الدُّخُ؟ قَالَ : ((اَخْسَأْ فَلَنْ تَغْدُو قَدْرَكَ)) قَالَ عَمَرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَادْنَ لَيِ فِيهِ أَضْرِبْ عَنْقَةً قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسْلِطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرٌ لَكَ فِي قَتْلِهِ)). [راجیع: ۱۳۵۴]

۶۱۷۴ - قَالَ سَالِمٌ : لَسْعَى عَنْدَهُ اللَّهُ بْنَ عَمْرٍ يَقُولُ : انْتَلَقْ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَنِّي بْنُ كَفِيرِ الْأَنْصَارِيِّ بِيَوْمَ الْنَّحْلِ الَّتِي فِيهَا أَبْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَفَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَقْبَقِي بِجَدْوَعِ النَّحْلِ ، وَهُوَ يَخْتَلِفُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ أَبْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يُرَاهُ وَإِنْ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطْبِيَّةِ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةً - أَوْ زَمْرَمَةً - فَرَأَتْ أُمُّ أَبْنِ صَيَّادِ النَّبِيِّ ﷺ هُوَ يَتَقْبَقِي بِجَدْوَعِ النَّحْلِ فَقَالَتْ لِأَبْنِ صَيَّادٍ : أَيْ صَافِ ، وَهُوَ اسْمَهُ ، هَذَا مُخْمَدٌ فَتَاهَى أَبْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَوْنَرَكَتَهُ نَبِيُّينَ)). [راجیع: ۱۱۰۵]

۶۱۷۵ - قَالَ سَالِمٌ : قَالَ عَنْدَهُ اللَّهُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ : ((إِنِّي أَنْذِرْ كَمْوَهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ ، وَلَكِنَّ مَأْفَوِيْلُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقْلُهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ ، تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَغْوَرُ وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَغْوِرٍ)).

[راجیع: ۳۰۵۷]

اس روایت میں آپ سے لفظ اخسادور ہو کا استعمال مذکور ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے۔

باب کسی شخص کا مر جبا کرنا

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ علیہ السلام سے فرمایا تھا مر جبا میری بیٹی۔ اور ام ہانیؓ نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا مر جبا، ام ہانیؓ۔

(۶۱۷۶) ہم سے عمران بن میسو نے بیان کیا، کہا ہم نے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالثیاہ میزید بن حمید نے بیان کیا، ان سے ابو جہر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مر جبا ان لوگوں کو جو آن پہنچے تو وہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ (خوشی سے مسلمان ہو گئے ورنہ مارے جاتے شرمندہ ہوتے) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قبیلہ رجیع کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافروں کا حائل ہیں اس لئے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مینوں ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں (جن میں لوٹ کھوٹ نہیں ہوتی) آپ کچھ ایسی بچی تملی بات بتلادیں جس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت پہنچائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار چار چیزیں ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور غیمت کا پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرو اور دباء، حنفی نظر اور مرفت میں نہ پو۔

ہر دو احادیث میں لفظ مر جبا بین رسلات مآب ﷺ مذکور ہے، دباء کدو کی تو نبی، حنفی بزرگی مرتباً، نظری کڑی کے کریدے ہوئے برتن، مرفت رال لگے ہوئے برتوں کو کہا گیا ہے۔ یہ برتن عموماً شراب رکھنے کے لئے مستعمل تھے جن میں نشہ اور بردھ جاتا تھا، اس لئے شراب کی حرمت کے ساتھ ان کو ان برتوں سے بھی بند کر دیا گیا۔ ایسے حالات آج بھی ہوں تو یہ برتن کام میں اتنا منع ہیں ورنہ نہیں۔

باب لوگوں کو اُنکے باپ کا نام لے کر قیامت کے دن بلا یا جانا (۶۱۷۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے تیجی بن سعید قطان

۹۸ - باب قول الرَّجُلِ مَرْحَبًا

وقالت عائشة: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: ((مرحباً بانتي)) وَقَالَتْ أُمُّ هَانِيَّةَ: حِنْتَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مرحباً بأم هانىء)).

۶۱۷۶ - حَدَّثَنَا عُمَرَ بْنُ مُنْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبُو التِّيَّاَحِ، عَنْ أُبْيِي حَمْرَةَ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِيمَ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مرحباً بالوفدِ الْلَّذِينَ جَاءُوكُمْ غَيْرَ حَزَّابِيَّاً، وَلَا نَدَامِيَّ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّا حَتَّىٰ مِنْ رَبِيعَةِ وَيَنِّنَا وَيَنِّكَ مُضْرِبُ وَإِنَّا لَا نَصِيلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرِنَا بِأَمْرِ فَصْلِ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ: ((أَرَبِيعَ وَأَرَبِيعَ: أَقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَأَتُوا الزَّكَاةَ، وَصُومُوا رَمَضَانَ، وَأَغْطُوا خَمْسَ مَا غَبَّتْمُ; وَلَا تَشْرِبُوا فِي الدَّبَّابِ، وَالْحَنْتِمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمَزْفَتِ)).

[راجع: ۵۳]

۹۹ - باب مَا يُذْعَنُ النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

۶۱۷۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ

نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکار دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغا بازی کا نشان ہے۔

عن عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْغَادِرُ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ)).

[راجع: ۳۱۸۸]

(۶۷۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت ابن عمر عینی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمد توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکارا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغا بازی کا نشان ہے۔

۶۱۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبْنَى عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ)).

[راجع: ۳۱۸۸]

یہ بہت ہی ذلت و رسوانی کا موجب ہو گا کہ اس طرح اس کی دغا بازی کو میدان محسوس مشرک کیا جائے گا اور جملہ نیک لوگ اس پر تھوڑو کریں گے۔

باب آدمی کو یہ کہنا چاہیے کہ میرا نفس پلید ہو گیا

۱۰۰ - باب لا يقل خبئث نفسی

کیونکہ پلید بِالظَّهْرِ ہے جو کافروں سے خاص ہے مسلمان پلید نہیں ہو سکتا۔
۶۱۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبَثَ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلُّ، لَقِسْتُ نَفْسِي)).

۶۱۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدَ الدَّاَلِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبَثَ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلُّ، لَقِسْتُ نَفْسِي)). تَابَعَهُ عَقِيْنَ.

(۶۸۰) ہم سے عبدالن نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں، وہ زہری سے، وہ ابو امامہ بن سل سے، وہ اپنے باپ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا لیکن یوں کہہ سکتا ہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔ اس حدیث کو عقیل نے بھی ابن شاہب سے روایت کیا ہے۔

باب زمانہ کو برآ کہنا منع ہے

۱۰۱ - باب لا تسبوا الدَّهْرَ

لشیخ کیونکہ زمانہ خود کچھ نہیں کر سکتا۔ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ پاک ہی کو برا کرنا ہے۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جھٹ کہہ بیٹھتے ہیں کہ زمانہ برآ ہے ایسا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۶۱۸۱) ہم سے تیکی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیٹ بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں رات اور دن ہیں۔

[راجع: ۴۸۲۶] بیدی الیل والنہار)

لشیخ حدیث میں لفظ یہ وارد ہوا ہے جس کے ظاہری معنی پر ایمان و یقین لانا واجب ہے۔ تفصیل اللہ کے حوالہ ہے۔ تاویل کرنا طریقہ سلف کے خلاف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو تاویل ہم کریں وہ خدا کی مراد کے خلاف ہو پس ترجیح فصوص کو ہے نہ تاویل کو (تاریخ الہ حدیث، ص: ۲۸۳)

(۶۱۸۲) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے م عمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ بنی کریم ﷺ نے فرمایا، انگور عنب کو "کرم" نہ کو اور یہ نہ کو کہ ہائے زمانہ کی نامرادی۔ کیونکہ زمانہ تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

(۶۱۸۲) ۶۱۸۲ حدیث عیاش بن ولید، حدیث عبد الأغلی، حدیث مغمر، عن الزہری، عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ((لا تسموا العنب الكرم، ولا تقولوا: خيبة الدهر فإن الله هو الدهر)).

[طرفہ فی: ۶۱۸۳]

عرب لوگ اسے کرم اس لئے کہتے کہ ان کے خیال میں شراب نوشی سے سخاوت اور بزرگی پیدا ہوتی تھی اسی لئے یہ لفظ اس طور پر استعمال کرنا منع قرار پایا۔

باب بنی کریم ﷺ کا یوں فرمانا کہ "کرم" تو مومن کا دل ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو گا۔ اور جیسے آپ نے فرمایا کہ حقیق پیلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے یا خدا کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے یعنی اور سب کی حکومتیں فتاہ جانے والی ہیں آخر میں اسی کی حکومت باقی رہ جائے گی باوجود اس کے پھر اللہ پاک نے اپنے کلام میں سورہ سبا میں یوں فرمایا بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو لوث کھوٹ کر خراب کر دیتے ہیں۔

۱۰- باب قول النبی ﷺ

((إنما الكرم قلب المؤمن))

وَكَذَّ قَالَ: ((إنما المُفْلِسُ الْذِي يَفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) كَفَوْلِه: إنما الصُّرْعَةُ الْذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْعَصَبِ كَفَولِه: لَا مُلْكَ إِلَّا لِلَّهِ فَوَصَفَهُ بِإِنْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلْكَ أَيْضًا فَقَالَ: هُنَّ الْمُلْكُ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا)) [النمل: ۳۴].

(۶۱۸۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عبیین نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگ (انگور کو) "کرم" کہتے ہیں، کرم تو مومن کا دل ہے۔

(۶۱۸۴) حدثنا علیُّ بنُ عبدِ اللہ، حدثنا سُفِيَّانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَيَقُولُونَ الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)).

[راجع: ۶۱۸۲]

تَسْبِيحٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے دل کے سوا اور کسی چیز مثلاً اگور وغیرہ کو کرم نہ کہنا چاہیے۔ ان حدیثوں کے لانے سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ انما کا کلمہ عربی میں حرکے لئے آتا ہے تو جب یہ فرمایا کہ انما الکرم قلب المومن تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قلب مومن کے سوا اور کسی چیز کو کرم کہنا درست ہیں ہے۔

(۶۱۸۴) باب کسی شخص کا کہنا کہ "میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں، اس میں زیر نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے (۶۱۸۵) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قتلان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے سعد بن ابراءہم نے، ان سے عبد اللہ بن شداد نے اور ان سے حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کا لظٹ کتے نہیں سن، سوا سعد بن ابی وقار کے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے نا آپ فرمائے تھے۔ تیرمارے سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، میرا خیال ہے کہ یہ غزوہ احمد کے موقع پر فرمایا۔

تَسْبِيحٌ یہ حضرت سعد بن ابی وقار نے آنحضرت ﷺ نے لفظ فدائل ابی و ابی فرمائے یہ حضرت سعد کی انتہائی خوش قسمتی کی دلیل ہے۔ مدینہ منورہ میں بطور یادگار ایک تیر ایسا ہی ایک گھرانہ میں محفوظ رکھا ہے جسے میں نے خود دیکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ تیر تھا جو حضرت سعد کے ہاتھ میں تھا اور جس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد سے یہ لفظ فرمائے تھے والہ اعلم بالصواب اس تیر کے خول پر یہ حدیث مذکورہ کندہ ہے۔ (راز)

(۶۱۸۶) باب قولِ الرَّجُلِ : جعلني الله فداءك و قال أبو بكرٌ للنبي ﷺ فَدَيْنَاكَ بِأَبَانَا وَأَمَهَا تنا۔ باب کسی کا یہ کہنا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے اور حضرت ابو بکرؓ نے نبی کریم ﷺ سے کہا ہم نے آپ پر اپنے باپوں اور ماوں کو قربان کیا

تَسْبِيحٌ جمع کے صیغہ میں باپ کے باپ یعنی دادا دادی نانا نانی وغیرہ سب مراد ہیں۔ یہ بھی طرز کلام ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ (۶۱۸۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن

(۶۱۸۵) ۱۰۳ - باب قولِ الرَّجُلِ فِدَائِكَ أَبِي وَأُمِّي فِيهِ الرَّبِيزُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۶۱۸۶) حدثنا مُسَدَّدٌ، حدثنا يحيى، عن سُفِيَّانَ، حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُفَدِّي أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اِنْ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) أَطْنَأْهُ يَوْمَ أَخْبُو.

[راجع: ۲۹۰۵]

۱۰۴ - باب قولِ الرَّجُلِ : جعلني الله فداءك و قال أبو بكرٌ للنبي ﷺ فَدَيْنَاكَ بِأَبَانَا وَأَمَهَا تنا۔

(۶۱۸۸) حدثنا علیُّ بنُ عبدِ اللہ، حدثنا

مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے مجھی بن الی اسحاق نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک بن شریعت نے کہ وہ اور ابو طلحہ بنی کشمیث کے ساتھ (مدینہ منورہ کے لئے) روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ملکیہ کی سواری پر آپ کے پیچھے تھیں، راستہ میں کسی جگہ او نہیں کا پاؤں پھسل گیا اور آنحضرت ملکیہ اور ام المؤمنین گر گئے۔ انس بن شریعت نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے ابو طلحہ نے اپنی سواری سے فوراً اپنے کو گرا دیا اور آنحضرت ملکیہ کی خدمت میں پنچ گئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! (ملکیہ) اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کیا آپ کو کوئی چوٹ آئی؟ آنحضرت ملکیہ نے کہا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر ام المؤمنین کی چنانچہ ابو طلحہ بن شریعت نے اپنے چہرے پر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ کھڑی ہو گئیں اور آنحضرت ملکیہ اور ام المؤمنین کے لئے ابو طلحہ نے پلان مضبوط باندھا۔ اب آپ نے سوار ہو کر پھر سفر شروع کیا، جب مدینہ منورہ کے قریب پنچ (یا یوں کہا کہ مدینہ دکھائی دینے لگا) تو آنحضرت ملکیہ نے فرمایا کہ "ہم لوٹنے والے ہیں توہہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اس کی حمد بیان کرتے ہوئے" آنحضرت ملکیہ اسے برادر کرنے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

لشیخ ابو طلحہ بن شریعت نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر از راه تنظیم لفظ جعلنی اللہ فدا ک (اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے) بولا۔ جس کو آپ نے ناپسند نہیں فرمایا۔ اسی سے باب کامطلب ثابت ہوا۔ مدینہ منورہ خیریت سے واپسی پر آپ نے آئیں تالیون الخ کے الفاظ استعمال فرمائے۔ اب بھی سفر سے وطن بخیریت واپسی پر ان الفاظ کا ورد کرنا مسنون ہے۔ خاص طور پر حاجی لوگ جب وطن پہنچیں تو یہ دعا پڑھتے ہوئے اپنے شریا بستی میں داخل ہوں۔

باب اللہ پاک کو کون سے نام زیادہ پسند ہیں
اور کسی شخص کا کسی کو یوں کہنا بیٹھا

(یعنی پیار سے گوہہ اس کا بیٹھانہ ہو)

(۱۸۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، ان سے ابن المکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن جعفر نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک صاحب کے یہاں پچھے پیدا ہوا تو

بیشر بن المفضل، حدثنا يحيى بن أبي إسحاق، عن أنس بن مالك، أنه أقبل هو وأبو طلحة مع النبي ﷺ ومع النبي ﷺ صفيه مزدفها على راحيته، فلما كانوا ببعض الطريق غترت الناقة، فصرع النبي ﷺ والمرأة وأن أبا طلحة قال: أحسب القسم عن بعيد، فلقي رسول الله ﷺ فقال: يا نبی اللہ جعلنی اللہ فداءک هن آحبابک میں شیء؟ قال: ((لا ولكن علیک بالمرأة)) فللقی أبو طلحة ثوبته على وجهه فقصد قصدها فللقی ثوبته علیها فقامت المرأة، فشد لها على راحلتها فركبها فصاروا حتى إذا كانوا بظهور المدينة أو قال: أشرفوا على المدينة، قال النبي ﷺ: ((آیتون تائيون عابدون لربنا حامدون)) فلهم ينزل يقولها حتى دخل المدينة. [راجع: ۳۷۱]

لشیخ آپ نے ناپسند نہیں فرمایا۔ اسی سے باب کامطلب ثابت ہوا۔ مدینہ منورہ خیریت سے واپسی پر آپ نے آئیں تالیون الخ کے الفاظ استعمال فرمائے۔ اب بھی سفر سے وطن بخیریت واپسی پر ان الفاظ کا ورد کرنا مسنون ہے۔ خاص طور پر حاجی لوگ جب وطن پہنچیں تو یہ دعا پڑھتے ہوئے اپنے شریا بستی میں داخل ہوں۔

۱۰۵ - باب أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ يَا بُنَيْ

۶۱۸۶ - حدثنا صدقة بن المفضل،
أخبرنا ابن عيينة، حدثنا ابن المكتدر،
عن جابر رضي الله عنه قال: ولد لرجل

انہوں نے اس کا نام ”قائم“ رکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو ابوالقاسم کہہ کر نہیں پکاریں گے (کیونکہ ابوالقاسم آخر پست ملئیل کی کنیت تھی) اور نہ ہم تمہاری عزت کے لئے ایسا کریں گے۔ ان صاحب نے اس کی خبر آرٹ ملئیل کو دی، تو آخر پست ملئیل نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمن رکھ لے۔

[راجع: ۳۱۱۴] **لشیخ** حیات نبوی میں کسی کو ابوالقاسم سے پکارنا باعث اشتباہ تھا کیونکہ ابوالقاسم خود آخر پست ملئیل ہی تھے۔ لذا آپ نے ہر کسی کو کنیت ابوالقاسم رکھنے سے منع فرمایا تا کہ اشتباہ نہ ہو۔ آپ کے بعد یہ کنیت رکھنا علماء نے جائز رکھا ہے۔ عبداللہ، عبدالرحمن اللہ کے نزدیک بڑے پیارے نام ہیں کیونکہ ان میں اللہ کی طرف نسبت ہے جو بندے کی بندگی کو ظاہر کرتی ہے۔ باب کا مضمون صریحاً ایک حدیث میں آیا ہے کہ احباب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و عبدالرحمن۔

باب نبی کریم ملئیل کا فرمان کہ میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔ یہ انس بن ثابت نے نبی کریم ملئیل سے روایت کیا ہے

(۶۱۸۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت جابر بن الثور نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کے یہاں پچھ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ صحابہ نے ان سے کہا کہ جب تک ہم آخر پست ملئیل سے نہ پوچھ لیں۔ ہم اس نام پر تمہاری کنیت نہیں ہونے دیں گے۔ پھر آخر پست ملئیل نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔

(۶۱۸۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ بن عبد الرحمن سے سنا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

(۶۱۸۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن المکندر سے سنا کہ کہا کہ میں نے

مَنَا غَلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمٌ فَقَلَّنَا: لَا تَكْنِيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا كَرَامَةً فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَمُّ ابْنَكَ عَنْدَ الرَّحْمَنِ)).

[راجع: ۳۱۱۴]

۶۱۸۶ - باب قول النبی ﷺ:

((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُنُوا

بِكُنْيِتي)). قاله أنس : عن النبي ﷺ

۶۱۸۷ - حدثنا مسدة، حدثنا خالد،

حدثنا حصين، عن سالم، عن جابر رضي الله عنه قال: ولد ليجعل مَنَا غلام فسمة القاسم فقالوا: لَا تَكْنِيْكَ هَذِهِ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُنُوا بِكُنْيِتي)).

[راجع: ۳۱۱۴]

۶۱۸۸ - حدثنا علي بن عبد الله، حدثنا سفيان، عن أبوب، عن ابن سيرين سمعت أبا هريرة قال: قال أبو القاسم ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُنُوا بِكُنْيِتي)). [راجع: ۱۱۰]

آپ کی حیات طبیہ میں یہ مانعت تھی تاکہ اشتباہ نہ ہو۔

۶۱۸۹ - حدثنا عبد الله بن محمد، حدثنا سفيان، قال: سمعت ابن

الْمُنْكَرِ، قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلَدَ لِرَجُلٍ مِنَ الْغُلَامِ فَسَمَّاهُ الْفَاسِمَ فَقَالُوا : لَا تَنْحِيَكَ بِأَيِّ الْفَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عِيَّاً فَأَتَى النَّبِيُّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ : ((سَمَّ ابْنَكَ عَنْدَ الرَّحْمَنِ)). [راجع: ۳۱۱۴]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ ممانعت آپ کی حیات تک تھی کیونکہ اس وقت ابوالقاسم کنیت رکھنے سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے پکارا یا ابنا القاسم۔ آپ اس پر متوجہ ہو گئے تو اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا اس وقت آپ نے اشتباہ کو روکنے کے لئے یہ حکم صادر فرمایا۔

باب "حزن" نام رکھنا

۱۰۷ - باب اسم الحزن

جو عربی میں دشوار گزار اور سخت زین کو کہتے ہیں۔

۶۱۹۰ - حَدَثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهَا جَاءَ إِلَيَّ النَّبِيِّ فَقَالَ : ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ : حَزْنٌ قَالَ : ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ : لَا أَغْيِرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِيهِ قَالَ ابْنُ الْمُسَيْبَ : فَمَا رَأَيْتِ الْمُزُونَةَ فِيَّا بَعْدَ حَدَثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ مَحْمُودٌ قَالَا حَدَثَنَا عَنِ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بَهْدَا.

[طرفة في ۶۱۹۳].

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ یہ سزا تھی اس بات کی کہ رسول کرم ﷺ کا مشورہ قبول نہیں کیا اور حزن بمعنی سختی قادات کی جگہ سل بمعنی زری نام پسند نہیں کیا اور یہ نہ جانا کہ نام کا اثر مسمی میں ضرور ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسا غلط نام والدین اگر رکھ دیں تو وہ نام بعد میں بدل کر اچھا نام رکھ دینا چاہیے۔ اکثر عوام اپنے بچوں کا نام غلط لاط رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بہتر نام وہ ہے جس میں اللہ پاک کی طرف عبدیت پائی جائے جیسے عبد اللہ عبد الرحمن وغیرہ۔ انبیاء کرام کے نام پر نام رکھ دینا بھی جائز درست ہے جیسے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، عیسیٰ، موسیٰ وغیرہ وغیرہ۔ بعض لوگ شرکیہ نام رکھ دیتے ہیں وہ بہت ہی غلط ہوتے ہیں جیسے عبد النبی عبد الرسول علام جیلیانی وغیرہ وغیرہ۔ سل حزن کی ضد ہے۔ یعنی زرم اور ہمارہ زین۔ اس سے یہ بھی نکلا کہ بڑا آدمی اگر کوئی مفید مشورہ دے تو اسے

قول کر لیتا ہے خواہ وہ آباء و اجداد کی رسولوں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتا ہو۔ مل باپ کے طور طریقے وہیں تک قتل عمل ہوتے ہیں جو شریعت اسلامی کے موافق ہوں ورنہ مل باپ کی اندر می تقلید کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین میں سے ہیں۔ خلافت فاروقی کے دوسرے سال یہ پیدا ہوئے اور خلافت ولید بن عبد الملک ۹۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے والد حضرت مسیب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے شجرہ کے یونچ بیعت کی تھی۔ مسیب ہی کے باپ کا نام حزن تھا۔ حزن بن ذیب بن عمر القرقشی الحوزی جو مساجدین میں سے تھے اور جاہلیت میں اشراف قریش میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

باب کسی برے نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا

(۶۱۹۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سلیمان بن عثمان نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید بن عثمان کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لاایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے بچہ کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ ابو اسید بن عثمان بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی چیزیں جو سامنے تھیں مصروف ہو گئے (اور بچہ کی طرف توجہ ہٹ گئی) ابو اسید بن عثمان نے بچہ کے متعلق حکم دیا اور آنحضرت ﷺ کی ران سے اسے اٹھایا گیا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ متوجہ ہوئے تو فرمایا، بچہ کمال ہے؟ ابو اسید بن عثمان نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا۔ اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ فلاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، بلکہ اس کا نام ”منذر“ ہے۔ چنانچہ اسی دن آنحضرت ﷺ نے ان کا یہی نام منذر رکھا۔

(۶۱۹۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خردی، انہوں شعبہ نے، انہیں عطاء بن ابی میمونہ سے، انہیں ابو رافع نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا نام ”برہ“ تھا، کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ زینب بنت جحش امام المومنین کا نام رکھا گیا تھا۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ادب المفرد میں نکلا

۱۰۸ - باب تَخْوِيلِ الاسمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ

(۶۱۹۳) حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ،
حدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمُ،
عَنْ سَهْلٍ قَالَ : أَتَيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وُلِّدَ فَوَضَعَهُ عَلَى
فَخِدِّهِ، وَأَبْوَ أَسِيدٍ جَالِسٍ، فَلَهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ يَعْلَمُ
فَأَمَرَ أَبُو أَسِيدٍ بِإِنْهِ فَاحْتَمِلْ مِنْ فَخِدِّ
النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : ((أَيْنَ
النَّبِيُّ ﷺ)) فَقَالَ أَبُو أَسِيدٍ : قَلَّبَنَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ : ((مَا اسْمُهُ؟)) قَالَ : فُلَانٌ. قَالَ :
((وَلَكِنْ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ)) فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ
الْمُنْذِرَ.

منذر گنگاروں کو عذاب اللہ سے ڈرانے والا۔

(۶۱۹۴) حدَّثَنَا صَدَقَةً بْنَ الْفَضْلِ،
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَعْبَةَ، عَنْ
عَطَاءَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةً فَقِيلَ
تُرْكَيْ نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :
زَيْنَبَ.

کہ جو یہ کام بھی پسلے نام بردہ رکھا گیا تھا اپنے بدلتے بہت نیکو کار کے معنی میں ہے۔ یہ آپ ﷺ کو پسند نہیں آیا کیونکہ اس میں خود پسندی کی جگہ آتی تھی۔ لفظ زینب کے معنی موٹے جسم والی عورت۔ حضرت زینب اسم بالمسنی تھیں رضی اللہ عنہا۔

(۶۱۹۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریر نے خبر دی، کہ مسیح کو عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ نے خبر دی، کہا کہ میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے دادا "خزن" نبی کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا نام حزن ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم تو سل ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے باپ کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا۔ سعید بن مسیب نے کہا اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان میں تھی اور مصیبت ہی رہی۔ حزونہ سے صورت مراد ہے۔

[راجع: ۶۱۹۰]

یہ سزا تھی اس کی جوان کے دادا نے آنحضرت ﷺ کا رکھا ہوا نام قول نہیں کیا جس میں سرا برخیز و برکت تھی مگر ان کو اپنے باپ دادا کا رکھا ہوا نام حزن ہی پسند رہا اور اسی وجہ سے بعد کی نسلیں بھی مصیبت ہی میں جلا رہیں۔ انسان کی زندگی پر نام کا بڑا اثر پڑتا ہے اس لئے بچے کا نام عمر سے عمدہ رکھنا چاہیے۔

جس نے انبیاء کے نام پر نام رکھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو بوسہ دیا۔

۱۰۹

آنحضرت ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ کا یہ بچہ حضرت ماریہ تبلیغ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ماہ ذی الحجه ۱۸ میں اماں کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو بقیع غرقد میں دفن کیا گیا۔ انا اللہ وانا الیه راجعون۔

(۶۱۹۴) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمير نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے ان سے اسماعیل بن ابی خالد بھلی نے کہ میں نے اب اپنی اونٹ سے پوچھا۔ تم نے نبی کرم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ بیان کیا کہ ان کی وفات بچپن ہی میں ہو گئی تھی اور اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد ہوتی تو آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نہ ظالی نہ بروزی جیسا کہ آج کل کے دجالہ کہتے ہیں۔ مداحم اللہ۔ اب قیامت تک صرف آپ ہی کی نبوت رہے گی۔ کوئی

۶۱۹۳ - حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى،
حدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جَرِيرَ أَخْبَرَنَا قَالَ:
أَخْبَرَنِي عَنْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جَبِيرٍ بْنِ شَيْبَةَ،
قَالَ: جَلَسْتُ إِلَيْهِ سَعِيدَ بْنِ الْمُسِيَّبَ،
لَهُدَّنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِيمًا عَلَى النَّبِيِّ
لَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: اسْمِي حَزْنٌ
قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ
اسْمًا سَمَّانِي أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسِيَّبُ : فَمَا
رَأَيْتَ فِيَنَا الْحُزُونَةَ بَعْدًا.

[راجع: ۶۱۹۰]

۱۰۹ - بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ
الْأَنْبِيَاءِ وَقَالَ أَنْسٌ قَاتَلَ النَّبِيَّ ﷺ إِبْرَاهِيمَ،
يَعْنِي أَنْسَهُ.

بن بشر، حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَلْتُ لَأَنِّي أَبِي أُونَّى: رَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
مَاتَ صَفِيرًا وَلَوْ فُضِيَّ أَنْ يَكُونَ بَعْدَهُ
مُحَمَّدًا ﷺ نَبِيًّا عَاشَ ابْنَهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيًّا
بَعْدَهُ.

اگر نیامدی نبوت کھڑا ہو گا تو وہ دجال ہے، جھوٹا ہے، اسلام سے خارج ہے۔ لوقد راللہ ان یکوں بعدہ نبی لعائش ولکھنے خاتم النبین۔ (۶۱۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انھیں عدی بن ثابت نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عیاش سے سن۔ بیان کیا کہ جب آپ کے فرزند ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی دایہ مقرر ہو گئی ہے۔

(۶۱۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ النصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو کیونکہ میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں اور تمہارے درمیان علوم دین کو تقسیم کرتا ہوں۔ اور اس روایت کو انس بن عیاش نے بھی نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

(۶۱۹۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حصین نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے نام پر نام رکھو لیکن تم میری کنیت نہ اختیار کرو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا اور جس نے قصدً میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانا جنم میں بنالیا۔

لشیخ یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے کہ شیطان آپ کی صورت میں نظر نہیں آسکتا تاکہ وہ آپ کا نام لے کر خواب میں کسی سے کوئی جھوٹ نہ بول سکے۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا یقیناً جان لیتا ہے کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے اور یہ امر دیکھنے والے پر کسی نہ کسی طرح سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ دوزخ کی وعید اس کے لئے ہے جو خواہ خواہ جھوٹ موت کے۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے یا کوئی جھوٹی بات گھڑ کر آپ کے ذمہ لگائے۔ پس جھوٹی احادیث گھڑنے والے زندہ دوزخی ہیں۔ اعادنا اللہ منهم امین۔

(۶۱۹۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماء نے بیان

۶۱۹۵ - حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ). [راجع: ۱۳۸۲]

۶۱۹۶ - حدَّثَنَا آدُمُ، حدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَنْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَمُوا بِاسْمِيِّ، وَلَا تَكْتُنُوا بِكُنْتِيِّ، فَإِنَّمَا أَنَا فَاسِمٌ أَفْسِمُ بِئْنَكُمْ)). وَرَوَاهُ أَنَّسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [راجع: ۳۱۴]

۶۱۹۷ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَمُوا بِاسْمِيِّ، وَلَا تَكْتُنُوا بِكُنْتِيِّ، وَمَنْ رَأَيَ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَعْمَلُ صُورَتِيِّ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَعْمَدِيَّ، فَلَيَبْعَدُهُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ۱۱۰]

کیا، ان سے بیرید بن عبد اللہ بن ابی بریدہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضا نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک پچھہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر اسے مجھے دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ کی بڑی اولاد تھی۔

(۶۱۹۹) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے، کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے، کہا ہم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سن، بیان کیا کہ جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اس دن سورج گر ہن ہوا تھا۔ اس کو ابو بکر نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

لشیون لوگوں نے گمان کیا کہ یہ گھن حضرت ابراہیم کی وفات پر ہوا ہے مگر آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا کہ چاند اور سورج کسی نشانات دکھلاتا ہے۔ ایسے موقع پر اللہ کو یاد کرو، نماز پڑھو، صدقہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ جدید علمی تحقیقات نے اس سلسلہ میں جو کچھ معلومات کی ہیں وہ بھی سب حدیث کے مطابق قدرت کی نشانیاں ہی ہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پارہ نمبر ۲ میں یہ حدیث مفصل ہے جس میں تفصیلات بالاساری مذکور ہیں۔

باب پچھے کا نام ولید رکھنا

لشیون حضرت امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جس حدیث میں ولید نام رکھنے کی خنی آئی ہے وہ سخت ضعیف قائل جنت نہیں ہے۔ حدیث ذیل میں ایک مسلمان کا نام ولید مذکور ہے۔ آپ نے خود اسی نام سے اس کا ذکر فرمایا۔ اسی سے جواز ثابت ہوا۔

(۶۲۰۰) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے خبر دی، انسوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے سر مبارک روئے سے اخْمَاحاً تو یہ دعا کی۔ ”اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ میں دیگر موجود کمزور مسلمانوں کو نجات دے دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے کفاروں کو سخت پکڑ۔ اے اللہ! ان پر یوسف ﷺ کے زمانہ جیسا سقط نازل فرم۔“

ابوأسامة، عن بُرِيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرِيْدَةَ، عن أَبِي بُرِيْدَةَ، عن أَبِي مُوسَىٰ قَالَ وَلَذِلِيلِي غَلَامَ فَاتَّتْ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَسَمَّأَهُ إِنْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِسَمَّرَةَ، وَدَعَا لَهُ بِالنِّيرَكَةِ وَذَفْنَةِ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدَ أَبِي مُوسَىٰ.

[راجع: ۵۴۶۷]

۶۱۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا زَيْدَةُ، حَدَّثَنَا زَيْدَةُ بْنُ عَلَيْقَةَ سَمِعَتِ الْمُغَيْرَةَ بْنَ شَعْبَةَ قَالَ: الْكَسْفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِنْرَاهِيمَ رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۱۰۴۳]

لشیون کی موت یا حیات کی وجہ سے گھن نہیں ہوتے بلکہ یہ قدرتِ الہی کے نشانات ہیں وہ جب چاہتا ہے اپنے بندوں کو یہ نشانات دکھلاتا ہے۔ ایسے موقع پر اللہ کو یاد کرو، نماز پڑھو، صدقہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ جدید علمی تحقیقات نے اس سلسلہ میں جو کچھ معلومات کی ہیں وہ بھی سب حدیث کے مطابق قدرت کی نشانیاں ہی ہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پارہ نمبر ۲ میں یہ حدیث مفصل ہے جس میں تفصیلات بالاساری مذکور ہیں۔

۱۱۰ - باب تسمیۃ الولید

لشیون حضرت امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جس حدیث میں ولید نام رکھنے کی خنی آئی ہے وہ سخت ضعیف قائل جمعت نہیں ہے۔ حدیث ذیل میں ایک مسلمان کا نام ولید مذکور ہے۔ آپ نے خود اسی نام سے اس کا ذکر فرمایا۔ اسی سے جواز ثابت ہوا۔

۶۲۰۰ - أَخْبَرَنَا أَبُو نُعِيمَ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنِ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَةً مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَّمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعِيَاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعِفِينَ بِمُكَفَّةِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُذْ وَطَائِكَ عَلَى مُضَرَّ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِينَ

کَسْنِيُّوْسَفَ). [راجع: ٧٩٧]

لَشَرِح نے تیوں حضرات مذکورین مغیرہ مخدومی کے خاندان سے ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے۔ کفار نے ان کو ہجرت سے روک کر مقید کر دیا تھا۔ ولید بن ولید حضرت خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ سلمہ بن ہشام ابو جمل کے بھائی ہیں جو قدیم الاسلام ہیں اور عیاش بن ابی ریبیعہ مال کی طرف سے ابو جمل کے بھائی ہیں۔ مضر قبیلہ قریش سے ایک قبیلہ تھا جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے بدوعا فرمائی تھی۔ اس حدیث سے ولید نام رکھنا جائز ثابت ہوا۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

باب جس نے اپنے کسی ساتھی کو اس کے نام میں سے کوئی حرف کم کر کے پکارا۔

اور ابو حازم نے ابو ہریرہ رض سے بیان کیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا باہر!

(۲۲۰۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کوشیب نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائش! یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کرتے ہیں۔ میں نے کہا اور ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ وہ چیزیں دیکھتے تھے جو ہم نہیں دیکھتے تھے۔

۱۱۱- باب مَنْ دَعَا صَاحِبَةَ فَنَقَصَ

منَ اسْمِهِ حَرَفًا

وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ : ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)). حَلَّتْكَهُ ان کا نام ابو ہریرہ رض تھا۔

(۶۲۰۱) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((يَا عَائِشَ هَذَا جِنْرِيلٌ يَقْرِئُكِ السَّلَامَ)) قَلَتْ : وَعَنِيهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لَا نَرَى.

[راجع: ۳۲۱۷]

روایت میں حضرت عائشہ کا نام تخفیف کے ساتھ صرف عائش مذکور ہوا ہے۔ یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

(۲۲۰۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس رض نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رض مسافروں کے سامان کے ساتھ تھیں اور نبی کریم ﷺ کے غلام انجشہ عورتوں کے اونٹ کو ہانک رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بخش! ذرا اس طرح آہستگی سے لے چل جیسے شیشوں کو لے کر جاتا ہے۔

(۶۲۰۲) - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهِبَّ، حَدَّثَنَا أَبْيُوبُ، عَنْ أَبِي قِلَّابَةَ، عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَتْ أُمُّ سَلَيْمٍ فِي التَّقْلِ وَأَنْجَشَةُ غَلَامُ النَّبِيِّ ﷺ يَسُوقُ بِهِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَا أَنْجَشَ، رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)).

[راجع: ۶۱۴۹]

لَشَرِح انجشہ آنحضرت ﷺ کے غلام کا لے رک ڈالے تھے۔ گانے میں آواز بست غصب کی حسین تھی جسے سن کر اونٹ بھی

ست ہو جاتے تھے۔ آپ نے مستورات کو شیشے سے تثبیت دی۔ زراکت کی بیاپ اور انجشہ کو سواری تیز چلانے سے روکا کہ کمیں تیزی میں کوئی عورت سواری سے گرنے جائے۔ انجشہ کو صرف انجش سے آپ نے ذکر فرمایا باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

باب بچہ کی کنیت رکھنا اس سے پہلے کہ

وہ صاحب اولاد ہو

(۶۲۰۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالتبیح نے اور ان سے انس نے بیان کیا کہ نبی کرم شیخیم حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کرتے، میرا ایک بھائی ابو غیر نامی تھا۔ بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ بچہ کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔ آنحضرت شیخیم جب تشریف لاتے تو اس سے مزا حاصل فرماتے یا باعتمر مافعل التغیر اکثر ایسا ہوتا کہ نماز کا وقت ہو جاتا اور آنحضرت شیخیم ہمارے گھر میں ہوتے۔ آپ اس ستر کو بچانے کا حکم دیتے جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہوتے، چنانچہ اسے جھاؤ کر اس پر پانی چھڑک دیا جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچے کھڑے ہوتے اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔

آپ نے اس بچے کی کنیت ابو غیر، غیر کا باپ رکھ دی جلا تک وہ خود بچہ تھا اور غیر اس کا کوئی بچہ نہ تھا اس طرح پہلے ہی شیخیم سے بچے کی کنیت رکھ دیا عربوں کا عام دستور تھا۔ غیر نامی چیزیا سے یہ بچہ کھیلا کر تھا اسی لئے آپ نے مزا حاصل فرمایا۔ ملى اللہ علیہ الف الف مرہ بعد دل کل ذرۃ آمین یارب العالمین (دان)

باب ایک کنیت ہوتے ہوئے دوسری ابو تراب کنیت رکھنا

جازئے ہے

(۶۲۰۴) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سمل بن سعد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی کنیت ”ابو تراب“ سب سے زیادہ پیاری تھی اور اس کنیت سے انھیں پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ یہ کنیت ابو تراب خود رسول کرم شیخیم نے رکھی تھی۔ ایک دن حضرت فاطمہؓ پیغمبر سے خفا ہو کروہ باہر چلے آئے اور مسجد کی دیوار کے پاس لیٹ گئے۔ آنحضرت شیخیم ان کے پیچے آئے اور فرمایا کہ یہ تو دیوار کے پاس لیٹے ہوئے ہیں۔ جب

۱۱۲ - باب الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ

يُولَدَ إِلَيْهِ الْجُلُلِ

۶۲۰۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَنْ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْسَنَ النَّاسَ خَلْقًا، وَكَانَ لِي أَخْ يَقَالُ لَهُ: أَبُو عَمِيرٍ قَاتَ أَخْسَبَهُ، فَلَطِيمٌ، وَكَانَ إِذَا جَاءَهُ قَاتَ: ((يَا أَبَا عَمِيرٍ مَا فَعَلَ الْغَيْرُ؟)) نُفَرَّ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرَبِّهَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبَسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيَكْسُسُ وَيَنْضَعُ، ثُمَّ يَقُومُ وَتَقُومُ خَلْفَهُ فَيَصْلِي بِنَا.

[راجع: ۶۱۲۹]

آپ نے اس بچے کی کنیت ابو غیر، غیر کا باپ رکھ دی جلا تک وہ خود بچہ تھا اور غیر اس کا کوئی بچہ نہ تھا اس طرح پہلے ہی شیخیم سے بچے کی کنیت رکھ دیا عربوں کا عام دستور تھا۔ غیر نامی چیزیا سے یہ بچہ کھیلا کر تھا اسی لئے آپ نے مزا حاصل فرمایا۔ ملى اللہ علیہ الف الف مرہ بعد دل کل ذرۃ آمین یارب العالمین (دان)

۱۱۳ - باب التَّكْنَى بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ

كَانَتْ لَهُ كُنْيَةُ أُخْرَى

۶۲۰۴ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلُدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٌ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَبُّ أَسْنَاءَ عَلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لَا يُبَرِّ تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لِيَفْرَخَ أَنْ يُذْعَنِي بِهَا، وَمَا سَمَّاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ خَاصَّبَ بِيَوْمًا فَاطِمَةَ لَهُرَاجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجَدَارِ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَتَبَعَّهُ فَقَالَ: هُوَ

آنحضرت ﷺ شریف لائے تو حضرت علی بن بشیر کی پیشہ مٹی سے بھر چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ ان کی پیشہ سے مٹی جھاڑتے ہوئے (پیار سے) فرمائے گے ”ابو تراب“ اٹھ جاؤ۔

ذَا مُضطَبْجَعَ فِي الْجَدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ
وَأَنْتَلَ ظَهْرَهُ تُرَايَا فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ
الْقَرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ: ((اجلس يا آبا
تُرَاب)). [راجع: ٤٤١]

تشریح حضرت علی بن بشیر کی پہلی کنیت ابو الحسن مشور تھی مگر بعد میں جب خود آنحضرت ﷺ نے از راہ محبت آپ کو ابو تراب کنیت سے پکارا تو حضرت علی بن بشیر اسی سے زیادہ خوش ہونے لگے۔ اس طرح دو دو کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حضرت علی بن بشیر سے جو محبت تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ خود بنفس ان کو راضی کر کے گھر لانے کے لئے تشریف لے گئے جب کہ حضرت قاطرہ بن شیخ سے ناراض ہو کر وہ باہر پلے گئے تھے۔ اسی باہمی خفگی میں یوں میں بسا اوقات ہو جاتی ہے جو معیوب نہیں ہے۔ چونکہ حضرت علی بن بشیر کی کمر میں کافی مٹی لگ گئی تھی۔ اس لئے آپ نے پیارے ان کو ابو تراب (مٹی کا باوا) کنیت سے یاد فرمایا (تشریح) حضرت علی بن بشیر کی مدت خلافت چار سال اور تو ماہ ہے۔ ۲۰ مارچ ۶۳۰ھ بروز ہفتہ ایک خارجی ابن ملجم نامی کے حملہ سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ انا اللہ وانا الیه راجعون رضی اللہ وارضاہ۔ حضرت سیدہ قاطرہ بن شیخ نے ۳ رمضان ۱۴۰۰ھ میں آنحضرت ﷺ سے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ انا اللہ اخ غفران اللہ لھا (آمین)۔

باب اللہ کو جو نام بہت ہی زیادہ ناپسند ہیں ان کا بیان
(۶۲۰۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن بشیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا ہو گا جو اپنا نام ملک الاملاک (شنہشاہ) رکھے۔

١١٤ - باب أبغض الأسماء إلى الله
٦٢٠٥ - حدثنا أبو اليمان، أخبرنا
شعيب، حدثنا أبو الزناد، عن الأعرج،
عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ
((أبغض الأسماء يوم القيمة عند الله
رجل تسمى ملك الملائكة)).

[طرفة في : ۶۲۰۶]

تشریح لفظ اغْنِی کے معنی بہت ہی بدترین، بہت ہی گندہ نام یہ ہے کہ لوگ کسی کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھیں۔ ایسے نام والے قیامت کے دن بدترین لوگ ہوں گے۔

(۶۲۰۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن بشیر نے وہ نبی کشم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام۔ اور کبھی سفیان نے ایک نے زیادہ مرتبہ یہ روایت اس طرح بیان کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے بدترین ناموں (جمع کے صیغے کے ساتھ) میں اس کا نام ہو گا جو ”ملک الاملاک“ اپنا نام رکھے گا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ابوالزناد کے

٦٢٠٦ - حدثنا علي بن عبد الله، حدثنا
سفیان، عن أبي الرناد، عن الأعرج، عن
أبي هريرة رواية قال: أبغض اسم عند
الله، وقال سفیان، غیر مرة أبغض
الأسماء عند الله رجل تسمى بملك
الملائكة. قال سفیان: يقول غیره تفسیره
شاهان شاف. [راجع: ۶۲۰۵]

غیر نے کہا کہ اس کا مفہوم ہے ”شبان شاہ“

تشریح فی الحقيقة شہنشاہ پروردگار ہے۔ بندے شہنشاہ نہیں ہو سکتے جو لوگ اپنے کو شہنشاہ کہلاتے ہیں اللہ کے نزدیک وہ نہایت ہی تھیر اور گندے ہیں، اسی لئے آج کے جسمی دور میں اب کوئی شہنشاہ نہیں رہا۔ اللہ نے سب کو نابود کر دیا۔ آج سب ایک سطح پر ہیں مگر آج کل ان کی جگہ ممبران پارلیمنٹ و اسیلی نے لے رکھی ہے۔ الاماشاء اللہ۔

باب مشرک کی کنیت کا بیان

اور سور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے نبی کرم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ابوطالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے دے۔

حضرت امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ مشرک شخص کو اس کی کنیت سے یاد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آخر خضرت ﷺ نے ابوطالب کا بیٹا کہا۔ ابوطالب کنیت تھی اور وہ مشرک رہ کر مرے تھے۔ روایت ذیل میں ترجمہ باب اس سے لکھا ہے کہ رسول کرم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی منافق کو اس کی کنیت ابوالجانب سے ذکر فرمایا۔

(۷) ۶۲۰۷ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی عقیق نے بیان کیا، ان سے ابن ابی شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور انھیں اسماء بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کا بنا ہوا ایک کپڑا بچھا ہوا تھا، اسماء آپ کے پیچھے سوار تھے۔ آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی حارث بن خرزج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، یہ واقعہ غزوہ بدرا سے پہلے کا ہے یہ دونوں روانہ ہوئے اور راستے میں ایک مجلس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی اہل سلوک بھی تھا۔ عبد اللہ نے ابھی تک اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اس مجلس میں کچھ مسلمان بھی تھے۔ بتول کی پرستش کرنے والے کچھ مشرکین بھی تھے اور کچھ یہودی بھی تھے۔ مسلمان شرکاء میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس پر (آخر خضرت کی) سواری کا غبار اڑ کر پڑا تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی چادر ناک پر رکھ

وَقَالَ مُسْنُورٌ: سَعِّدَتُ النَّبِيًّا ﷺ يَقُولُ: ((إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ)).

۶۲۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ، أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَبِيقٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرٍ أَنَّ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَذَكَرَهُ، وَأَسَامَةً وَرَاءَهُ يَمْوُدُ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ فِي بَنْيِ حَارِثَ بْنِ الْخَزْرَاجَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَسَارَ حَتَّى مَرَأَ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلْوَنَ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلْوَنَ فَلَمَّا فَلَادَ فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةَ الْأَوَّلَانِ وَالْيَهُودَ وَفِي الْمُسْلِمِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةً الدَّابَّةَ، خَمَرَ ابْنُ أَبِي أَنْفَةَ بِرِدَانِهِ وَقَالَ:

لی اور کہنے لگا کہ ہم پر غبار نہ اڑاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے (قریب پیچے کے بعد) انھیں سلام کیا اور کھڑے ہو گئے۔ پھر سواری سے اتر کر انھیں اللہ کی طرف بلا یا اور قرآن مجید کی آئین انھیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی ابن سلوں نے کہا کہ بھلے آدمی جو کلام تم نے پڑھا اس سے بہتر کلام نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ واقعی یہ حق ہے مگر ہماری مجلسوں میں آکر اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔ جو تمہارے پاس جائے بس اس کو یہ قصہ سنادیا کرو۔ عبد اللہ بن رواحہ بن شہر نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں بھی تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ اس معاملہ پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں کا جھگڑا ہو گیا اور قریب تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف ہاتھ اٹھا دیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ انھیں خاموش کرتے رہے آخر جب سب لوگ خاموش ہو گئے تو آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر بیٹھے اور روانہ ہوئے۔ جب سعد بن عبادہ کے یہاں پہنچے تو ان سے فرمایا کہ اے سعد! تم نے نہیں سنا آج ابو جلب نے کس طرح باتیں کی ہیں۔ آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ باتیں کی ہیں۔ سعد بن عبادہ بن شہر بولے، میرا باپ آپ پر صدقہ ہو یا رسول اللہ! آپ اسے معاف فرمادیں اور اس سے درگذرب فرمائیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کو سچا کلام دے کر ہملاں بھیجا جو آپ پر اتارا۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے اس شہر (مدینہ منورہ) کے باشندے اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے (عبد اللہ بن ابی کو) شاہی تاج پہناندیں اور شاہی عمامہ باندھ دیں لیکن اللہ نے سچا کلام دے کر آپ کو ہملاں بھیج دیا اور یہ تجویز موقوف رہی تو وہ اس کی وجہ سے چکریا اور جو کچھ آپ نے آج لاحظہ کیا، وہ اسی جلن کی وجہ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو معاف کر دیا۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ مشرکین اور اہل کتاب سے جیسا کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا، درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی طرف سے پیچنے والی تکلیفوں پر صبر کیا

لَا تُغَيِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ الله
عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَّلَ لَهُ خَاعِمٌ إِلَى
الله وَقَرَأً عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الله
بْنُ أَبِي ابْنِ سَلْوُلٍ: أَيْهَا الْمَرْءَةُ لَا أَخْسِنَ
مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي
مَحَاجِلِسِنَا فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُنْ عَلَيْهِ، قَالَ
عَبْدُ الله بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ الله
فَاغْشَنَا فِي مَحَاجِلِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ
فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ
وَالْيَهُودُ، حَتَّىٰ كَادُوا يَتَّوَارُونَ فَلَمْ يَزَلْ
رَسُولُ الله ﷺ يُخْفَضُهُمْ حَتَّىٰ سَكَتُوا ثُمَّ
رَكِبَ رَسُولُ الله ﷺ دَابِّةً فَسَارَ حَتَّىٰ
دَخَلَ عَلَىٰ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ فَقَالَ رَسُولُ
الله ﷺ: (أَيُّ سَعْدُ الْمُتَسْمِعُ مَا قَالَ
أَبُو حَيَّابٍ؟) يُرِيدُ عَبْدُ الله بْنُ أَبِي فَالَّ
كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ: أَيُّ
رَسُولُ الله يَأْبِي أَنْتَ أَعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ،
فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ
الله بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ، وَلَقَدْ
اَصْنَطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَىٰ أَنْ يَتَوَجُّوْهُ
وَيَعْصِبُوهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَأَدَ الله ذَلِكَ
بِالْحَقِّ الَّذِي أَغْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ
فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَلَّقَ عَنْهُ رَسُولُ الله ﷺ،
وَكَانَ رَسُولُ الله وَأَصْحَابُهُ يَغْفُونَ عَنِ
الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ، كَمَا أَمْرَهُمْ
الله وَيَصْبِرُونَ عَلَىٰ الْأَذَى قَالَ الله
تَعَالَى: ((وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أَوْتُوا

کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ”تم ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے (اذیت دہ باتیں) سنو گے“ دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا ہے اس کتاب خواہش رکھتے ہیں اخ - چنانچہ حضور اکرم ﷺ انھیں معاف کرنے کے لئے اللہ کے حکم کے مطابق توجیہ کیا کرتے تھے۔ بالآخر آپ کو (جگ کی) اجازت دی گئی۔ جب آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر کیا اور اللہ کے حکم سے اس میں کفار کے بڑے بڑے بہادر اور قریش کے سردار قتل کئے گئے تو آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ فتحِ مند اور غنیمت کا مال لئے ہوئے واپس ہوئے، ان کے ساتھ کفار قریش کے کتنے ہی بہادر سردار قید بھی کر کے لائے تو اس وقت عبد اللہ بن ابی ابی سلول اور اس کے بت پرست مشرک ساتھی کرنے لگے کہ اب ان کا کام جنم گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرو، اس وقت انہوں نے اسلام پر بیعت کی اور بظاہر مسلمان ہو گئے (مگر میں نفاق رہا)

لشیح سند میں عروہ بن زیر فتحیہ سبعة مدینہ سے ہیں جن کے اسماء گرامی اس لفظ میں ہیں۔
اذا قيل من في العلم سبعة ابهر روایتهم ليست عن العلم خارجة

فقل هم عبد الله عروة قاسم سعید ابو بکر سليمان خارجة.

یہ ساقوں بزرگ مدینہ طیبہ میں ایک ہی زمانے میں تھے۔ اکثر ان میں سے ۹۳ میں فوت ہوئے تو اس سال کا نام ہی عام القباء پر گیا آخر باری باری ۱۵۶ھ یا ۷۴۷ء تک سب رخصت ہو گئے۔ رحمہم اللہ علیہم.

(۲۲۰۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن حارث بن نوْفَل نے اور ان سے حضرت عباس بن عبد المطلب نے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے جناب ابوطالب کو ان کی وفات کے بعد کوئی فائدہ پہنچایا، وہ آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے لوگوں پر غصہ ہوا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ وزن خیز میں اس جگہ پر ہیں جہاں ٹھنڈوں تک آگ ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ وزن خیز کے پیچے کے طبقے میں رہتے۔ جہاں اور مشرک رہیں گے۔

الْكِتَاب) [آل عمران : ۱۸۶] الْآيَة
وَقَالَ: (وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ)
[البقرة : ۱۰۹] فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ
يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمْرَهُ اللَّهُ بِهِ حَتَّى
أَذِنَ لَهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَرَّ رَسُولُ اللَّهِ
بَدْرًا فَقَتَلَ اللَّهُ بِهَا مَنْ فَلَّ مِنْ صَنَادِيدِ
الْكُفَّارِ وَسَادَةَ قُرْيَشٍ، فَقَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ
أَصْحَابَهُ مَنْصُورِينَ غَارِبِينَ مَعْهُمْ
أَسَارَى، مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةَ قُرْيَشٍ
قَالَ ابْنُ أَبِي ابْنِ سَلْوَلَ: وَمَنْ مَعَهُ مِنْ
الْمُشْرِكِينَ عَبْدَةُ الْأَوْنَانَ هَذَا أَمْرٌ قَدْ
تَوَجَّهَ فَبَيْعُوا رَسُولَ اللَّهِ
فَأَسْلَمُوا. [راجع: ۲۹۸۷]

لشیح سند میں عروہ بن زیر فتحیہ سبعة مدینہ سے ہیں جن کے اسماء گرامی اس لفظ میں ہیں۔

(۶۲۰۸) حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبَّاسٍ
بْنِ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ
نَفَقْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ؟ فَإِنَّهُ كَانَ
يَحْوُطُكَ وَيَغْضِبُ لَكَ، قَالَ: ((نَعَمْ هُوَ
فِي ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ، لَوْلَا أَنَا لَكَانَ
فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)).

[راجح: ۳۸۸۳]

باب تعریض کے طور پر بات کرنے میں

جھوٹ سے بچاؤ ہے

اور اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے انس بن یثیر سے سنا کہ ابو طلحہ کے ایک بچے ابو عمر بن ایم کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے (اپنی بیوی سے) پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ام سلیم بنت ابی ذئب نے کہا کہ اس کی جان کو سکون ہے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ چین سے ہو گا۔ ابو طلحہ اس کلام کا مطلب یہ سمجھے کہ ام سلیم بچی ہے۔

(۶۲۰۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ثابت بنانی نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، راستے میں حدی خواں نے حدی پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ! شیشوں کو آہستہ آہستہ لے چل، تجوہ پر افسوس۔

(۶۲۱۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حمار نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے بیان کیا، ان سے انس والیوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس بن یثیر نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ انجشہ نبی غلام عورتوں کی سواریوں کو حدی پڑھتا لے چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا، انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ لے چل۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ مراد عورتیں تھیں۔

(۶۲۱۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو جان نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک بن یثیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ایک حدی خواں تھے انجشہ نبی تھے ان کی آواز بڑی اچھی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، انجشہ آہستہ چال اختیار کر، ان شیشوں کو مت توڑ۔ قادہ نے بیان کیا کہ مراد کمزور عورتیں تھیں۔ (کہ سواری سے گرنے جائیں۔)

۱۱۶ - باب المَعَارِيضُ مَنْدُوحةٌ

عَنِ الْكَذِبِ

وَقَالَ إِسْحَاقُ، سَمِعْتُ أَنَّسَ مَاتَ ابْنَ
لَأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ : كَيْفَ الْفَلَام؟ قَالَتْ أُمُّ
سَلَيْمٍ، هَذَا نَفْسَهُ، وَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ قَدْ
اسْتَرَاحَ وَطَنَ أَنْهَا صَادِقَةً.

۶۲۰۹ - حَدَّثَنَا آدُمُ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ
ثَابِتِ الْهَنَّاجِيِّ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ :
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَحَدَّثَ الْحَادِي
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةَ وَيَحْكُ
بِالْقَوَارِيرِ)). [راجع: ۶۱۴۹]

۶۲۱۰ - حَدَّثَنَا سَلَيْمَانُ بْنُ حَزْبٍ،
حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَّسٍ وَأَيُوبَ
عَنْ أَبِي قِلَّبَةَ عَنْ أَنَّسٍ رضي الله عنه أَنَّ
النَّبِيُّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ غَلَامٌ
يَخْدُوْهُنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :
((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةَ سَوْقَتِ بِالْقَوَارِيرِ))
قَالَ أَبُو قِلَّبَةَ : يَعْنِي النِّسَاءَ.

[راجع: ۶۱۴۹]

۶۲۱۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَّانَ،
حَدَّثَنَا هَمَامٌ، حَدَّثَنَا قَنَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَّسُ بْنُ
مَالِكٍ قَالَ : كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، حَادِي يُقَالُ لَهُ،
أَنْجَشَةُ، وَكَانَ حَسَنَ الصُّونَتَ فَقَالَ لَهُ
النَّبِيُّ ﷺ : ((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةَ لَا تَكْسِيرِ
الْقَوَارِيرِ)) قَالَ قَنَادَةُ : يَعْنِي ضَعْفَةَ
النِّسَاءِ [راجع: ۶۱۴۹]

(۶۲۱۲) ہم سے مدد نے بیان کیا کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک بھی نے کہ مدینہ منورہ پر (ایک رات نامعلوم آواز کی وجہ سے) ڈر طاری ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ پھر (والپس آکر) فرمایا ہمیں تو کوئی (خوف کی) چیز نظر نہ آئی۔ البتہ یہ گھوڑا تو گویدار یا تھا۔

باب کسی شخص کا کسی چیز کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ کچھ نہیں اور مقصد یہ ہو کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ نے دو قبر والوں کے حق میں فرمایا کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیتے جاتے اور حالانکہ وہ بڑا گناہ ہے۔

شیعہ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب آنحضرت ﷺ نے بڑے کو فرمایا کہ بڑا نہیں تو سب دی، کہا ہم کو ابن جریر نے خبر دی کہ ابن شماں نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان کی (پیشیں گویوں کی) کوئی حیثیت نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لیکن وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات کچی بات ہوتی ہے جسے جن فرشتوں سے سن کر اڑا لیتا ہے اور پھر اسے اپنے ولی (کاہن) کے کان میں مرغ کی آواز کی طرح ڈالتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس (ایک کچی بات میں) سو سے زیادہ جھوٹ ملادیتے ہیں۔

باب آسمان کی طرف نظر اٹھانا

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ غاشیہ میں فرمایا ”کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کسی کی پیدائش کی گئی ہے اور آسمان کی طرف کہ کیسے وہ بلند کیا

۶۲۱۲ - حدَّثَنَا مُسْتَدْدَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقِيْنُ، عَنْ شَعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي فَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْ فَرَسَةً فَرَسَةً رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَسَةً لَأْبِي طَلْحَةَ قَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَخْرًا)).

[راجح: ۲۶۲۷]

۱۱۷ - بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْقَبْرَيْنِ: ((يَعْدَبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ)):

شیعہ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ کشیدہ کو اسے کہنے کے لئے اردو میں بھی یہ محاورہ مستعمل ہے۔ (۶۲۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریر نے خبر دی۔ آنحضرت ﷺ نے اسے عروہ نے خردی، انہوں نے عروہ سے سنا، کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان کی (پیشیں گویوں کی) کوئی حیثیت نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لیکن وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات کچی بات ہوتی ہے جسے جن فرشتوں سے سن کر اڑا لیتا ہے اور پھر اسے اپنے ولی (کاہن) کے کان میں مرغ کی آواز کی طرح ڈالتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس (ایک کچی بات میں) سو سے زیادہ جھوٹ ملادیتے ہیں۔

۱۱۸ - بَابُ رَفْعِ النَّصَرِ إِلَى السَّمَاءِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: هَلَّا يَنْظَرُونَ إِلَى الْأَيْلِ كَيْفَ خُلِقُتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْهُ

[راجح: ۳۲۱۰]

گیا ہے۔“ اور ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن الی ملکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

(۶۲۱۳) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شما ب نے کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے جابر بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے، “آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میرے پاس وہی آنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ ایک دن میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی، میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو میں نے پھر اس فرشتہ کو دیکھا جو میرے پاس غارِ حرام میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

(۶۲۱۵) ہم سے ابن الی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ مجھے شریک نے خبر دی، انھیں کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات میمونہ (خالہ) کے گھر گزاری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس رات وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ ہوا یا اس کا بعض حصہ رہ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ ”بلاشہ آسمان کی اور زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے بدلتے رہنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔“

رات کو اٹھنے والے خوش نصیبوں کے لئے نظارہ آسمانی کو دیکھنا اور ان آیات کو بغور پڑھنا بہت بڑی نعمت ہے۔

باب کچھ بیانی میں لکھی

مارنا

(۶۲۱۶) ہم سے مسد نے کہا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عثمان بن غیاث نے، کہا ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور

[الغاشیة : ۱۷]، وَقَالَ أَبُو يُوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلِيْكَةَ : عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

۶۲۱۴ - حَدَّثَنَا أَبْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْيَثْ، عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((ثُمَّ فَتَرَ عَنِ الْوَحْيِ، فَبَيَّنَ أَنَا أَمْشِي، سَمِعْتُ صَوْتاً مِنَ السَّمَاءِ فَرَفِعْتُ بَصَرِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحَرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)). [راجع: ۴]

یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو آج آپ کو بایں مثل نظر آئے۔

۶۲۱۵ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَنْتُ لَهِ بَيْتَ مَيْمُونَةَ وَالْبَيْتِ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَا: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافَ الْلَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَآياتٌ لِأُولَئِ الْأَنْبَابِ﴾

[آل عمران: ۱۹۰]. [راجع: ۱۱۷]

۱۱۹ - بَابُ نَكْتِ الْعُودِ فِي الْمَاءِ

وَالظَّيْنِ

۶۲۱۶ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ، عَنْ غُثَّمَانَ بْنِ غَيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غُثَّمَانَ،

ان سے ابو موسیٰ اشعری نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ اس کو پالی اور پیچر میں مار رہے تھے۔ اس دوران میں ایک صاحب نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کے لئے دروازہ کھول دے اور انھیں جنت کی خوشخبری سنادے۔ میں گیا تو وہاں حضرت ابو بکر بن عبد اللہ موجود تھے، میں نے ان کے لئے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری سنائی پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوا یا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے اور انھیں جنت کی خوشخبری سنادے اس مرتبہ حضرت عمر بن عبد اللہ تھے۔ میں نے ان کے لئے بھی دروازہ کھولا اور انھیں بھی جنت کی خوشخبری سنادی۔ پھر ایک تیرے صاحب نے دروازہ کھلوا یا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت شیک لگائے ہوئے تھے اب سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا دروازہ کھول دے اور جنت کی خوشخبری سنادے، ان آزمائشوں کے ساتھ جس سے (دنیا میں) انھیں دوچار ہونا پڑے گا۔ میں گیا تو وہاں حضرت عثمان بن عفی تھا۔ ان کے لیے بھی میں نے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری سنائی اور وہ بات بھی بتا دی جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ عثمان بن عفی نے کامیار اللہ مددگار ہے۔

لئے اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا مجذہ ہے۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ حضرت عثمان بن عفی کو آخر خلافت میں بڑی مصیبت پیش آئی لیکن انہوں نے صبر کیا اور شہید ہوئے۔

ابو بکر بن عبد اللہ کے لئے دروازہ سب سے پہلے کھولا گیا۔ پہلے آپ کا نام عبد اللہ رکھ دیا اور کنیت ابو بکر بن عفی آپ کی خلافت دو سال تین ماہ اور دس دن رہی۔ وفات ۲۳ سال کی عمر میں ۲۱ جمادی الثاني سالہ میں بخار سے واقع ہوئی۔ یہ تاریخ جمادی الثاني سے آپ کو بخار آنا شروع ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ عمر بن عفی مغیرہ بن شعبہ بن عفی کے غلام ابو لولو فیروز ایرانی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۳ سال کی تھی ۷۲ ذی الحجه ۵۷ میں بدھ کے دن انتقال فرمایا رضی اللہ وارضاہ۔ آپ کی مدت خلافت ساڑھے دس سال سے کچھ زیادہ ہے۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں کچھ منافقوں نے بغاوت کی۔ آخر آپ کو ۱۸ ذی الحجه ۳۵ میں ان ظالموں نے بست بری طرح سے شہید کر دیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ (بِسْمِ اللّٰہِ)

باب کسی شخص کا زمین پر
کسی چیز کو مارنا

عن أبي موسى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِّنْ حَيَّطَانِ الْمَدِينَةِ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالظِّلِّينَ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْأَفِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَذَهَبَتْ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَاسْتَفَتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَذَهَبَتْ فَإِذَا عَمَرٌ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفَتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَعِنِّفاً فَجَلَسَ فَقَالَ: ((افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ - أَوْ تَكُونُ -)) فَذَهَبَتْ فَإِذَا عُثْمَانٌ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالْدِيْنِ قَالَ قَالَ اللَّهُ الْمُسْتَعِنُ.

[راجع: ۳۶۷۴]

۱۲۰ - بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُثُ الشَّيْءَ
بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ.

(۶۲۱۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے ابن الی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان و منصور نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابو عبد الرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی بن مسیح نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس کو آپ زمین پر مار رہے تھے پھر آپ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا جنت یا دوزخ کا مکھ کا ناطہ نہ ہو چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا، پھر کیوں نہ ہم اس پر بھروسہ کر لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص جس مٹکانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کو وہی ہی توفیق دی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن شریف کے سورہ واللیل میں ہے کہ جس نے اللہ خیرات کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا، آخر تک۔

باب تعجب کے وقت اللہ اکبر اور

سبحان اللہ کہنا

(۶۲۱۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھیں زہری نے، ان سے ہند بن حارث نے بیان کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (رات میں) بیدار ہوئے اور فرمایا، سبحان اللہ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج نازل کئے گئے ہیں اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے ہیں۔ کون ہے! جو ان جحود والیوں کو جگائے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد ازواج مطررات سے تھی تاکہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں تنگی ہوں گی۔ اور ابن الی ثور نے بیان کیا، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا آپ نے ازواج مطررات کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر!

(۶۲۱۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے عمر رضی اللہ عنہ نے اس انصاری کی خبر پر تعجب کیا جس نے کہا تاکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ غفران اللہ لہ (آئیں)

(۶۲۲۰) ۶۲۱۷ - حدیثناً مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حدِيثناً أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شَعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَمُنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْيَدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلْطَانِ عَنْ عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَاحَةَ لِجَعْلٍ يَنْكُتُ الْأَرْضَ بِغُودٍ فَقَالَ: ((لَنْ يَنْكُنْ مِنْكُمْ مَنْ أَخْدِ إِلَّا وَقَدْ فَرَغَ مِنْ مَقْعِدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ)) فَقَالُوا: أَفَلَا تَنْكِلُ؟ قَالَ: ((أَعْمَلُوا فَكُلُّ مُبِيتٍ هَفَّافًا مِنْ أَغْطَى وَأَبْقَى)) [اللیل : ۵] الآیة۔

[راجع: ۱۳۶۲]

۱۲۱ - باب التکبیر والتسنیع عند التعجب

(۶۲۲۱) ۶۲۱۸ - حدیثناً أَبُو الْيَمَانَ، أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حدِيثنِي هِنْدُ بْنَتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَسْتَيقِطُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((سَبَحَنَ اللَّهُ مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْفَقِنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَّاجِبَ الْخَجَرِ؟)) يُرِيدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ ((حَتَّى يُصْلِّيَ رَبُّ كَاسِبِيَّةِ فِي الدُّنْيَا عَارِيَّةً فِي الْآخِرَةِ)) وَقَالَ أَبُو عَوْزَرٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَلَقْتُ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: ((لَا)). قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ [راجع: ۱۱۵]

عمر رضی اللہ عنہ نے اس انصاری کی خبر پر تعجب کیا جس نے کہا تاکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ غفران اللہ لہ (آئیں)

خبردی، انھیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اساعیل بن الی اویں نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن الی عقیق نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے امام زین العابدین علی بن حسین نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ بنت حبی رضی اللہ عنہا نے انھیں خبردی کروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملنے آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کئے ہوئے تھے۔ عشاء کے وقت تھوڑی دیر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں اور واپس لوٹنے کے لئے انھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی انھیں چھوڑ آنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ مسجد کے اس دروازہ کے پاس پہنچیں جہاں آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا جگہ تھا، تو اہر سے دو انصاری صحابی گزرے اور آنحضرت ﷺ کو سلام کیا اور آگے بڑھ گئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حبی بنت حنفیہ میری بیوی ہیں۔ ان دونوں صحابہ نے عرض کیا۔ سجنان اللہ یا رسول اللہ۔ ان پر بداشق گزرا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے، اس لئے مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی شبہ نہ ڈال دے۔

یا انگلیوں سے پھر مارکنکری پہنکنے کی ممانعت

یا انگلیوں سے پھر ماکنکری پھینکنے کی ممانعت

(۲۴۲۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، انھوں نے عقبہ بن صہبان ازدی سے نا، وہ عبداللہ بن مغفل مزنی سے نقل کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کنکنی چینکنے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ نہ شکار مار سکتی ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے، البتہ آنکہ پھوڑ سکتی ہے اور دامت تو رسکتی ہے۔

شَعِيبٌ، عَنِ الْوَهْرَى حَوْدَتْنَا
إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أخِي عَنْ
سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ
ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عَلَىٰ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ
صَفِيَّةَ بِنْتَ حَسْنَى زَوْجَ النَّبِيِّ أَخْبَرَتْهُ
أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ تَزَوَّرَةً وَهُوَ
مُغْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْقَشْرِ الْفَوَابِرِ
مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْهُ سَاعَةً مِنَ
الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقِبُ لِفَاقَ مَعَهَا النَّبِيُّ
يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ
الْمَسْجِدِ الَّذِي عِنْهُ مَسْكِنُ أُمِّ سَلَمَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ مَرَّ بِهِمَا رَجُلًا مِنَ
الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ
نَفَدَ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ: ((عَلَىٰ
رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حَسْنَى)) قَالَا
: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبَرَ عَلَيْهِمَا
قَالَ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخْرُجُ مِنْ أَبْنَى آدَمَ
مَبْلَغُ الدُّمِ، وَإِنَّهُ خَشِيتُ أَنْ يَقْدِفَ فِي
قُلُوبِكُمَا)). [راجع: ٢٠٣٥]

١٢٢ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ
٦٢٢ - حَدَّثَنَا آدُمُ، حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ
عَطَاءَةَ قَالَ : سَمِعْتُ عَقْبَةَ بْنَ صَهْبَانَ
الْأَزْدِيَّ يَحْدُثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقُولٍ
الْمَزَرَّبِيَّ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ،
وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَا
الْعَدُوَّ، وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَنْكِسِيرُ السَّنَنَ)).

[راجع: ۴۸۴۱]

باب چھینکے والے کا الحمد للہ کہنا

(۶۲۲۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک بن شریر نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ کے پاس دو اصحاب چھینکے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کا جواب یرحmk اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) سے دیا اور دوسرے کا نہیں۔ آنحضرت ﷺ سے اس کی وجہ پر چھی گئی تو فرمایا کہ اس نے الحمد للہ کہا تھا (اس لئے اس کا جواب دیا) اور دوسرے نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔ چھینکے والے کو الحمد للہ ضرور کہنا چاہئے اور سنن والوں کو یرحmk اللہ۔ (سے جواب دینا اسلامی تہذیب ہے)

باب چھینکنے والا الحمد للہ کے تو اس کا جواب الفاظ یرحmk

اللہ سے دینا چاہئے

یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔

(۶۲۲۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعت بن سلیم نے کہ میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا تھا اور سات کاموں سے روکا تھا، ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کی مزاج پر سی کرنے، جنازہ کے چیخھے چلنے، چھینکے والے کے جواب دینے، دعوت کرنے والے کی دعوت گول کرنے، سلام کا جواب دینے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھالینے والے کی قسم پوری کرنے میں مدد دینے کا حکم دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں سات کاموں سے روکا تھا، سونے کی انگوٹھی سے، یا بیان کیا کہ سونے کے چھٹے سے، ریشم اور دبیا اور سندس (دبیا سے باریک ریشمی کپڑا) پہننے سے اور ریشمی زین سے۔

باب چھینک اچھی ہے اور جملائی میں

۱۲۳ - باب الحمد للغاطس

(۶۲۲۱) حدثنا محمد بن كثير، حدثنا سفيان، حدثنا سليمان، عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: عطس رجلان عند النبي صلى الله عليه وسلم فشمت أحدهما ولم يشمت الآخر فقيل له: فقال: (هذا حميد الله، وهذا لم يحمد الله).

[ظرفہ فی : ۶۲۲۵].

۱۲۴ - باب تشتمت الغاطس إذا

حَمِدَ اللَّهُ

(۶۲۲۲) حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا شعبة، عن الأشعث بن سليم قال: سمعت معاوية بن سويد بن مقرن، عن البراء رضي الله عنه قال: أمرنا النبي ﷺ بستيع ونهانا عن سبع أمرنا بعيادة المريض، واتباع الجنائز، وتشتمت الغاطس، وإجابة الداعي، ورد السلام، ونصر المظلوم، وإنزال المقصيم، ونهانا عن سبع، عن خاتم الذهب - أو قال: حلقة الذهب -، وعن نفس الذهبي، والديباج، والسندي، والمياثير.

[راجع: ۱۲۳۹].

۱۲۵ - باب ما يُستحب من

برائی ہے

چھپک چستی اور ہوشیاری اور صفائی دماغ اور صحت کی دلیل ہے۔ برخلاف اس کے جملی سنتی کاملی اور ثقہ اور امتلاع معدہ کی دلیل ہے۔

(۶۲۲۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذسب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمالی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کے تو ہر مسلمان پر جواب سے حق ہے کہ اس کا جواب یرحمنک اللہ سے دے۔ لیکن جمالی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے جمالی تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ جب وہ منہ کھول کر ہلہلا کرتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

باب چھینکنے والے کا کس طرح

جواب دیا جائے؟

(۶۲۲۴) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، انھیں عبد اللہ بن دینار نے خردی، وہ ابو صالح نے اور انھیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمد للہ کے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی (راوی کو شبہ تھا) یرحمک اللہ "کے۔ جب ساتھی یرحمک اللہ کے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا "یهدیکم اللہ و یصلح بالکم"

۔

باب جب چھینکنے والا الحمد لله نہ کئے تو اس کے لئے

يرحمنک اللہ بھی نہ کما جائے

(۶۲۲۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

الْعَطَاسِ، وَمَا يُكَنَّةُ مِنَ التَّنَازُبِ

چھپک چستی اور ہوشیاری اور صفائی دماغ اور صحت کی دلیل ہے۔ برخلاف اس کے جمالی سنتی کاملی اور ثقہ اور امتلاع معدہ کی دلیل ہے۔

۶۲۲۳ - حدثنا آدم بن أبي إِيَّاسِ، حدثنا ابن أبي ذنب، حدثنا سعيد المقبرى عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَطَاسَ، وَيَكْنَهُ التَّنَازُبَ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَحَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمَّتَهُ، وَأَمَّا التَّنَازُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلَيْرَدْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ: هَا ضَحْكٌ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)).

[راجع: ۳۲۸۹]

۱۲۶ - باب إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ؟

۶۲۲۴ - حدثنا مالك بن إسماعيل، حدثنا عبد العزير بن أبي سلمة، أخبرنا عبد الله بن دينار، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((إِذَا عَطَسَ أَخَدُوكُمْ فَلَيْقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَيْقُلْ لَهُ أَخْوَهُ - أَوْ صاحِبُهُ - يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلَيْقُلْ: يَهْدِيْكُمُ اللَّهُ وَيَصْلِحُ بَالْكُمْ)).

الله تمہیں سید ہے راست پر رکھے اور تمہارے حالات درست کرے۔

۱۲۷ - باب لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا

لَمْ يَخْمَدِ اللَّهُ

حدثنا آدم بن أبي إِيَّاسِ،

بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تھی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس بن ثور سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو آدمیوں نے چھینکا، لیکن آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک کی چھینک پر یرحmk اللہ کما اور دوسرے کی چھینک پر نہیں کہا۔ اس پر دوسرا شخص بولا کہ یا رسول اللہ، آپ نے ان کی چھینک پر یرحmk اللہ فرمایا۔ لیکن میری چھینک پر نہیں فرمایا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے الحمد للہ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا تھا۔

باب جب جمالی آئے تو چاہیے کہ

منہ پر ہاتھ رکھ لے

(۶۲۲۶) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اب ان بی ذنب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ بعض دفعہ صحت کی علامت ہے اور جمالی کو ناپسند کرتا ہے، اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو وہ الحمد للہ کہے لیکن جمالی لینا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کسی کو جمالی آئے تو وہ اپنی قوت و طاقت کے مطابق اسے روکے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی جمالی لیتا ہے تو شیطان نہتا ہے۔

حَدَّثَنَا شُعبةُ، حَدَّثَنَا سُعِيدُ الْقَبْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: عَطَسَ رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَفَتَهُ أَخْدَهُهَا وَلَمْ يُشَمِّتْ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَمَتْ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّنِي؟ ((إِنَّ هَذَا حَمْدَ اللَّهِ وَلَمْ تَحْمِدْ اللَّهَ)).

[راجح: ۶۲۲۱]

۱۲۸ - باب إِذَا تَنَاؤَبَ فَلَيَضُعَ يَدَهُ

عَلَى فِيهِ

(۶۲۲۶) - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلَيٍّ، حَدَّثَنَا أَنْبُرُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ سَعِيدِ الْقَبْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ بِحُبِّ الْعَطَاسِ، وَيَنْكِرُ التَّنَاؤَبَ فَإِذَا عَطَسَ أَخْدَكُمْ وَحَمْدَ اللَّهِ كَانَ حَفَا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، وَأَمَّا التَّنَاؤَبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَنَاؤَبَ أَخْدَكُمْ فَلَيَرْدُدَهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَخْدَكُمْ إِذَا تَنَاءَبَ ضَرَبَهُ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)). [راجح: ۳۲۸۹]

وہ تو نی آدم کا ذمہ ہے وہ آدمی کی سستی اور کاملی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔